حیاتُ المُعظّم

فی مناقب

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

(حصہ اوّل و حصہ دوم)



مؤلف

احمد حسن قادری

زیر سرپرستی

صوفی غلام محمد قادریؒ

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

(اور اللہ نے ایسی چیزیں پیدا فرمائی ہیں جنہیں تم نہیں جانتے)

حیاتُ المعظّم

فی مناقب سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

{حصّہ دوم}

تالیف

احمد حسن قادری

زیرِ سرپرستی

سلطان الفقراء حضرت صوفی غلام محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

جُملہ حقوق بحق مؤلّف محفوظ ھیں

نام کتاب	......	حیات المعظم فی مناقب سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ (حصّہ دوم)
مؤلف	......	احمد حسن قادری
زیرِ سرپرستی	......	حضرت صوفی غلام محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
تعداد	......	گیارہ سو
باراوّل	......	جون ۲۰۱۳ء
باردوم	......	جنوری ۲۰۱۴ء
بارسوم	......	دسمبر ۲۰۱۴ء
بار چہارم مع اضافہ	......	جولائی ۲۰۱۷ء
قیمت	......	۱۵۰ روپے
کمپوزر	......	محمد عبدالرحمن طاہر (0300-2831089)

مِلنے کا پتہ

احمد حسن قادری

بی۔۶۲۲ بلاک ۱۳ فیڈرل بی ایریا کراچی

موبائل 0333-2193515, 0302-8580975

E.mail: ahasan.qadri56@gmail.com

انتساب

تمام عاشقانِ غوثِ پاک کے نام

بالخصوص

سیّدنا غوث الاعظم کے سچے عاشقِ صادق اور مقرب اور ان کے نائب

سلطان الفقراء حضرت صوفی غلام محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

احمد حسن قادری

اظہارِ تشکر

اس کتاب کے پہلے دو ابواب کی فوٹو کاپی محترم شائق الخیری صاحب کی خدمت میں نظر ثانی اور تصحیح کے لیے پیش کی تھیں۔ کل ۸ رمئی کو کتاب کے آخری باب کی کاپی شائق الخیری صاحب کو ای۔میل کی۔ آج ۹ رمئی صبح پونے سات بجے محترم شائق الخیری صاحب کا فون آیا فرمایا ''احمد حسن بھائی آپ کو بہت مبارک ہو آپ کی یہ کتاب سرکار محبوب سبحانی کی بارگاہِ اقدس میں قبول ہوگئی اور سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''احمد حسن نے معرکتہ الآرا کتاب لکھی ہے'' یہ سنتے ہی آنکھوں سے خوشی کے آنسوؤں کا سیلاب اُمنڈ پڑا۔ کہاں حضور غوث الثقلین ، کہاں یہ حقیر! کیسے آنجناب رضی اللہ عنہ کی اس عنایت اور کرم نوازی پر اپنے جان و دل فدا کروں؟ آنجناب رضی اللہ عنہ نے خود اس کام کی توفیق دی، خود مضامین و ترتیب میرے ذہن میں ڈالے۔ خود آنجناب نے کرم فرمایا ، مدد فرمائی اور پھر اپنے لطف عمیم سے شرف قبولیت بخشا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

اے میرے رب! بے حد و بے شمار درود و سلام رحمتیں اور برکتیں نازل فرما رحمتِ عالمیاں حضورِ اقدس ﷺ پر، آپ کے والدین پر آپ کی آل طیبین پر، آپ کے اصحاب پر، آپ کے اولیاء پر بالخصوص ہمارے سردار محبوب سبحانی ، قطب ربانی ،غوث الصمدانی ،شہباز لامکانی میراں محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پر اور میرے مرشد سلطان الفقراء حضرت صوفی غلام محمد قادری رحمتہ اللہ علیہ پر۔

احمد حسن قادری

۹ رمئی ۲۰۱۳ء

فہرستِ مضامین

فیضانِ غوثِ پاک

عاشقانِ غوثِ پاک ۷۸

واصفانِ غوث پاک ۱۲۴

دیباچہ

حمد نامتناہی اللہ ربُّ العلمین کے لیے جس نے مجھے اپنے مرشد کامل سلطان الفقراء، حضرت صوفی غلام محمد قادری رحمتہ اللہ علیہ کی عظیم تصنیف ''حیات المعظم فی مناقب سیّدنا غوث الاعظم'' کو بار بار شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور بے حدو بے شمار درود وسلام ہوں اللہ کے پیارے حبیب رحمت عالمیاں شفیع مذنباں جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر، آپ کے والدین پر، آپ کی آلِ طیبّین پر، بالخصوص سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پر، آپ کے اصحاب پر اور میرے مرشد صوفی غلام محمد قادری پر۔

بلاشبہ سیرت غوث الثقلین پر لکھی گئی تمام کتابوں میں ''حیات المعظم'' کو منفرد مقام حاصل ہے، کیونکہ یہ ایک ایسے سچّے عاشقِ صادق کی مستند تحریر ہے جسے بارگاہِ غوثیت مآب میں تقرب حضوری اور منفرد مقام حاصل ہے۔ کتاب ''حیات المعظم'' شائع ہوتے ہی سب سے پہلے مرشد پاک کے حضور محترم ریاض صاحب نے پیش کی۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں نے یہ کتاب تحریر کی تھی اس وقت یہ سرکار غوثیت مآب کی بارگاہ میں مقبول ہوگئی تھی، پھر ریاض صاحب نے دیکھا کہ پیش کردہ کتاب آسمان کی سمت بلند ہوئی اور اُوپر اُٹھتی چلی گئی راہ میں جو بھی ملتا اس کتاب کو بوسہ دیتا یہاں تک کہ یہ کتاب عرش تک بلند ہوئی۔

ہمارے ایک ساتھی محترم امین صاحب نے ستمبر ۱۹۹۱ء میں ''حیات المعظم'' کا مطالعہ شروع کیا۔ فرمایا عجیب پُراثر کتاب ہے۔ میں نے ایک ہی نشست میں سو صفحے پڑھ ڈالے۔ جب تک پڑھتا رہا، مسلسل میری آنکھوں سے آنسو بہتے رہے، پھر میں نے ذرا آنکھ بند کی تو دیکھا کہ محبوب سبحانی سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور صوفی صاحب تشریف فرما ہیں، ان کے سامنے اولیاءِ کاملین ہاتھ باندھے مودب کھڑے ہیں۔ پھر میں نے کسی کو

کہتے سنا ''احمد حسن کو بخش دیا گیا'' یہ سُن کر مجھے اس قدر مسرّت ہوئی گویا مجھے اپنی بخشش کی سنَد مل گئی ہو۔ میں نے پوچھا وہ آواز کس کی تھی، فرمایا سرکار غوثیت مآب کی۔ اگلے دن ریاض صاحب نے صوفی صاحب کی رُوح مقدسہ سے رجوع کیا اور اس امر کی تصدیق چاہی تو فرمایا بالخصوص احمد حسن، ویسے میرے سارے بچے (مریدین، طالبین و معتقدین) بخشے ہوئے ہیں۔

میرے ایک اور دوست محترم پروفیسر احمد علی سیّد صاحب نے فرمایا۔ میں نے سیرتِ غوث اعظم کے موضوع پر متعدد کتابیں پڑھیں لیکن اس کتاب کو سب سے جدا اور سب سے عمدہ پایا۔ میرے ایک اور ساتھی محترم فضل حسین صاحب نے فرمایا کہ میں نے ''حیات المعظم'' متعدد بار ختم کی۔ اسے بار بار پڑھتے رہنے کو جی چاہتا ہے۔ اس کتاب کا اپنا فیض ہے، جوں ہی میں اسے پڑھنا شروع کرتا ہوں صوفی صاحب رُوحانی طور پر تشریف لے آتے ہیں اور میں اُن کے انوار و برکات سے مستفیض ہوتا ہوں۔

ایبٹ آباد میں نقشبندیہ سلسلے کے ایک بزرگ سیّد غلام مصطفیٰ شاہ نقشبندی، موہڑہ شریف سے وابستہ ہیں، ان کے ایک مرید نے صوفی صاحب کے صاحبزادے اعجاز احمد علوی کو بتایا کہ ہمارے پیر صاحب ہیں تو نقشبندی مگر سیّدنا غوث الاعظم سے بڑی محبت رکھتے ہیں اور ان کی بارگاہ میں حضوری والے ہیں۔ انہوں نے ایک بار سرکار غوثیت مآب سے پوچھا کہ سرکار آپ کی شان میں اتنی کتابیں لکھی گئیں آپ کو ان میں سب سے زیادہ کون سی پسند ہے، تو سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ''حیات المعظم فی مناقب سیّدنا غوث الاعظم'' کی طرف اشارہ کیا۔

طویل عرصے سے میری خواہش تھی کہ ''حیات المعظم'' کا دوسرا حصّہ تحریر کیا جائے جس میں سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اولیائے کاملین نے جو کچھ ارشاد فرمایا اور سرکار نے اذنِ الٰہی سے اپنے بارے میں جو ارشاد فرمایا نیز سرکار کے عاشقین کا تذکرہ اور وہ واقعات جمع کیے جائیں جن کا تعلق سرکار کے بعد از وصال تصرف سے ہے اور اس کتاب میں بعض اعتراضات و اشکال کا ازالہ کیا جائے۔ کام شروع کرنے کی ہمت ہی نہ ہوتی تھی کہ سرکار کے ایک سچے عاشق محترم شائق الخیری صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں

نے اپنے اوپر سرکار کی عنایتوں کا تذکرہ کیا۔ میں نے ان واقعات کو اُن کی اجازت سے تحریر کرلیا۔ ان واقعات کی برکت، سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی عنایات اور مرشدِ پاک کے فیضان سے یہ کام شروع ہوگیا۔ یقینا اس کتاب میں بھی حصّہ اوّل کی طرف عاشقانِ غوث پاک کی تسکین کا بڑا سامان ہے۔

مجھے سرکار سے عشق کا دعویٰ نہیں، مگر میرا دل آنجناب کے تذکرے، فضائل و مناقب سُننے اور سنانے کی طرف کھنچا رہتا ہے۔ بس جی چاہتا ہے کہ آنجناب کا ذکر کرتا رہوں، سنتا رہوں، پڑھتا رہوں۔ مجھے صرف ایک بار ۲۵ برس پہلے سردارِاولیاء کی زیارت ہوئی، میں نے دیکھا کہ میں بغداد میں آنجناب کے روضہ مبارک سے متصل مسجد میں لوگوں کے سامنے آپ کی شان بیان کر رہا ہوں، پھر دیکھتا ہوں کہ ایک کمرہ میں آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں اور میں دروازہ پر کھڑا ہوں۔ آپ نے فرمایا مانگ، کیا مانگتا ہے؟ میں آپ کے قدموں میں جا گرا اور عرض کی کہ سرکار آپ مل گئے اب مجھے کچھ اور نہیں چاہیے۔

اے کاش کہ اس حقیر کی یہ کاوش آنجناب کی بارگاہ میں قبول ہوجائے اور آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کی رضا وخوشنودی کی موجب بن جائے۔ آپ کی دائمی حقیقی نسبت نصیب ہوجائے ؎

گر ہمارے دل سے پوچھو تو ہے بس حسرت یہی
تاابد اللہ رکھے زیر سائے غوثِ پاک

احمد حسن قادری

{باب اوّل}

عارفانِ غوثِ پاک

ولی را ولی می شناسد

شیخ ابومحمد شنبکی رحمتہ اللہ علیہ:

آپ کا تعلق کرد قبائل کی شاخ شانبکہ سے تھا۔ ابتداء حال میں راہزن تھے۔ ساتھیوں کے ہمراہ اس زمانے کے ایک بڑے ولی کامل شیخ ابوبکر بن ہوار رحمتہ اللہ علیہ کے گاؤں میں ایک قافلے کو روکا اور ان کا مال لُوٹ لیا۔ فارغ ہو کر جب وہاں سے چلنے لگے تو اِن سے چلا نہ گیا۔ ساتھیوں نے سبب پوچھا تو فرمایا شیخ ابوبکر بن ہوار نے میرا دل پکڑ لیا ہے، تم لوگ جاؤ۔ صبح کے وقت حضرت شیخ ابوبکر بن ہوار رحمتہ اللہ علیہ ان کے پاس آئے۔ شیخ ابومحمد شنبکی نے کہا اے شیخ میرے پیٹ میں حرام مال ہے، میری تلوار بے گناہوں کے خون سے آلودہ ہے، کیا میرے جیسا شخص بھی راہِ حق پر چل سکتا ہے؟ اللہ تک پہنچ سکتا ہے؟ شیخ ابوبکر نے فرمایا ہاں! اگر عنایاتِ الٰہیہ شاملِ حال ہو جائیں پھر شیخ ابوبکر بن ہوار نے شیخ ابومحمد شنبکی کو تین دن خلوت میں بٹھا کر توجہ دی اور اللہ تک پہنچا دیا اور کہا کہ اب تم حداویہ میں بیٹھو اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤ کہ اب تم مکمل شیخ ہو گئے ہو۔ لوگوں نے پوچھا

کہ صرف تین دن میں آپ اللہ تک کیسے پہنچ گئے فرمایا ایک دن میں نے دُنیا ترک کی، دوسرے دن عقبیٰ، تیسرے دن اللہ کو طلب کیا اور اس کو پالیا۔ آپ کا ذکر زمانے میں پھیل گیا آپ کی کرامات مشہور ہوئیں آپ کی دُعا سے مادرزاد اندھے، برص کے مریض اور مجنوں شفایاب ہونے لگے۔ لوگ جوق درجوق آپ کی زیارت کو آنے لگے۔ شیخ شریف ابوسعد فرماتے ہیں میں جب بھی شیخ ابومحمد شنبکی سے ملاقات کرنے حداویہ جاتا تو دیکھتا کہ خِلا میں فرشتے ان کی ولایت کی نوبت بجاتے اور ملاء اعلیٰ کے فرشتے ان کے دبدبے اور غلبے کے لیے چلّاتے تھے۔ فرشتوں کی فوج درفوج اُترتی اور آپ پر عزت و احترام کے ساتھ سلام کہتی۔ آسمان سے بلا نازل ہوتی تو حداویہ پر سے گذرتے ہوئے پھٹ جاتی اور دُور ہوجاتی۔

شیخ ابومحمد شنبکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابوبکر بن ہوار کثرت سے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے کہ عنقریب وہ عراق میں تشریف لائیں گے اور آنجناب غوثیت مآب کی فضیلت کی تصریح کرتے۔ جب مجھے مقاماتِ اولیاء کا کشف ہوا تو میں نے دیکھا کہ سیّدنا غوث الاعظم تمام اولیاء کے صدر ہیں۔ جب مجھے مقربین کے مراتب کا کشف ہوا تو سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کو سب سے بلند مرتبے والا پایا اور جب مجھے مکاشفین کے اطوار کا مکاشفہ ہوا تو دیکھا آنجناب تمام مکاشفین کے بزرگ ہیں۔ مجھے خبر دی گئی کہ عنقریب اللہ عزّوجل آنجناب غوثیت مآب کو اپنا ایسا مقرب بنائے گا کہ اس میں ان کے سچّے مریدین اور ربانی علماء کے سوا کوئی اور ظاہر نہ ہوگا۔ آنجناب کے افعال کی اقتداء کی جائے گی، عنقریب ان کی برکت سے اللہ اپنے بندوں میں ایسے لوگوں کو بھیجے گا جن کے بڑے درجات ہوں گے اور وہ ایسے عالی رُتبہ ہوں گے کہ ان کے سبب حق تعالیٰ بروزِ قیامت اور اُمتوں پر فخر کریں گے۔

شیخ حماد بن مسلم دباس رحمتہ اللہ علیہ:

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کا شیخ کون ہے؟ فرمایا پہلے میرے شیخ حماد بن مسلم دباس رحمتہ اللہ علیہ تھے اور اب میں دریائے نبوت (حضور اقدس ﷺ) اور دریائے فتوت (لافتی الاعلی لا سیف الا ذوالفقار) دونوں سے سیراب

ہوتا ہوں۔

شیخ حماد بن مسلم دباس رحمتہ اللہ علیہ وہ عظیم ولیِ کامل ہیں کہ سرداراولیاء سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی صحبت و رفاقت اور تربیت کے واسطے حق تعالیٰ نے ان کا انتخاب فرمایا۔ تاج العارفین شیخ ابوالوفا جب بھی بغداد آتے تو شیخ حماد کے پاس قیام فرماتے۔ مشائخ بغداد شیخ حماد کے حکم کی تعظیم کرتے، ان کے حضور میں ادب سے رہتے، ان کے کلام کو سنتے اور اپنے اختلاف میں فیصلے کے لیے شیخ حماد کو حکم بناتے۔

خلیفۃ وقت کا ایک مقرب شیخ حماد کی زیارت کو آتا تھا، آپ اس سے فرماتے میں تیری تقدیر میں بڑے درجات دیکھتا ہوں تُو دُنیا کو چھوڑ اور اللہ کی طرف آجا۔ خلیفۃ کا معتبر اور مقرب ہونے کے سبب وہ آپ کا حکم نہ مانتا۔ شیخ ابونجیب سہروردی کا بیان ہے کہ ایک دن وہ میری موجودگی میں شیخ حماد کے پاس آیا۔ شیخ حماد نے اسے پھر وہی بات کہی مگر اس نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ تجھ کو جس طرح چاہوں اللہ کی طرف کھینچ لوں، میں برص کو حکم دیتا ہوں کہ تجھے ڈھانک لے۔ ابھی آپ کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ اس شخص کے تمام بدن میں برص پھیل گیا۔ حاضرین یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہ شخص وہاں سے اُٹھ کر خلیفۃ کے پاس آیا۔ خلیفۃ نے تمام حکماء کو جمع کیا مگر سب نے کہا یہ مرض لاعلاج ہے۔ پھر خلیفۃ نے اُسے محل سے نکال دیا۔ وہ شیخ حماد کی خدمت میں واپس آیا، آپ کے پاؤں چومے، اپنی بدحالی کی شکایت کی اور آپ کے احکامات کی تابعداری کا عہد کیا۔ شیخ حماد نے فرمایا اے برص اُدھر ہی چلی جا جدھر سے آئی تھی۔ ہم سب نے دیکھا کہ اس کے جسم سے برص کا نام نشان تک مٹ گیا اور بدن چاندی کی طرح سفید ہوگیا۔ اگلے دن اسے پھر خلیفۃ کی طرف جانے کا خیال آیا تو شیخ حماد نے اپنی اُنگلی اس کی پیشانی پر ماری جس سے ایک خط برص کا پڑ گیا۔ آپ نے فرمایا یہ نشان تجھ کو خلیفۃ کے پاس جانے سے روکے گا۔ پھر اس نے شیخ کی خدمت اختیار کی اور بلند درجات کا حامل ہوا اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔

شیخ ابونجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ابتداء میں شیخ حماد کی خدمت میں آیا اور کثرت مجاہدہ کے باوجود کشود کار نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کل صبح

کپڑے بدلے بغیر دودھ کا برتن سر پر رکھ کر میرے پاس لانا۔ اگلے دن جب میں نے ایسا کیا تو مجھے راہ میں بہت سے جاننے والے ملے جو حیرت سے مجھے دیکھتے تھے، جوں جوں میں چلتا گیا میرا نفس ایسے پگھلتا گیا جیسے آگ پر قلعی پگھلتی ہے۔ جب میں شیخ حماد کے پاس پہنچا تو وہ اپنی دوکان پر میرے منتظر تھے انہوں نے مجھ پر ایسی بھرپور نظر ڈالی جس سے سارے حجابات پھٹ گئے۔ میں بے ہوش ہو کر منہ کے بل جا گرا اور میں اب تک اس ایک نگاہ کی برکت میں ہوں۔

نشے میں غرق ایک امیر نے جو اس وقت گھوڑے پر سوار تھا، شیخ حماد کو کوڑا مارا تو آپ نے فرمایا اللہ کے گھوڑے اس کو لے، وہ گھوڑا اپنے سوار کے ساتھ بجلی کی طرح دوڑتا ہوا نظروں سے اوجھل ہو گیا اور پھر کبھی اس کا پتا نہ چلا۔ شیخ حماد نے فرمایا اللہ کی قسم وہ کوہ قاف کے اُس طرف مر گیا اور وہیں سے اُٹھایا جائے گا۔

جن دنوں سیّدنا غوث الاعظم جوان تھے، شیخ حماد کے سامنے ان کا تذکرہ کیا گیا۔ شیخ حماد نے فرمایا اس کے سر پر ولایت کے دو نشان ہیں ایک اسفل السافلین سے اعلیٰ علیین تک ان کی مملوک ثابت کرتا ہے اور دوسرا نشان ملاء اعلیٰ میں ان کی ولایت وحکومت کا ہے جس کے سبب ملاء اعلیٰ ان کی ولایت و صدیقیت کا اعلان وتصدیق کر رہے ہیں۔

ایک مرتبہ سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ، شیخ حماد کے پاس آئے تو شیخ حماد ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے اور فرمایا مرحبا اے جبل الراسخ، اے ہمت و استقامت کے بلند پہاڑ جس میں ذرا سی جنبش نہ ہو۔ پھر آپ نے پوچھا کلام اور حدیث میں کیا فرق ہے۔ سرکار نے وضاحت کی تو شیخ حماد نے کہا بلاشبہ تم اپنے زمانے کے سیّدالعارفین ہو۔

شیخ ابونجیب سہروردی فرماتے ہیں کہ میں شیخ حماد دباس رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ سرکار محبوب سبحانی بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ سرکار جب چلے گئے تو شیخ حماد نے فرمایا اس عجمی نوجوان کا قدم اس قدر بڑا ہے کہ عنقریب اولیاء اللہ کی گردنیں اس کے قدم کے نیچے ہوں گی۔

شیخ ابوالوفاء رحمتہ اللہ علیہ:

آپ ایسی شان والے بزرگ ہیں کہ خود سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ آپ کے

بارے میں فرماتے تھے کہ اللہ کے دروازے پر کوئی کردی مرد ابوالوفاء کی مثل نہیں۔ شیخ عزاز حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انہوں نے حضور سے شیخ ابوالوفاء کے بارے میں پوچھا تو حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا یہ اُن میں سے ہے جن پر قیامت کے روز مجھے فخر و ناز ہوگا۔

سرکار غوثیت مآب اپنی جوانی میں اکثر شیخ ابوالوفاء کی مجلس میں قلمونیا آتے۔ شیخ ابوالوفاء سرکار کے احترام میں کھڑے ہوجاتے اور حاضرین سے کہتے اللہ کے ولی کے لیے کھڑے ہوجاؤ پھر آگے بڑھ کر سرکار کا استقبال کرتے اور فرماتے جو اس جوان کے لیے کھڑا نہ ہوگا وہ کسی ولی کے لیے کھڑا نہ ہوگا اور اس نوجوان پر ایسا وقت آئے گا کہ ہر خاص و عام اس کے محتاج ہوں گے اور یہ کہے گا **قدمی ھذہٖ علٰی رقبۃ کل ولی اللّٰہ** اور اولیاء کی گردنیں اس کے حکم کے آگے سرنگوں ہوں گی۔ پھر وہ اپنی ریش مبارک ہاتھ میں لے کر سرکار سے کہتے عبدالقادر، یہ میرا وقت ہے، آنے والا وقت تمہارا ہوگا، جب تم پر وہ وقت آئے تو اس مردِ پیر کو اپنی عنایات سے محروم نہ رکھنا۔

شیخ ابوالیعزی مغربی رحمتہ اللہ علیہ:

یہ بڑے کامل صوفی اور بلند و بزرگ مرتبہ کے حامل تھے۔ ہمیشہ مراقبہ میں رہتے، اپنے نفس سے بڑی سختی کرتے۔ شیخ ابومدین جیسے بزرگ آپ سے فیض یافتہ ہیں۔ آپ کی عظمت و شان کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ لکڑہارے آپ کے پاس آئے اور جنگل میں موجود شیروں کی کثرت کی شکایت کی۔ آپ نے اپنے خادم سے کہا جاؤ اور جنگل میں پکار کر کہو اے شیرو! ابوالیعزی تمہیں حکم دیتا ہے کہ اس جنگل سے نکل جاؤ۔ خادم نے جوں ہی پکارا تو تمام شیر اپنے بچوں کو اُٹھائے جنگل سے بھاگتے نظر آئے پھر اس پورے جنگل میں کبھی شیر دیکھا نہ گیا۔ جب مغرب میں قحط پڑتا تو لوگ آپ کی طرف رجوع کرتے، آپ سب کے ہمراہ عیدگاہ کی طرف آتے، بارش کی دُعا کرکے سجدہ میں چلے جاتے اور اس وقت تک سر نہ اُٹھاتے جب تک آپ کا سر بارش سے تر نہ ہوجاتا۔ پھر آپ لوگوں کے ہمراہ بارش کے پانی میں چلتے ہوئے لوٹتے۔

عارف ابوحفص رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے کچھ دوست شیخ ابوالیعزی کے

پاس آئے اور بغداد جانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا جب تم بغداد جاؤ تو اس مرد کامل کی ضرور زیارت کرنا جو ایک شریف عجمی ہے جن کا نام عبدالقادر ہے۔ اُن سے میرا سلام کہنا اور میرے لیے دُعا کی درخواست کرنا اور اُن سے کہنا اے اولیاء کے سردار ابوالیعزی کو اپنے دل سے نہ بھلانا کہ واللہ عرب و عجم میں آپ جیسا کوئی نہیں اور بے شک آپ کے سبب مشرق مغرب پر فضیلت رکھتا ہے اور بلاشبہ علم، نسب، ولایت اور ہر اعتبار سے آپ کو تمام اولیاء پر بزرگی اور برتری حاصل ہے۔

شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ علی بن الہیتی، تاج العارفین شیخ ابوالوفاء کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ سرکار غوثیت مآب سے بے حد محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ سرکار بھی شیخ علی سے بڑی محبت فرماتے، ان کی شان بڑھاتے اور فرماتے کہ جو اولیاء عالمِ غیب وشہادت سے بغداد آتے ہیں وہ ہماری ضیافت میں ہوتے ہیں اور ہم شیخ علی کی ضیافت میں ہیں۔

شیخ علی جب بھی اپنے عقیدت مندوں اور مریدوں کے ہمراہ سرکار محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے بغداد آتے تو خادموں، عقیدت مندوں اور مریدوں سے کہتے کہ سب دجلہ میں غسل کرو، آپ بھی ان کے ہمراہ غسل فرماتے پھر کہتے کہ اپنے دلوں کو خطرات سے پاک و صاف کرلو کہ ہم سلطانِ اولیاء کی خدمت میں حاضری کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جب آپ بغداد میں داخل ہوتے تو لوگ آپ کی زیارت و ملاقات کے لیے دوڑتے تو آپ فرماتے شیخ عبدالقادر کی طرف دوڑو۔ جب آپ سرکار کے مدرسے کے دروازے پر پہنچتے تو اپنے جوتے اُتار لیتے اور ادب سے کھڑے ہوجاتے۔ سرکار انہیں پکارتے کہ برادر آؤ۔ تو آپ داخل ہوتے۔ سرکار اُن سے فرماتے کہ تم سارے عراق کے شیخ ہو، کس بات سے ڈرتے ہو؟ شیخ علی فرماتے اے میرے سردار آپ سلطان ہیں، مجھے اپنے خوف سے بے خوف کردیں مجھے امن والا بنا کر مامون فرمادیں۔ سرکار فرماتے تمھیں کوئی خوف نہیں

شیخ علی بن الہیتی ایسی عظمت و شان والے بزرگ تھے کہ آپ فرماتے اگر سیاہ رات میں کوئی چیونٹی کوہ قاف سے پرے پتھر پر چل رہی ہو اور مجھے اس کے دل کا حال نہ

معلوم ہوتو میرا پِتّہ پھٹ جائے۔ ایک مرتبہ آپ کے ہاں مجلس سماع میں فقہاء نے آپ کے وجد کا انکار کیا تو ان کا سارا علم مفقود ہوگیا اور ایک ماہ تک ان کا یہی حال رہا پھر وہ تمام آپ کی خدمت میں آئے، آپ کے پاؤں چومے اور معافی چاہی تو شیخ نے ان کے علوم انہیں لوٹا دیے۔

ایک مرتبہ ایک عجمی لشکر بغداد پر حملہ آور ہوا۔ خلیفۂ وقت انتہائی کوشش کے باوجود اُن پر قابو نہ پاسکا تو سرکار غوثیت مآب کی خدمت میں استغاثہ کے لیے حاضر ہوا۔ اس وقت شیخ علی بھی حاضر خدمت تھے۔ خلیفۂ کی درخواست پر سرکار نے شیخ علی سے فرمایا انہیں حکم دے دو کہ وہ بغداد سے چلے جائیں۔ شیخ علی نے اپنے خادم سے کہا اِس عجمی لشکر کے آخر میں تمھیں ایک خیمہ ملے گا اس میں تین لوگ ہونگے، اُن سے کہنا کہ علی بن الہیتی کہتا ہے کہ واپس چلے جاؤ۔ اگر وہ کہیں کہ ہم حکم کے ساتھ آئے ہیں تو اُن سے کہنا کہ میں بھی تمہارے پاس حکم کے ساتھ آیا ہوں۔ خادم نے ایسا ہی کیا تو ان تینوں درویشوں نے خیمہ اُتارا، سامان لپیٹا اور چل دیے۔ انہیں چلتا دیکھ کر سارے عجمی لشکر نے ان کے پیچھے واپسی اختیار کی۔

شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جس وقت سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے تائید ایزدی سے فرمایا قدمی ھٰذہٖ علٰی رقبۃ کل ولی اللّٰہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے تو اس مجلس میں شیخ علی نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر سرکار کے ولی گر قدمِ مبارک کو اُٹھا کر اپنی گردن پر رکھ لیا۔ سلطان باھو فرماتے ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے فرشتوں کی آزمائش آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کی اسی طرح اپنے اولیاء کی آزمائش سرکار کے اس صادق و مصدوق قول سے کی جس نے اس فرمان کو تسلیم کرنے میں جس قدر پیش قدمی اور پیش دستی کی اسی قدر اسے زیادہ مرتبہ اور منصب ملا اس اعتبار سے شیخ علی بن الہیتی اپنی پیش قدمی کے سبب منفرد مقام کے حامل ہیں۔

شیخ علی کے ایک مرید وخلیفۂ شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ابتدائے حال میں وارداتِ قلبیہ میں سے ایک ایسا وارد مجھ پر نازل ہوا جس سے میرے اکثر کام مشکل ہوگئے۔ میں نے اپنے سردار شیخ علی سے رجوع کیا تو آپ نے فرمایا یہ افعالِ

قدرت میں سے ہے اور ایسی مشکلات اقوال سے حل نہیں ہوتیں۔ تم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ کہ وہ تمام عارفین کے بادشاہ ہیں اور تمام اولیاء کے افعال و احوال پر متصرف ہیں۔ میں بغداد آیا اور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اپنے مدرسے میں تشریف فرما تھے، لوگوں کی ایک جماعت آپ کے سامنے حاضر تھی۔ میں بھی ان میں بیٹھ گیا، جیسے ہی آپ نے مجھ پر نگاہ ڈالی میں سمجھ گیا کہ آپ میرے دل کی بات اور آنے کے مقصد سے آگاہ ہوگئے۔ آپ نے اپنے مصلّے کے نیچے سے دھاگہ نکالا جو پانچ تاروں سے بٹا ہوا تھا۔ آپ نے اس کا ایک سِرا مجھے تھمایا اور ایک اپنے دستِ مبارک میں پکڑا۔ پھر اس دھاگے کا ایک بَل کھول دیا جس سے مجھے ایک بڑے امر کا مشاہدہ ہوا اور وہ وارد مجھ پر کھلنے لگا۔ جوں جوں آپ اس دھاگے کے بل کھولتے جاتے، مجھ پر عظیم امور منکشف ہوتے اور میں نے وہ باتیں دیکھیں جن کی حقیقت بیان نہیں کی جاسکتی یہاں تک کہ آپ نے پانچوں بَل کھول دیے اور مجھ پر تمام چیزیں کُھل گئیں، مجھ پر پوشیدہ امور کے بھید ظاہر ہوگئے اور تمام حجابات دُور ہوگئے۔ پھر حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اسے مضبوطی سے پکڑ اور اپنی قوم کو حکم دے کہ وہ اس کی اچھی باتوں کو لیں۔ پھر میں آپ کے سامنے سے اُٹھ گیا۔ واللہ نہ میں نے آپ سے کوئی بات کی نہ ہی حاضرین کو میرے معاملے کا علم ہوسکا۔ میں واپس شیخ علی کی خدمت میں آیا تو انہوں نے فرمایا، کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ سرکار محبوب سبحانی تمام عارفین کے بادشاہ ہیں اور اولیاءِ کاملین کے احوال پر متصرف ہیں۔ اے ابوالحسن! تجھ پر جو وارد نازل ہوا تھا، اُن اقسام کے ادنیٰ وارد کو حل کرنے میں لوگوں کی عمریں ختم ہوجاتی ہیں اور اگر آنجناب تجھے یہ نہ فرماتے کہ ''اسے مضبوطی سے پکڑ'' تو تیری عقل زائل ہوجاتی اور تو مجذوب ہوجاتا اور انہوں نے تجھے بشارت دی کہ تو لوگوں کا پیشوا ہوگا تو لوگوں کو حکم کرے گا اور لوگ تجھ سے استفادہ کریں گے۔

سبحان اللہ! سرکار غوثیت مآب نے اپنے ایک سچّے عاشق کے مرید پر ایسی کرم نوازی فرمائی تو سرکار کے عاشقین میں منفرد مقام رکھنے والے شیخ علی بن الہیتی رحمتہ اللہ علیہ پر کس قدر کرم نوازی ہوگی۔

شیخ مطر باذرانی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ مطر رحمۃ اللہ علیہ عراق کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ آپ ایسی شان والے تھے کہ آپ کی نگاہ جس نافرمان پر پڑتی وہ مطیع ہوجاتا، اگر بھولے بھٹکے پر پڑتی تو وہ بیدار وہوشیار ہوجاتا، جو یہودی یا نصرانی آپ کے پاس آتا وہ مسلمان ہوجاتا، جس بنجر زمین پر آپ کے قدم مبارک پڑتے وہ سرسبز ہوجاتی اور آپ جو دُعا فرماتے اس کا اثر ظاہر ہوتا۔

شیخ عارف ابوطاہر خلیل بن احمد صرصری اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک صبح باذرا میں ایسی خوشبو سونگھی جس کی لذّت وسرور پر جان وعقل قربان کردی جائیں پھر ایسا نور ظاہر ہوا جس نے آسمان کے کناروں کو بھر دیا۔ میں نے اس معاملے پر غور کیا تو مجھ پر انکشاف ہوا کہ آج رات اللہ عزّوجل کی تجلّی اس کے بندے شیخ مطر پر ہوئی۔ میں نے اس مشاہدے کی حسرت وشوق میں ٹھنڈا سانس لیا اور نگاہِ حسرت سے اس تجلی کی طلب کی مگر نہ پاسکا تو میں شیخ مطر کی زیارت کو گیا آپ کے حجرے پر ایک اندھا اور ایک لبِ دم مریض دیکھا یہ دونوں اُس تجلّی کی برکت سے بینا اور شفایاب ہوچکے تھے۔

بغداد سے ایک بزرگ باذرا، شیخ مطر کی زیارت کو گئے۔ شیخ مطر نے ان کی بڑی خاطر وتواضع کی اور سیّدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات دریافت کیے۔ اس بزرگ نے سرکارِ غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے احوال بیان کیے تو شیخ مطر وجد میں آگئے اور فرمایا ''شیخ عبدالقادر جیلانی زمین میں حق تعالیٰ کے ایسے پھول ہیں جس کے ذریعے اولیاء اللہ، رُوح القدس کے اسرار کی خوشبو سونگھتے ہیں، وہ ایسی حضوری میں متکلم ہیں جہاں اوروں کی زبانیں گنگ ہوجاتی ہیں۔ ہر ولی کو حال ومقام آنجناب کے توسل سے ملتا ہے۔ سیّدنا غوث الاعظم وصل حق کے لیے واسطہ ہیں، وہ ہر مجلس کے سردار ہیں اور جملہ موجودات کی آنکھ ہیں۔ آپ اولیاء کے درمیان خالص عرب ہیں اور عربیوں کے درمیان ان کے صاحب ہیں۔ جب آپ اپنی نگاہِ کرم ہم پر ڈالتے ہیں تو ہم سب جملہ اولیاء آپ کی اس نظر کی ضیافت میں ہوتے ہیں، جب آپ سانس لیتے ہیں تو ہم سب اس سانس کی حفاظت میں ہوتے ہیں، جب آپ قدم اُٹھاتے ہیں تو ہم سب اس قدم کے سائے میں ہوتے ہیں۔''

منقول ہے کہ جب شیخ مطر باذرانی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت آیا تو ان کے بیٹے

نے کہا مجھے وصیت فرمائیں کہ آپ کے بعد کس کی پیروی کروں؟ آپ نے فرمایا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی۔ شیخ مطر کے صاحبزادے فرماتے ہیں، میں نے سوچا کہ یہ بیماری کے سبب غشی میں ہیں۔ تھوڑی دیر بعد میں نے پھر پوچھا کہ آپ کے بعد کس کی اقتداء کروں؟ فرمایا شیخ عبدالقادر جیلانی کی۔ مجھے اب بھی اطمینان نہ ہوا، موقع پا کر میں نے تیسری دفعہ پھر یہی سوال کیا تو میرے والد نے کہا ''میرے بیٹے! جس دور میں شیخ عبدالقادر جیلانی موجود ہوں اس میں کسی دوسرے کی پیروی اور اقتداء کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا''۔ والد کے انتقال کے بعد میں بغداد آیا اور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کی مجلسِ مبارک میں شیخ بقا بن بطو رحمتہ اللہ علیہ، شیخ ابوسعید قیلوی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ علی بن الہیتی رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر اکابر مشائخ موجود تھے۔ سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں تمہارے عام واعظین کی طرح نہیں ہوں۔ میں تو خدا کے حکم سے بولتا ہوں اور میرا خطاب تو ان لوگوں سے ہے جو فضا میں رہتے ہیں''۔ یہ فرما کر آپ نے اپنا سرِ اقدس فضا کی طرف اُٹھایا، میں نے بھی اُوپر دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان نورانی گھوڑوں پر سوار نورانی بزرگوں سے بھرا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے سر جھکا رکھے ہیں، اُن میں سے کوئی رو رہا ہے، کوئی کانپ رہا ہے، کسی کے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ میں یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہوگیا۔ جب افاقہ ہوا تو لوگوں کو چیرتا ہوا آنجناب کی طرف دوڑا اور منبر شریف پر چڑھ گیا۔ آپ نے میرا کان پکڑ کر کہا، کیوں! تمہیں پہلی دفعہ اپنے والد کی وصیت پر یقین نہ آیا تھا؟ میں نے آپ کی ہیبت کے سبب سر جھکالیا۔

سرکار محبوبِ سبحانی کی فضیلت وعظمت اور بزرگی کے معترف اور سرکار کی مدح و سرا کرنے والے یہ سارے بزرگ یعنی شیخ مطر اور شیخ علی، تاج العارفین شیخ ابوالوفاء کے تلامذہ و خلفاء ہیں اور شیخ ابوالوفاء نے اپنے مریدین کو سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مقام و بزرگی پر نہ صرف مطلع فرمایا بلکہ آنجناب کی تعظیم و احترام کی تلقین کی اور سرکار کی عظمت ان کے دلوں میں کندہ کرنے کے لیے سب کے سامنے سرکار سے فرمایا ''اے عبدالقادر! یہ وقت میرا ہے اور آنے والا وقت تمہارا ہوگا۔ جب وہ وقت آئے تو اِس مردِ پیر کو اپنی نگاہِ رحمت سے محروم نہ رکھنا'' اور یہی شیخ ابوالوفاء مرید وخلیفہ تھے شیخ ابومحمد شنبکی

رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ خلیفہ تھے شیخ ابوبکر بن ہوار رحمتہ اللہ علیہ کے۔

شیخ جا گیر رحمتہ اللہ علیہ:

تاج العارفین شیخ ابوالوفاء کے اِن عظیم خلفاء میں سے ایک شیخ جا گیر ہیں جنہوں نے فرمایا کہ میرے شیخ تاج العارفین ابوالوفاء کے خلفاء، تلامذہ اور ان کے مشائخ میں سے کوئی شخص بھی ایسے حال والا، ایسے تصرفات والا، ایسا تیزرو، ولایت میں ایسا قوی اور ایسے کامل اوصاف والا نہ ہوا جیسے ہمارے سردار سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں کہ آپ نے احوالِ قطبیت میں قدرت پائی، مقامات قطبیت میں ترقی کی، قطبیت کے مدارج میں استغراق کیا اور احوالِ قطبیت کے تمام اطراف پر ایسا غلبہ پایا جو کسی اور شیخ کو میسّر نہ آیا۔

شیخ بقا بن بطو رحمتہ اللہ علیہ:

یہ عراق کے بڑے مشائخ، عارفین اور صدیقین میں سے ہیں۔ آپ ان میں سے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا، عالم میں تصرف دیا، احوال میں قدرت دی، آنے والی چیزوں کو ان کے لیے خرق کیا اور آپ کو عالم میں بڑی مقبولیت دی اور لوگوں کے دلوں میں آپ کی ہیبت ڈالی۔

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ شیخ بقا بن بطو کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے، آپ کی شان میں تصریح کرتے اور فرماتے تمام مشائخ کو ناپ کر دیا گیا ہے مگر شیخ بقا بن بطو کو بلا ناپ دیا گیا ہے۔ ایک مرتبہ تین فقہاء آپ سے ملنے آئے، آپ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی۔ آپ کی قرآت سُن کر تینوں فقہاء دل میں بدگمان ہوئے۔ رات کو سوتے ہوئے تینوں جنبی ہوگئے اور غسل کی حاجت لاحق ہوئی۔ حجرہ کے دروازے پر جو نہر تھی اس میں وہ نہانے کے لیے اُتر گئے تب ایک بڑا شیر آیا اور ان کے کپڑوں کو پکڑ لیا۔ رات سرد تھی تینوں کو اپنی موت کا یقین ہوگیا اتنے میں شیخ بقا بن بطو اپنے حجرہ سے نکلے اور شیر کو تھپڑ مار کر فرمایا تو میرے مہمانوں کے درپے کیوں ہوا، یہ مجھ سے بدگمان ہیں تو کیا ہوا، ہیں تو میرے مہمان۔ خبردار جو انہیں کچھ کہا۔ شیر سر جھکا کر دُم ہلاتا چلا گیا۔ تینوں فقہاء باہر نکلے اور معافی کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے فرمایا تم لوگوں نے اپنے ظاہر کی اصلاح کی، باطن کی اصلاح سے غافل رہے نتیجتاً مخلوق کے خوف میں مبتلا ہوئے۔ ہم صوفیاء نے اپنے دلوں کو درست

کیا باطن کو سنوارا نتیجتاً مخلوق ہم سے ڈرنے لگی، ہماری مطیع ہوگئی۔

شیخ ابوعمرو عثمان صریفینی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ شیخ بقا بن بطو رحمتہ اللہ علیہ، شیخ علی بن الہیتی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ ابوسعید قیلوی رحمتہ اللہ علیہ سیّدنا غوث الاعظم سے ملاقات کو آتے تو آپ کے مدرسے کے دروازے پر جھاڑو دیتے، چھڑکاؤ کرتے اور آنجناب کی خدمت میں بغیر اجازت کے نہ جاتے۔ جب اجازت سے حاضرِ خدمت ہوتے تو سرکار فرماتے بیٹھ جاؤ، وہ کہتے کیا ہمارے لیے امان ہے؟ سرکار فرماتے ہاں امان ہے۔ پھر وہ سب ادب کے ساتھ بیٹھ جاتے۔

سرکار غوثیت مآب کے صاحبزادگان سیّدنا عبدالوہاب اور سیّدنا عبدالرزاق سے منقول ہے کہ ۵ رجب ۵۴۳ھ کو شیخ بقا بن بطو رحمتہ اللہ علیہ جمعہ کے دن صبح صبح سرکار کے مدرسے آئے اور کہا کیا تم میرے آنے کا سبب نہیں پوچھتے؟ میں نے آج رات ایسا نور دیکھا جس سے آسمان کے کنارے روشن ہوگئے پھر میں نے اہل اسرار کو دیکھا کہ اس نور کی طرف دوڑتے ہیں اور بعض اس سے مل جاتے ہیں، بعض کو روک دیا جاتا ہے۔ جو بھی اُس نور سے متصل ہوتا اس کا نور دُگنا ہوجاتا، پھر میں نے غور کیا کہ یہ نور کہاں سے پھوٹ رہا ہے تو میں نے دیکھا کہ وہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے صادر ہوتا تھا۔ ایسا نور جس سے جملہ موجودات روشن ہوگئے اور جملہ ملائکہ اس رات زمین پر اُترے اور آنجناب سے مصافحہ کیا۔

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ:

شیخ علی بن الہیتی رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور شیخ بقا بن بطو رحمتہ اللہ علیہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر زیارت کے لیے گئے۔ میں نے دیکھا کہ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی قبر سے نکل کر سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو اپنے سینے سے لگایا اور عرض کیا ”اے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ میں علمِ شریعت، علمِ حقیقت اور علمِ حال میں آپ کا محتاج ہوں۔“

شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ:

شیخ داؤد بغدادی کا بیان ہے کہ ۵۴۸ھ میں، میں نے شیخ معروف کرخی کو خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے مزار پر حاضر ہونے والوں کی معروضات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کررہے ہیں۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا اے داؤد اپنی عرض بھی پیش کرتا کہ میں اسے بارگاہِ الٰہی میں پیش کروں۔ میں نے کہا، کیا میرے شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ معزول ہوگئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا نہیں، خدا کی قسم وہ نہ معزول ہوئے اور نہ ہی انہیں کوئی معزول کرسکتا ہے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ صبح کو میں آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے مدرسے میں جا کر آپ کے انتظار میں بیٹھ گیا تا کہ آپ سے اپنا رات کا خواب بیان کروں مگر میرے کلام کرنے سے قبل ہی آپ نے مدرسہ میں داخل ہوکر فرمایا ''تیرا شیخ نہ معزول ہوا ہے اور نہ کوئی اس کو معزول کرسکتا ہے، لا! اپنی حاجت پیش کرتا کہ میں اسے بارگاہِ الٰہی میں پیش کردوں، خدا کی قسم میرے احباب یا کسی غیر کا کوئی معروضہ ایسا نہیں جسے میں نے بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا ہو اور وہ رَد کردیا گیا ہو۔''

شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں ابتداء میں علم الکلام کا بہت شوقین تھا، میں نے علم الکلام کی بہت سی کتابیں حفظ کرلی تھیں۔ میرے چچا ابونجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مجھے اس سے باز رکھتے لیکن مجھ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا۔ بالآخر ایک روز میرے چچا مجھے لے کر سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کو گئے اور راستے میں مجھے کہا اے عمر! آج میں تمہیں ایک ایسی مبارک ہستی کے پاس لے جارہا ہوں جس کا دل اللہ تعالیٰ سے خبر دیتا ہے، وہاں حُسنِ ادب سے رہنا تا کہ ہم خالی ہاتھ نہ آئیں۔ چنانچہ جس وقت ہم آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو میرے چچا نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا، یہ میرا بھتیجا عمر ہے۔ یہ علم الکلام میں مشغول ہے میں اس کو منع کرتا ہوں لیکن یہ باز نہیں آتا۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر! تم نے کون کون سی کتابیں حفظ کی ہیں۔ میں نے کتابوں کے نام بتائے۔ تب آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر پھیرا تو خدا کی قسم سارا علمِ کلام میرے سینے سے محو ہوگیا اور

مجھے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا۔ پھر سرکار محبوب سبحانی نے دوبارہ میرے سینے پر ہاتھ پھیرا جس سے میرے سینہ میں نورِ معرفت چمک اُٹھا اور علمِ لدنی سے میرا سینہ بھر گیا۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اے عمر! تم عراق کے مشہور بزرگوں میں سب سے آخر ہوگے۔ جب میں آپ کے پاس سے اُٹھا تو حکمت کی باتیں کرنے لگا (سبحان اللہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کیا شان اور کیا نرالی عطا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام طویل تکلیف دہ سفر طے کر کے خضر علیہ السلام کے پاس علمِ لدنی سیکھنے گئے مگر خضر علیہ السلام نے انہیں آزمائش میں ڈال دیا اور علمِ لدنی سے محروم رکھا اور یہاں سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عقیدتمند کی سفارش پر ان کے بھتیجے کو ایک لمحے میں علمِ لدنی سے مالا مال کردیا)

شیخ شہاب الدین سہروردی سے منقول ہے کہ میں اپنے چچا ابوالنجیب سہروردی کے ہمراہ ۵۶۰ھ میں حضور غوث الثقلین کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ میرے چچا نے آپ کا بے حد ادب ملحوظ رکھا اور آپ کے سامنے گوش بے زبان بن کر بیٹھ گئے۔ واپسی پر میں نے اپنے چچا سے پوچھا کہ میں نے آپ کو کسی اور کا اس قدر ادب و احترام کرتے نہیں دیکھا جس قدر آپ نے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا کیا۔ فرمایا کہ میں آنجناب کا کس طرح ادب نہ کروں جبکہ آنجناب کی ذاتِ پاک کو بہ تحقیق جملہ عوالم میں تصرف کا اختیار دیا گیا ہے اور عالم ملکوت میں آپ کی ذاتِ اقدس پر فخر کیا جاتا ہے اور میں اس عظیم ہستی کا ادب کیسے نہ کروں جس کو میرے مولا نے میرے قلب میں اور میرے حال میں تصرف کرنے کا کلّی اختیار دیا ہے بلکہ آنجناب رضی اللہ عنہ جملہ اولیاء کے قلوب و احوال میں متصرف ہیں۔ اگر چاہتے ہیں تو ان کے احوال سلامت رہتے ہیں اور اگر نہیں چاہتے تو ان کے احوال سلب کر لیتے ہیں۔

سیّد احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے بے حد محبت رکھنے والے، بے حد تعظیم کرنے والے اور رُوحانی طور پر آنجناب کی مجلسِ مبارک میں حاضر رہنے والے بزرگ تھے۔ آپ کو جس قدر نعمتیں سرکار محبوب سبحانی کی بارگاہ سے حاصل ہوئیں دوسروں کو اس کا عشر عشیر بھی نصیب نہ ہوا۔ سرکار غوثیت مآب کا فرمان ہے کہ جو ولی فنا در فنا کے مقام تک پہنچتا ہے

پھر اپنے قالبِ عنصری کی طرف رجوع نہیں کرسکتا سوائے دو اولیاء کے، ان میں ایک سیّد احمد گبیر رفاعی ہیں اور دوسرے زمانہ سابق میں گزرے۔ سرکار آپ کی مدح میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

كذا ابن الرفاعي كان مني
يسئلك لي طريقي و اشغالي

شیخ ابوالحسن علی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے ماموں سیّد احمد گبیر رفاعی سے ملاقات کے لیے گیا۔ وہ اس وقت کسی سے گفتگو فرما رہے تھے۔ میں باہر انتظار کرتا رہا پھر میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ کھڑکی سے نکلے اور بجلی کی طرح فضا میں پرواز کر گئے۔ میں ماموں کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا یہ کون شخص تھا۔ آپ نے پوچھا کیا تُو نے اسے دیکھا؟ میں نے کہا ہاں، فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے سبب اللہ بحر محیط کے قطر کی حفاظت کرتا ہے مگر تین دن ہوئے یہ راندہ درگاہ ہوگیا اور اسے اس کی خبر نہیں۔ میں نے سبب پوچھا تو بتایا یہ بحر محیط کے ویران جزیرہ میں مقیم ہے۔ تین رات اس جزیرہ میں مسلسل بارش ہوئی اس کے دل میں خیال گذرا کہ یہاں بارش کا کیا فائدہ یہ آبادی میں ہوتی تو اچھا تھا۔ پھر اس نے اپنے اس خیال پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کی مگر یہ معزول کر دیا گیا۔ میں نے کہا کیا آپ نے اسے یہ بات بتائی۔ فرمایا مجھے شرم آئی کہ اسے یہ بات بتاتا۔ میں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے بتادوں۔ سیّد احمد گبیر رفاعی نے فرمایا اپنا سر اپنی قمیض کے اندر کرو اور جب میں کہوں تو سر اُٹھانا۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ جوں ہی سر اُٹھا کر آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو ایک ویران جزیرہ میں پایا۔ میں نے اس شخص کو تلاش کیا اور ساری بات اس کے گوش گزار کی۔ یہ سن کر اس کا رنگ فق ہوگیا، کہنے لگا تمہیں خدا کی قسم جو میں کہوں ویسا کرو۔ میں نے اقرار کیا تو اس نے کہا یہ کپڑا میرے گلے میں ڈال کر مجھے منہ کے بل گراؤ اور زمین پر گھسیٹو اور کہو کہ جو اپنے رب پر اعتراض کرے اس کی یہی سزا ہے۔ میں نے اسے منہ کے بل زمین پر گرایا اور جب گھسیٹنا چاہا تو ہاتف غیبی سے ندا آئی اے علی اس کو چھوڑ دے کہ آسمان کے فرشتے اس پر رو دیئے اور انہوں نے اس کی سفارش کی۔ بیشک اللہ تعالیٰ اِس سے راضی ہوگیا۔ اس کلام کی ہیبت سے میں بے ہوش ہوگیا۔ جب آنکھ

کھلی تو میں نے اپنے آپ کو ماموں کے پاس پایا۔ خدا کی قسم مجھے معلوم نہ ہوا کہ کیسے گیا اور کیسے واپس آیا۔

ایک مرتبہ آپ اپنے بھتیجے ابراہیم بن اعزب کے ہمراہ کھانا تناول فرمارہے تھے کہ حالت مراقبہ طاری ہوئی۔ کچھ دیر بعد ہوش میں آئے۔ بھانجے کے استفسار پر آپ نے فرمایا سات سمندر پار ایک شخص شراب پیتا تھا مگر دل میں مجھ سے عقیدت رکھتا تھا اور اس نے طے کیا ہوا تھا کہ میرے ہاتھ پر توبہ کرے گا، اس کا انتقال ہوگیا۔ فرشتے قبر میں عذاب دینے لگے تو اس نے مجھے پکارا۔ میں اس کی مدد کو گیا اور حق تعالیٰ سے اس کی مغفرت کروادی۔

شیخ محمد بن الخضر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک بار، بارگاہِ غوثیت مآب میں حاضر ہوا۔ بغداد کے بڑے بڑے مشائخ وہاں موجود تھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کاش سیّداحمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہاں ہوتے تو میں ان کی زیارت سے مستفیض ہوتا۔ سرکارمحبوب سجانی نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا ''اے خضر! شیخ احمدرفاعی موجود ہیں۔ ان سے ملاقات کرو'' میں نے دیکھا کہ آپ کے بازو کی طرف ایک باہیبت بزرگ بیٹھے ہیں۔ میں نے اُٹھ کرانہیں سلام کیا اور مصافحہ کیا تو انہوں نے فرمایا ''اے خضر! جوشخص حضرت محبوبِ سجانی جیسے بزرگ کو دیکھے اُسے پھر مجھ جیسے شخص سے ملنے کی آرزو نہیں کرنی چاہیے'' یہ فرما کر میری نظروں سے غائب ہوگئے۔ آنجناب غوثیتِ مآب کے وصال کے بعد جب میں شیخ احمدرفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہی بزرگ ہیں۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا ''اے خضر! کیاتم کومیری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی؟''

امام عبداللہ بطائحی سے منقول ہے کہ میں سیّدنا غوث الاعظم کی حیات مبارکہ میں اُم عبیدہ کی طرف گیا اور شیخ احمد کے پاس چند روز ٹھہرا۔ شیخ احمد رفاعی نے مجھ سے کہا کہ میرے سامنے سرکارمحبوب سجانی کے فضائل ومناقب بیان کرو۔ میں نے کچھ بیان کیا اس اثنا میں ایک شخص آیا، کہنے لگا یہ باتیں چھوڑو اور کسی اور کے مناقب بیان کرو، اس کا اشارہ شیخ احمد رفاعی کی طرف تھا۔ تب شیخ احمد نے غصّے سے اس کی طرف دیکھا جس سے وہ مردہ ہوکر گِر پڑا۔ آپ نے فرمایا کون شخص شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف

کی طاقت رکھتا ہے اور کون ان کے درجے تک پہنچ سکتا ہے؟

آپ کے احباب میں سے جو بھی بغداد جانے کے لیے آپ سے اجازت لینے آتا تو آپ فرماتے جب بغداد جاؤ تو شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی زیارت پر کسی اور کی زیارت کو مقدم نہ کرنا۔ اگر آپ کا وصال ہوگیا ہوتو پہلے آنجناب کی قبر شریف کی زیارت کرنا کہ اللہ کا اُن سے عہد ہے کہ جو بھی صاحبان حال میں سے بغداد آئے اور آنجناب کی زیارت نہ کرے اس کا حال سلب ہوجائے گا۔ اس شخص پر حسرت ہے کہ بغداد جائے اور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ کا فرمان مبارک ہے **طوبیٰ لمن رأنی** جس نے مجھے دیکھا اس کے لیے خوشخبری ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام:

جس قدر اولیاء اللہ سے ملاقات خضر علیہ السلام کو نصیب ہوئی کسی اور کو نہ ہوئی کہ آپ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے زندہ ہیں، نقیب الاولیاء ہیں۔ آپ فرماتے ہیں اللہ کے بندوں میں بعض ایسے بندے ہیں جنہیں حق تعالیٰ خود دوست رکھتا ہے اور میں باوجود نقیب الاولیاء ہونے کے اُن بندوں کے حال سے بے خبر ہوں اور ایسے تمام محبوبانِ خدا میں محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی مرد یکتا ہیں جو اس وقت فردالاحباب اور قطب الاولیاء ہیں۔ اللہ نے جس کسی ولی کو جس قدر بلند مقام پر پہنچایا سیّدنا غوث الاعظم اُس سے اعلیٰ و ارفع درجہ پر فائز ہیں۔ اللہ نے جس کسی حبیب کو اپنی محبت کا جام پلایا، سرکار محبوب سبحانی کو اس سے بڑھ کر خوسگوار جام پلایا۔ جس کسی مقرب کو حال و مقام عطا کیا، شیخ عبدالقادر جیلانی کو اس سے عظیم تر حال و مقام دیا اور اللہ عزّوجل نے سیّدنا غوث الاعظم کو اپنے اسرار میں سے وہ سر عطا فرمایا جس کے سبب وہ تمام متقدمین اور متاخرین اولیاء سے سبقت لے گئے اور اللہ کا ہر ولی خواہ وہ گزر چکا ہو یا آنے والا ہو، قیامت تک ان کا ادب کرے گا۔

شیخ ابومدین رحمتہ اللہ علیہ کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات:

شیخ ابومدین مغربی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ ابوالیعزی رحمتہ اللہ علیہ کے تلامذہ تھے۔ بڑی شان وعظمت والے بزرگ تھے۔ ایک بار آپ کا ایک گاؤں میں گذر ہوا، دیکھا

کہ ایک شیر ایک گدھے کو پھاڑ کر کھا رہا ہے اور قریب ہی گدھے کا مالک زاروقطار رو رہا تھا۔ آپ نے شیر کو کان سے پکڑا اور گدھے کے مالک کے پاس لے گئے اور فرمایا اس نے تیرا گدھا ہلاک کیا ہے، میں نے اسے تیرے اختیار میں دے دیا، اسے ساتھ لے جا اور جو کام تُو گدھے سے لیتا تھا اس سے لے، یہ چوں بھی نہ کرے گا۔ اس دیہاتی نے کہا میرے سردار مجھے اس سے ڈر لگتا ہے۔ آپ نے فرمایا بالکل نہ ڈر اور اس سے گدھے کے سارے کام لے۔ یہ تجھے کچھ نہ کہے گا۔ وہ دیہاتی چل دیا۔ شیر اس کے پیچھے دُم ہلاتا چلا گیا۔ شام کو وہ دیہاتی پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیر اس کے ساتھ تھا، کہنے لگا اے میرے سردار اس سے میری جان چھڑائیں، میں جہاں جاتا ہوں یہ میرے پیچھے چلا آتا ہے۔ مجھے اس سے خوف آتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے نہ ڈر یہ تجھے کچھ نہ کہے گا۔ وہ کہنے لگا کیسے نہ ڈروں؟ ہے تو شیر! بس میری اس سے جان چھڑادیں۔ آپ نے شیر سے کہا یہاں سے چلا جا اور اگر اب تُو نے کسی کو نقصان پہنچایا تو میں پھر تجھے اس کے تصرف میں دے دوں گا۔ پھر وہ شیر چلا گیا۔

شیخ ابومدین کی ایک مرتبہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں استفسار کیا، شیخ ابومدین رحمتہ اللہ علیہ کے استفسار پر خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ صدیقوں کے امام اور عارفوں پر حجت ہیں، معرفت میں رُوح ہیں، آپ کی شان اولیاء میں عجیب ہے۔ آپ میں اور خلق میں سوائے نفس واحد کے کوئی چیز باقی نہیں۔ میں اولیاء کے مراتب آپ ہی کے اشارے سے تصدیق کرتا ہوں ؎

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رُتبہ تیرا

حضرت خضر علیہ السلام سمیت جملہ اولیاء نے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف میں جو کچھ کہا اپنے علم اور مشاہدات کی بناء پر کہا وگرنہ حقیقت یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے اس مظہر اتم کی شان وحقیقت سے کماحقہٗ کوئی واقف نہیں۔ اس لیے حق تعالیٰ نے اپنے محبوبِ سبحانی کو حکم دیا کہ وہ اپنی شان وعظمت کا خود اظہار کریں تا کہ لوگوں

کوآپ کی شان وعظمت کا کچھ علم ہو سکے۔ اپنے ایک قصیدہ مبارک میں آنجناب رضی اللہ عنہ نے اذنِ الٰہی سے اپنے بارے میں جو کچھ فرمایا اس میں سے چند اشعار اور ان کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

قصیدہ

شَهِدْتُ بِاَنَّ اللّٰهَ وَالِی الْوِلَایَةِ　　وَقَدْ مَنَّ بِالتَّصْرِیْفِ فِی کُلِّ حَالَةِ

میں نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ والی ہے کُل ولایت کا اور اس نے ہر حالت میں ردّ وبدل کا احسان فرمایا ہے۔

سَقَانِیْ رَبِّیْ مِنْ کُئُوْسِ شَرَابِهٖ　　وَاَسْکَرَنِیْ حَقًّا فَهِمْتُ بِسَکْرَتِیْ

میرے رب نے مجھ کو اپنی شرابِ محبت کے پیالے پلائے اور درحقیقت اس نے مجھے مست کردیا۔ پس میں اپنی شرابِ معرفت سے مست ہوگیا۔

وَمَلَّکَنِیْ جَمْعَ الْجِنَانِ وَمَاحَوَتْ　　وَکُلُّ مُلُوْکِ الْعَالَمِیْنَ رَعِیَّتِیْ

اور مجھے اس نے تمام دلوں کا اور جن اسرار پر دل حاوی ہیں اُن کا مالک بنایا اور عالمین کے جملہ سلاطین میری رعیت ہیں۔

رُفِعْتُ عَلٰی مَنْ یَدَّعِی الْحُبَّ فِی الْوَرٰی　　فَقَرَّ بَنِی الْمَوْلٰی وَفُزْتُ بِنَظْرَةِ

ہر مدعیِ محبت پر مخلوق میں مجھے اُونچا کردیا گیا، پھر دوست نے مجھے قریب کرلیا اور میں دیدار میں کامیاب ہوگیا۔

وَقَفْتُ بِبَابِ اللّٰهِ وَحْدِیْ مُوَحِّدًا　　وَنُوْدِیْتُ یَاجِیْلَانِی ادْخُلْ لِحَضْرَتِیْ

میں تنہا اللہ تعالیٰ کو ایک جانتے ہوئے حق تعالیٰ کے دروازے پر کھڑا ہوگیا اور مجھے پکارا گیا اے جیلانی میری حضوری کے لیے داخل ہو۔

وَنُوْدِیْتُ یَاجِیْلَانِی ادْخُلْ وَلَاتَخَفْ　　عُطِیْتُ اللِّوٰی مِنْ قَبْلِ اَهْلِ الْعِنَایَةِ

اور مجھے پکارا گیا اے جیلانی داخل ہو اور مت ڈرو کہ میں اہل عنایت سے پہلے جھنڈا دیا گیا ہوں۔

وَاَعْلَمُ نَبَاتَ الْاَرْضِ کَمْ هُوَ نَابِتٍ　　وَاَعْلَمُ رَمْلَ الْاَرْضِ کَمْ هُوَ رَمْلَةِ

اور میں زمین کے اُگاؤ کو جانتا ہوں کہ وہ کتنا اُگا ہوا ہے اور میں زمین کی ریت کو جانتا ہوں کہ وہ کتنے ذرّے ہیں۔

وَاَعْلَمُ عِلْمَ اللّٰہِ اُحْصِیْ حُرُوْفَہٗ وَاَعْلَمُ مَوْجَ الْبَحْرِ کَمْ ھُوَ مَوْجَۃِ

اور میں اللہ عزّوجل کے علم کو جانتا ہوں اور مجھے اس کے حروف کا شمار ہے اور میں سمندر کی موجوں کو جانتا ہوں کہ وہ کتنی ہیں۔

وَلِی نَشْأَۃٌ فِیْ الْحُبِّ مِنْ قَبْلِ آدَمٍ وَسِرِّی سَرَی فِی الْکَوْنِ مِنْ قَبْلِ نَشْأَتِیْ

اور میری کونپل محبت میں آدم سے پہلے ہے اور میرا بھید جہان میں میری پیدائش سے پہلے پوشیدہ ہے۔

وَسِرِّی فِی الْعُلْیَابِنُوْرِ مُحَمَّدٍ فَکُنَّا بِسِرِ اللّٰہِ قَبْلَ النُّبُوَّۃِ

اور میرا بھید بلندیوں میں محمد ﷺ کے نور کے ساتھ تھا۔ پس ہم اللہ کے بھید میں نبوت سے پہلے تھے۔

مَلَکْتُ بِلَادَ اللّٰہِ شَرْقًا وَمَغْرِبًا وَاِنْ شِئْتُ اَفْنَیْتُ الْاَنَامِ بِلَحْظَتِیْ

میں اللہ کے شہروں کے مشرق ومغرب کا مالک ہوگیا اور اگر میں چاہوں تو لوگوں کو اپنی آنکھ جھپکنے میں فنا کردوں۔

وَلَوْلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ بِالْعَھْدِ سَابِقًا لَأَ غْلَقْتُ بُنْیَانَ الْجَحِیْمِ بِعَظْمَتِیْ

اور اگر رسول اللہ ﷺ کا عہد سابق (بخششِ اُمّت کے لیے) نہ ہوتا تو میں ضرور اپنی عظمت کی وجہ سے عمارت جہنم کے دروازے بند کردیتا۔

مُرِیْدِیْ لَکَ الْبُشْرٰے تَکُوْنُ عَلَی الْوَفَا اِذَا کُنْتَ فِی ھَمٍّ اُغِثْکَ بِھِمَّتِیْ

اے میرے مرید تیرے لیے خوشخبری ہے، تو وفادار رہ، جبکہ جو غم میں ہوگا میں اپنی ہمت کے ساتھ تیری دستگیری کروں گا۔

مُرِیْدِیْ تَمَسَّکْ بِیْ وَکُنْ بِیْ وَاثِقًا لِأَحْمِیْکَ فِی الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیَامَۃِ

اے میرے مرید میرے دامن کو مضبوطی سے تھام لے اور میرے ساتھ پختہ ارادت ہو تا کہ میں دُنیا میں اور قیامت کے روز تیری حمایت کروں۔

أَنَا کُنْتُ فِی الْعُلْیَا بِنُوْرِ مُحَمَّدٍ وَفِی قَابَ قَوْسَیْنِ اجْتِمَاعُ الْاَحِبَّۃِ

میں بلندیوں میں نورِ محمد ﷺ کے ساتھ تھا اور قاب قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا۔

أَنَا كُنْتُ مَعَ نُوْحٍ أَشَاهِدُ فِي الْوَرٰے بِحَارًا وَطُوْفَانًا عَلٰى كَفِّ قُدْرَتِیْ

میں نوح علیہ السلام کے ساتھ تھا، مشاہدہ کرتا تھا مخلوق میں دریاؤں اور طوفان کا اپنے دست قدرت پر۔

وَكُنْتُ مَعَ اِبْرَاهِيْمَ مُلْقًىٰ بِنَارِهٖ وَمَابُرِدَ النِّيْرَانَ اِلّاَبِدَعْوَتِیْ

اور میں ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھا جبکہ وہ آگ میں ڈالے گئے اور آگ ٹھنڈی نہ ہوئی مگر میری دُعا سے۔

اَنَا كُنْتُ مَعَ رَاعِي الذَّبِيْحِ فِدَائَ هٗ وَمَا نَزَلَ الْكَبْشَانِ اِلَّا بِفَتْوَتِیْ

میں اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کے والد کے ساتھ تھا، ان کے فدیے کے وقت، اور مینڈھا نازل نہ ہوا مگر میری ہی جوانمردی کے سبب۔

أَنَا كُنْتُ مَعَ يَعْقُوْبَ فِي غَشْوِعَيْنِهٖ وَمَا بَرِئَتْ عَيْنَاهُ اِلَّا بِتَفْلَتِیْ

میں یعقوب علیہ السلام کے ساتھ تھا جب ان کی آنکھ بند ہوگئی (وہ نابینا ہوگئے) اور نہیں لوٹ آئیں ان کی آنکھیں مگر میرے لعابِ دہن سے۔

اَنَا كُنْتُ مَعَ اِدْرِيْس لَمَّا ارْتَقَى الْعُلَا وَاَقْعَدْ تُهُ الْفِرْدَوْسَ اَحْسَنَ جَنَّتِیْ

میں ادریس علیہ السلام کے ساتھ تھا جبکہ وہ بلندی پر چڑھے اور میں نے ان کو اپنی بہترین جنت میں بٹھادیا۔

اَنَا كُنْتُ مَعَ مُوسٰے مُنَاجَاةَ رَبِّهٖ وَمُوْسٰى عَصَاهُ مِنْ عَصَایَ اسْتَمَدَّتِ

میں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا جب وہ اپنے رب سے مناجات کرتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا، میرے استمداد کے عصاؤں میں سے (ایک عصا) تھا۔

أَنَا كُنْتُ مَعَ اَيُّوْبَ فِي زَمَنِ الْبَلَا وَمَا بَرِئَتْ بَلْوَاهُ اِلَّا بِدَعْوَتِیْ

میں ایوب علیہ السلام کے ساتھ تھا جب وہ آزمائش میں مبتلا تھے اور ان کی بَلا دُور نہ ہوئی مگر میری دُعا سے۔

اَنَا کُنْتُ مَعَ عِیْسٰی وَفِی الْمَھْدِ نَاطِقًا وَأَعْطَیْتُ دَاؤدَا حَلَاوَۃَ نَغْمَۃِ

میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا جبکہ وہ جھولے میں بولتے تھے اور میں نے ہی داؤد کو نغمے کی مٹھاس عطا کی۔

أَنَا الْوَاحِدُ الْفَرْدُ الْکَبِیْرُ بِذَاتِہِ أَنَا الْوَاصِفُ الْمَوْصُوفُ شَیْخُ الطَّرِیْقَۃِ

میں اپنی ذات میں یگانہ اور فرد کبیر ہوں۔ میں صفت کرنے والا صفت کیا گیا شیخِ طریقت ہوں۔

وَمَا قُلْتُ ھٰذَا الْقَوْلَ فَخْرًا وَّاِنَّمَا اَتٰی الْاِذْنُ حَتّٰی یَعْرِفُوْنَ حَقِیْقَتِیْ

اور میں نے یہ بات بطور فخر نہیں کہی بلکہ مجھے حکم آیا ہے یہاں تک کہ لوگ میری حقیقت کو پہچان لیں۔

فَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ طٰہٰ مُحَمَّدٌ أَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ شَیْخُ کُلِّ طَرِیْقَۃِ

تو میرے نانا رسول اللہ ﷺ طٰہٰ محمد ہیں۔ میں عبدالقادر ہر طریقت کا شیخ ہوں۔

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا حق ہے کہ ساری زندگی مبارک میں اور اس وقت بھی جب آپ چھوٹے بچّے تھے، آپ کے مقدّس دہنِ مبارک سے سوائے سچ اور حق کے کچھ نہ نکلا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کی بزرگی کا مدار کس بات پر ہے تو فرمایا صدق پر کہ میں نے ساری زندگی کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ کا یہ حقیقت پر مبنی کلامِ مبارک سمجھنا بہت آسان ہوجائے اگر قاری صرف اس بات پر غور کرلے کہ آنجناب کی زبانِ مقدس پر متکلم کون ہے؟

مناقب غوثیہ میں حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ذاتاً وفعلاً وقولاً حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ مقدسہ میں فنا ہو چکے تھے اور آپ کو فنا فی الرسول کا حقیقی شرف حاصل تھا۔ آنجناب غوثیتِ مآب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم مبارک پر ہوتا ہے اور میں اپنے جدامجد جناب رسالت مآب ﷺ کے قدم مبارک پر ہوں۔ چنانچہ وہ باتیں جو ذاتِ نبوی ﷺ کے لیے مخصوص تھیں وہ آنجناب میں بھی پائی جاتی تھیں کہ جس طرح بدن مبارک سرورِ

کائنات ﷺ پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر بھی مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور جس طرح پسینہ مبارک حضور اکرم ﷺ کا خوشبودار ہوتا تھا، اسی طرح عرقِ جسد مبارک حضرت غوث الاعظم بھی معطر ومعنبر ہوتا تھا اور جس طرح زمین حضور ﷺ کے بول و براز کو نگل لیتی تھی اسی طرح حضور غوث الاعظم کے بول و براز کو بھی زمین نگل لیتی تھی۔ چنانچہ جب اس بارے میں آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو حضور غوث الثقلین نے قسم اُٹھا کر فرمایا ''یہ میرے جدامجد کا وجود ہے عبدالقادر کا نہیں'' (**تاللہ ھذا وجود جدی ولا وجود عبدالقادر**) پس اس کلام میں یہ مفہوم ظاہر ہے کہ سیّدنا غوث الاعظم بحسبِ ذات وصفات و اقوال و افعال و حالات و کمالات حضور اقدس ﷺ میں فانی تھے۔ اسی کو فنائے اتم کہتے ہیں۔ یعنی آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کو ذات وصفات، اقوال و افعال اور احوال و کمالات نبوی ﷺ میں اس قدر فنائیتِ تامہ حاصل تھی کہ آپ کا وجود مسعود عین رسول اللہ ﷺ کا وجودِ مقدس ہو گیا تھا اور اسی سبب خصائص و کمالاتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا کامل جلوہ حضور غوث الثقلین کی ذاتِ مقدسہ میں نظر آتا تھا اور کیونکہ فنا فی الرسول کا عمدہ و اعلیٰ اور اکمل حصّہ جناب غوثیت مآب کی ذات میں متحقق تھا لہٰذا آپ کے مراتب و تصرفات و افادات دوسرے اولیاء کی نسبت بیشتر ہوئے۔

وہ بظاہر شاہِ جیلاں اور بباطن مصطفیٰ
جس سے آگاہ ہے خدا، وہ سرِّ پنہاں آپ ہیں

{باب دوم}

تصرفاتِ غوثِ پاک

بے مثل ولایت، بے مثال تصرفات

فمن فی اولیاء اللّٰہ مثلی ومن فی العلم والتصریف حال

''اولیاء اللہ میں کون میری مثل ہے اور کون علم میں اور تصرفات میں میرے جیسا ہے؟''

جس طرح ہیں مصطفیٰ بے مثل نبیوں میں تمام اولیاء میں شان تیری بے مثال و بے نظیر

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا، بلاشبہ نہ اولیاء اللہ میں کوئی آپ جیسا ہے نہ علوم ومعرفت میں اور نہ ہی تصرفات میں۔ اگر اس اُمّت کے بعد کوئی اور اُمّت آتی اور کتابِ الٰہی اس پر اُترتی تو اس میں اولیاء اللہ کے واقعات میں سب سے زیادہ حصّہ آنجناب کا ہوتا۔ اس بات پر جملہ اولیاء کا اتفاق ہے کہ جس قدر کرامات کا آنجناب کی ذاتِ مقدسہ سے اظہار ہوا، کسی اور ولی سے نہ ہوا۔ آپ نے باب فقر مکمل طور پر کھول دیا اور فقر وولایت کی انتہا کو پہنچے۔ جس ہستی مقدسہ پر حق تعالیٰ کی ایسی عنایت ہو کہ ایک آن میں علوم لدنیہ کے ستّر ایسے باب کُھل جائیں جن میں سے ہر ایک کی بلندی زمین و آسمان جتنی ہو، اس ہستی مقدسہ پر ساری زندگی مبارک میں کس قدر عنایات ہوں گی اور کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ اس ہستی مقدسہ کے مظہراتم ہیں جن کی شان میں آیا وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی کہ آپ ﷺ کی ہر گھڑی گذری ہوئی گھڑی سے بہتر ہے۔ یعنی آپ ﷺ مسلسل ترقی اور عروج پر ہیں۔ یہی حال حضور کے اس مظہراتم کا ہے کہ ہر آن مسلسل ترقی وعروج پر ہیں۔

تصرف علم کے سبب ہوتا ہے۔ آصف بن برخیا پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس سیکڑوں میل دُور سے لے آئے، عقل حیران ہے کہ یہ کیسے ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں صرف یہ فرمایا عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ ان کے پاس کتاب کے علم میں سے کچھ تھا۔ جس کے پاس کتاب کے علم میں سے کچھ ہو اس کی طاقت وتصرف کا یہ عالم کہ سیکڑوں میل دُور سے تخت بلقیس پلک جھپکنے سے پہلے لے آئے تو اس ہستی مقدسہ کے طاقت و تصرف اور اختیارات کا کیا عالم ہوگا جس پر سارا علمِ کتاب اور علم لدنی کھول دیا گیا ہو اور

جسے تمام اولیاء اللہ کا سردار بنادیا گیا ہو۔ یقیناً اُس ہستی مقدسہ کے قوت و تصرف، علوم و معرفت اور شان و عظمت کا اندازہ لگانا ایک امر محال ہے۔

آصف بن برخیا علمِ کتاب میں سے کچھ علم ہونے کے سبب اس راز سے آگاہ تھے کہ عالم اور اس میں موجود ہر شے ہر آن فنا ہو رہی ہے اور ہر آن اسے بقا مل رہی ہے۔ جب عالم پر اللہ کے اسم "ممیت" کی تجلّی ہوتی ہے تو سب کچھ فنا ہو جاتا ہے اور جب اسم محی (حیؔ) کی تجلّی ہوتی ہے تو عالم اور اس میں موجود ہر شے کو بقا ملتی ہے اور یہ فعل اس قدر سرعت سے ہو رہا ہے کہ محسوس ہی نہیں ہوتا اگر چراغ کی لَو کے جلنے کو دھیمی رفتار (Slow motion) میں دیکھا جائے تو پتا چلے گا کہ تیل کی ایک بوند بتی پر چڑھ کر جلتی ہے اور بجھ جاتی ہے اور بجھنے سے پہلے اپنے پیچھے آنے والی بوند کو جلا دیتی ہے اور یہ عمل اس قدر سرعت سے ہو رہا ہے کہ ہمارے پیش نظر یہی ہوتا ہے کہ چراغ مسلسل جل رہا ہے۔ تو آصف بن برخیا اس راز سے آگاہ تھے۔ جیسے ہی اسمِ ممیت کی تجلّی ہوئی اور تخت بلقیس فنا ہوا تو دوسرے آن اس کو بقا ملنی تھی۔ اس اثنا میں انہوں نے اپنی ہمت سے اس کے دوبارہ بقا کے مقام کو تبدیل کر دیا اور تخت بلقیس پلک جھپکنے سے پہلے سلیمان علیہ السلام کے رُوبرو پہنچ گیا۔ اب ذرا سردارِ اولیاء کی ایک کرامت و تصرف پر غور کریں، عقل حیران رہ جائے گی اور اس کی مثل کرامت کہیں اور نظر نہ آئے گی۔ ایسا تصرف آنجناب کی ذاتِ مقدسہ کے ساتھ خاص ہے اس لیے آپ نے فرمایا کون ہے جو علم اور تصرف میں میرا ہم رُتبہ ہو؟

زماں پہ قدرت:

بغداد میں ایک عیسائی پادری تھا جو دینِ اسلام سے بڑا شغف رکھتا تھا۔ خلیفۃ کا گہرا دوست تھا۔ دینِ اسلام کی اسے بڑی معلومات تھیں، اس کا دل اس دِین کے قبول کرنے کی طرف مائل ہو چکا تھا مگر واقعہ معراج پر اس کو شکوک و شبھات تھے کہ ایک گھڑی میں، ذرا سی دیر میں حضور اقدس ﷺ کیسے لامکاں تک، خدا کے قرب میں پہنچ گئے۔ اللہ سے ہم کلام ہوئے، جنت و دوزخ دیکھی موسیٰ علیہ السلام سے مکالمہ ہوا۔ پھر نماز میں تخفیف کے لیے کئی بار اللہ کے حضور گئے اور جب واپس آئے تو ایک لمحہ گزرا تھا، وضو کا

پانی بہہ رہا تھا، بستر ویسے ہی گرم تھا۔ ایک آن میں یہ سب کیسے ہوگیا؟ اُس پادری نے کئی علماء سے گفتگو کی مگر مطمئن نہ ہوا۔ خلیفۃ وقت نے اس مسئلہ میں سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی اور کہا کہ اگر یہ پادری قائل ہوجائے اور اسلام لے آئے تو اس کا بہت بڑا حلقہ اس کے ہمراہ داخل اسلام ہوجائے گا۔ سرکار محبوب سبحانی خلیفۃ کی درخواست پر اس کے محل تشریف لے گئے۔ وہ پادری اس وقت خلیفۃ کے ساتھ شطرنج کھیل رہا تھا۔ جس وقت سرکار، خلیفۃ کے دربار میں داخل ہوئے اس وقت پادری نے چال چلنے کے لیے مہرہ اُٹھایا ہوا تھا کہ سرکار سے نگاہ ٹکرائی۔ جوں ہی نگاہ چار ہوئی پادری نے اپنے آپ کو دریا میں غوطہ زن پایا۔ وہ تیرنا نہ جانتا تھا اس نے چیخ و پکار شروع کی تو قریب ہی ایک مچھیرے نے دریا میں چھلانگ لگائی اور اسے باہر نکالا۔ پادری یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا کہ اس کی جنس تبدیل ہوگئی وہ مرد سے عورت بن چکا تھا۔ اس نے کہا کہ میں کچھ دیر قبل بغداد میں تھا۔ مچھیرے نے کہا بغداد تو یہاں سے کئی ماہ کی مسافت پر ہے۔ وہ اسے اپنے گھر لے آیا، اس سے شادی کی اور وقت گذرتا گیا۔ تین بیٹے پیدا ہوئے اور بڑے ہوگئے۔ ایک دن وہ کپڑے دھونے دریا پر آئی تو پاؤں پھسل گیا اور پانی میں جا گری، جیسے ہی پانی میں ڈُوبی تو اپنے آپ کو پادری کے رُوپ میں اس حال میں پایا کہ خلیفۃ کے سامنے بساط بچھی ہے اور مہرہ چال چلنے کے لیے ہاتھ میں ہے۔ سامنے محبوب سبحانی تشریف لا رہے ہیں۔ وہ حیران اور ششدر رہ گیا کہ کوئی جاگتے میں اتنا طویل خواب دیکھ سکتا ہے؟ سرکار نے فرمایا نادان تو اسے خواب سمجھ رہا ہے؟ یہ حقیقت ہے جو تجھ پر ایک آن میں گذر گئی۔ یہ دیکھ، سرکار نے اشارہ کیا تو محل کا دروازہ کھلا اور وہ مچھیرا بہ مع تینوں بیٹوں کے دربار میں داخل ہوگیا۔ پادری سرکار کے قدموں میں گرا۔ اس پر معراج کی حقیقت منکشف ہوچکی تھی۔ تمام اشکال دُور ہوگئے تھے۔ وہ آنجناب کے دست مبارک پر اسلام لے آیا، ساتھ ہی اس کے تمام متعلقین و احباب نے اسلام قبول کرلیا۔

اہل عقل کو اس عظیم کرامت میں بہت اشکال نظر آئیں گے۔ ایسے لوگوں کو سمجھانے کے لیے حق تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں دو واقعات بیان کیے۔ ایک اصحابِ کہف کا واقعہ ہے کہ اصحابِ کہف پر غار میں ایک گھڑی گذری مگر دوسری جانب

اہلِ دُنیا پر تین سو نو برس گذر گئے۔ اگر یہ واقعہ قرآن میں بیان نہ ہوتا تو اہلِ عقل اس کا انکار کرتے۔ دوسرا واقعہ حضرت عزیز علیہ السلام کا تھا جس میں وہ ایک گھڑی کے لیے سوئے، جب بیدار ہوئے تو زمانہ سو برس آگے جاچکا تھا۔ ان کا گدھا خاک ہوگیا تھا مگر کھانے میں بوتک پیدا نہ ہوئی تھی۔لوگ ان واقعات میں غوروفکر نہیں کرتے، اگرچہ قرآن دعوتِ فکر دے رہا ہے افلا یتدبرون القرآن یہ لوگ قرآن میں غوروفکر کیوں نہیں کرتے۔ وقت یا زماں یا ٹائم (Time) زمین کی حرکت سے متعین ہوتا ہے۔ زمین اپنے محور پر سورج کے گرد ۲۴ گھنٹوں میں گھومتی ہے۔ اس سے دن بنتا ہے، ہفتہ، ماہ و سال ترتیب پاتے ہیں۔ اصحاب کہف کے واقعے میں اہلِ دُنیا پر ۳۰۹ برس گزرے۔ وہ زمین کی گردش اور ماہ و سال گذرنے سے مرتب ہوئے اور اسی زمین پر ایک غار میں کچھ لوگوں پر زمین کی مسلسل گردش کے باوجود کچھ اور ہی زمانہ گذرا۔ اسی طرح عزیز علیہ السلام کے واقعے میں ہوا۔ ثابت ہوا کہ اللہ عزّوجل ہر چیز پر قادر ہے اِنَّ اللّٰہَ علٰی کُلِّ شئیٍ قدیر زماں ہو یا مکاں، اس کے قبضہ و احاطہ قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ وہ چاہے تو کسی بھی فرد کے لیے وقت رُک جائے اور دوسروں پر سرعت سے گذر جائے۔ وہ چاہے تو وقت کو لوٹا دے یا آگے بڑھادے۔ وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اسی قادر مطلق نے اپنے بندے سیّدنا عبدالقادر کو اپنی قدرتِ کاملہ کی صفت سے نوازا اور بہ عطائے الٰہی سیّدنا غوث الاعظم زماں و مکاں پر قادر و متصرف ہیں، اپنے تصرف سے جس کے لیے چاہیں تو ایک لمحے کو صدیوں میں پھیلا دیں اور چاہیں تو دوسروں کی صدیاں لمحات کی طرح گزار دیں۔ اس بات کی حقیقت کماحقہٗ وہی سمجھ سکتا ہے جو سرِّ زماں سے واقف ہو، زماں و مکاں کی قید سے آزاد ہو۔

مکاں پہ قدرت:

وہ اولیاء اللہ جنہیں مکاں پہ قدرت ہو، جو سرِّ مکاں سے آگاہ ہوں وہ لمحوں میں ہزاروں میل کا فاصلہ اپنے جسم کے ساتھ طے کرجاتے ہیں، بہ یک وقت کئی جگہ پر جسم کے ساتھ موجود ہوتے ہیں۔ ایسے تمام اولیاء کے سردار سرکارِ محبوب سبحانی اپنے مدرسے میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے سرکار کو اگلے روز اپنے ہاں افطاری کی دعوت دی، آپ نے قبول فرمالی۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے بھی دعوت دی، آپ نے قبول فرمالی۔

افطاری کے اگلے دن ایک شخص کے منہ سے نکلا کہ میں بڑا خوش نصیب ہوں کہ سرکار محبوب سبحانی کل میرے گھر رونق افروز ہوئے اور روزہ افطار فرمایا۔ دوسرے نے کہا یہ کیا کہتے ہو، سرکار تو کل میرے گھر افطار کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ایسے لوگوں کی تعداد ستّر ہوگئی جو تمام کے تمام دعویدار تھے کہ سرکار نے ان کے ہمراہ ان کے گھر پر روزہ افطار فرمایا۔ انہوں نے مدرسہ کے ایک خادم سے پوچھا تو اس نے کہا کہ سرکار کہیں نہیں گئے انہوں نے روزہ مدرسہ میں ہی کھولا۔ جب سرکار سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا تم سب سچے ہو، میں نے تم تمام کے ہمراہ بیک وقت روزہ افطار کیا۔ سبحان اللہ! اکہتّر جگہ پر جسم اقدس کے ساتھ موجود ہونا اور ایک ہی وقت میں افطار فرمانا، یہ سیّدالاولیاء کا خاصہ ہے۔

شیخ ابوالحسن بغدادی بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر تحصیلِ علم کرتا تھا۔ اس وقت آپ کی خدمت کی غرض سے شب بیداری کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ رات کو آپ دولت خانے سے باہر تشریف لائے اور مدرسے سے ہوکر باہر روانہ ہوگئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہم ایک شہر میں پہنچے جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آپ ایک مکان میں داخل ہوئے جس میں چھ آدمی موجود تھے۔ انہوں نے آپ کو سلام کیا، میں ایک ستون کی آڑ میں چھپ گیا۔ پھر کسی کے کراہنے کی آواز آئی اور ایک شخص اس کو کندھے پر اُٹھا کر لے گیا۔ پھر ایک شخص جس کی مونچھیں دراز تھیں آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اس کو کلمہ شہادت پڑھایا، مونچھیں تراشیں، ٹوپی پہنائی اور اس کا نام محمد رکھا۔ پھر اُن لوگوں سے فرمایا کہ یہ شخص متوفی کا قائم مقام ہوگا۔ اُن سب نے خوشی سے قبول کیا، پھر ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور تھوڑا ہی چلے تھے کہ بغداد شہر میں پہنچ گئے۔ آپ گھر تشریف لے گئے۔ صبح کو جب میں سبق پڑھنے بیٹھا تو میں نے آپ کو قسم دے کر پوچھا کہ یہ کیا واقعہ تھا۔ آپ نے فرمایا وہ شہر نہاوند تھا اور وہ چھ آدمی ابدال تھے۔ ساتواں آدمی جو کہ ابدال تھا اس کا انتقال ہوگیا اور مجھے حکم ہوا کہ اس کا قائم مقام مقرر کردوں۔ جس کو میں نے کلمہ پڑھایا وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا نصرانی تھا۔ اس نے اسلام قبول کیا اور اب وہ ابدال کے مرتبے پر فائز کردیا گیا ہے۔

ایک مرتبہ آپ مدرسہ میں درس دے رہے تھے کہ آپ نے اپنے چوغے میں ہاتھ ڈالا، جب باہر نکالا تو آستین سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ کے جلال کے سبب کسی کو پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ شاگردوں نے تاریخ اور وقت نوٹ کرلیا۔ کچھ عرصے بعد کچھ تاجر آنجناب کی خدمت میں ہدیہ وتحائف لے کر آئے، انہوں نے بتایا کہ ہمارا جہاز طوفان میں پھنس گیا تھا۔ انتہائی کوشش کے باوجود طوفان سے نہ نکل سکا، جب جہاز ڈُوبنے لگا تو ہم نے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو پکارا، آپ سے استمداد چاہی تو ڈُوبتا ہوا جہاز دوبارہ سطح سمندر پر آکر تیرنے لگا۔ شاگردوں نے تاریخ اور وقت کا موازنہ کیا تو وہی تاریخ اور وقت تھا جب آنجناب نے چوغے میں ہاتھ ڈالا تھا اور اپنے تصرف سے ڈُوبتا جہاز ترادیا۔ جب دست مبارک باہر نکالا تو اس میں سے سمندر کا پانی گر رہا تھا۔

اخبارِ غیب پر قدرت:

ابوالحسن علی بن ابوظاہر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حج کیا پھر اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ بغداد آیا۔ زادِسفر ختم ہوچکا تھا۔ سامان میں صرف ایک چھری بچی تھی۔ ہمیں سخت بھوک لگی تھی میں نے اس چھری کو بیچا اور اس سے چاول خریدا مگر ہمارا پیٹ نہ بھرا۔ پھر ہم سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آئے اور ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ آنجناب اہلِ مجلس سے کلام فرمارہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر آپ نے کلام منقطع کیا اور فرمایا یہ مساکین غرباء دیارِ عرب سے آئے ہیں۔ ان کے پاس زادِسفر ختم ہوگیا تھا صرف ایک چھری تھی جس کو بیچ کر انہوں نے کچھ چاول لیے مگر پیٹ نہ بھرا۔ پھر آپ نے خادم کو ہمارے سامنے دسترخوان لگانے کا حکم دیا۔ میرے ساتھی نے کشک اور تیتر کھانے کی خواہش کی میں نے دل میں شہد کھانے کا خیال کیا۔ خادم کشک، تیتر اور شہد لے آیا مگر اس نے شہد میرے ساتھی کے سامنے اور کشک و تیتر میرے سامنے رکھا تو آنجناب رضی اللہ عنہ نے خادم سے فرمایا شہد میرے سامنے رکھے اور میرے ساتھی کے سامنے کشک اور تیتر رکھے۔ یہ سُن کر میں آنجناب کی قدم بوسی کے لیے آپ کی طرف دوڑا تو آپ نے فرمایا دیارِ مصر کے واعظ خوش آمدید۔ میں نے عرض کیا سرکار مجھے تو سورۂ فاتحہ بھی صحیح طور پر پڑھنا نہیں آتی۔ آپ نے مجھے مدرسے میں داخل کیا اور آنجناب کی توجہ اور تصرف سے میں نے صرف ایک سال میں ۲۰ سال کے

علوم سیکھ لیے۔ جب میں مصر کے لیے روانہ ہونے لگا تو آپ نے فرمایا تمہیں دمشق میں ترک ملیں گے جو مصر پر حملے کے لیے تیاری کررہے ہوں گے، ان سے کہنا اس بار ناکام ہوگے اگلی بار حملہ کروگے تو کامیاب ہوگے۔ میں نے دمشق میں واقعی ترکوں کو تیار پایا۔ میں نے ان کو منع کیا، ساتھ بتایا کہ اگلی بار کامیاب ہوگے مگر وہ میری بات نہ مانے۔ میں مصر پہنچا، والیِ مصر بے حد فکرمند تھا۔ میں نے اس سے کہا بےفکر ہوجاؤ اگر ترک حملہ کریں گے تو کامیاب نہ ہوسکیں گے، چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ ترکوں نے حملہ کیا اور شکست کھا کر پسپا ہوئے۔ والیِ مصر میری بات سے بڑا خوش ہوا اور مجھے ایک لاکھ دینار عطا کیے۔ اگلے سال ترک پھر حملہ آور ہوئے اور کامیاب ہوگئے۔ مجھے دیکھ کر وہ پہچان گئے اور میری بات کے پورا ہونے پر انہوں نے مجھے ۵۰ ہزار دینار انعام میں دیے۔ تو سرکار کی ایک بات سے مجھے ڈیڑھ لاکھ دینار ہاتھ آئے۔

شیخ ابو الثناء نہر ملکی فرماتے ہیں میں نے سنا کہ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ میں اس بات کی تحقیق کے لیے آنجناب کی مجلس میں حاضر ہوا۔ آپ کلام فرماتے ہوئے میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا نہ میرے پاس دنیا کا شیرہ ہے۔ نہ آخرت کا شہد۔ یہاں مکھیوں کا کیا کام۔

شیخ ابو بکر العماد فرماتے ہیں میرے والد عرصہ سے لا پتہ تھے۔ میں ان دنوں اصولِ دین کی کتابیں پڑھ رہا تھا۔ میرے دل میں ایک شک پیدا ہوا تو میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا۔ آپ نے کلام کرتے ہوئے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ ''ہمارا اعتقاد وہی ہے جو سلف صالحین اور صحابہ کرام کا تھا۔'' آپ کے اس کلام میں میرے شک کا جواب تھا مگر میں نے سوچا کہ واعظین دوران گفتگو اس قسم کی باتیں کرتے ہیں ضروری نہیں کہ انہوں نے میرے خیال پر مطلع ہو کر مجھے جواب دیا ہو۔ سیدنا غوث الاعظم نے پھر میری طرف دیکھا اور فرمایا اے ابو بکر ہمارا اعتقاد وہی ہے جو سلف صالحین اور صحابہ کرام کا تھا۔ اٹھو کہ تمہارے گمشدہ والد گھر پہنچ چکے ہیں جب میں گھر آیا تو والد کو گھر میں موجود پایا۔

ایک مرتبہ مجلس وعظ کے اختتام پر سرکار محبوب سبحانی کو عقیدتمندوں نے بتایا کہ ایک

شخص بلک بلک کر رو رہا ہے ۔ سرکار نے اسے اپنے پاس بلایا ۔ تسلی دی اور رونے کا سبب پوچھا اس نے کہا میں بڑی دور سے آپ کا وعظ سننے کے لیے آیا مگر جب یہاں پہنچا تو آپ کا وعظ ختم ہو چکا تھا اسی صدمہ سے رو رہا ہوں۔ آپ نے اسے بٹھایا اور پورا وعظ اس کے سامنے دوبارہ فرمایا۔ وہ خوش خوش وہاں سے واپس چلا گیا۔ عقیدتمندوں نے حیرت سے پوچھا سرکار صرف اس ایک شخص کے واسطے آپ نے پورا وعظ فرمایا! سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ستر ہزار کے مجمع کے سامنے محض اللہ کے لیے وعظ کیا اور اس ایک شخص کے سامنے بھی محض اللہ کے لیے وعظ کیا۔

تقدیر پر قدرت:

روایت ہے کہ سیّدنا غوث الاعظم کے زمانے میں ایک ولیِ مقرب کی ولایت چھن گئی اور سب اس کو مردود کہنے لگے ۔ اس نے تین سو ساٹھ اولیاءِ کاملین سے التجا کی اور سب نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اس کے لیے سفارش کی، لیکن منظور نہ ہوئی ۔ تمام اولیاء نے اس کا نام لوح محفوظ میں اشقیاء کی فہرست میں لکھا دیکھا تو اس کو خبر دی کہ تم کامیاب نہ ہوگے، پھر اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا۔ بالآخر وہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور فریاد کی، آپ نے فرمایا کوئی فکر نہیں، اگر تم مردود ہوگئے ہو تو میں مقبول بنا سکتا ہوں، شقی ہوگئے ہو تو سعید بنا سکتا ہوں۔ پھر آپ نے اس کے لیے دُعا کی۔ ندا آئی کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ تین سو ساٹھ اولیاء نے اس کے لیے دُعا کی، میں نے منظور نہیں کی، کیونکہ اس کا نام اشقیاء کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے ۔ آپنے عرض کی الٰہی! تُو مردود کو مقبول بنانے پر قادر ہے اگر تیرا یہی ارادہ تھا کہ یہ مردود ہی رہے تو پھر مجھ سے دُعا کیوں کروائی۔ ندا آئی کہ میں نے اسے تمہارے سپرد کر دیا ہے جو چاہو بنا دو۔ تمہارا مقبول میرا مقبول ہے اور تمہارا مردود میرا مردود ہے۔

تفریح الخاطر میں مذکور ہے کہ ایک عورت آنجناب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا غوث الاعظم میرے لیے دُعا فرمائیں کہ اللہ مجھے اولاد کی دولت سے نوازے۔ آپ مراقب ہوئے، لوحِ محفوظ پر دیکھا، اس کی قسمت میں اولاد نہیں لکھی ہوئی تھی، پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کے حق میں دو بیٹے عطا فرمانے کی دُعا کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ندا

آئی کہ اس کے لیے لوحِ محفوظ میں ایک بھی بیٹا نہیں لکھا ہوا ہے اور آپ دو بیٹوں کا سوال کرتے ہیں۔ آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ نے پھر دُعا فرمائی اور اسے تین بیٹے عطا کرنے کے لیے عرض کیا تو وہی جواب ملا، پھر آپ نے چار بیٹوں کا سوال کیا تو وہی جواب ملا۔ آپ نے پانچ بیٹوں کے لیے عرض کیا مگر وہی معاملہ ہوا۔ آپ نے چھ بیٹوں کا سوال کردیا مگر حق تعالیٰ کا جواب وہی رہا، یہاں تک کہ آپ نے عرض کیا بارِالٰہا! اس عورت کو اپنی قدرتِ کاملہ سے سات بیٹے عطا فرما۔ تو ندا آئی اے غوث الاعظم اتنا ہی کافی ہے اور بشارت ملی کہ اس عورت کو سات لڑکے عطا فرمائے جائیں گے۔

منقول ہے کہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تمام مردانِ خدا جب قضاؤ قدر تک پہنچتے ہیں تو رُک جاتے ہیں (تقدیر کے آگے سرنگوں ہوجاتے ہیں) مگر جب میں وہاں پہنچتا ہوں تو میرے لیے ایک دریچہ کُھل جاتا ہے پس میں اس میں داخل ہوتا ہوں اور حق کی تقدیروں سے حق کے ساتھ، حق کے واسطے اور حق میں جھگڑتا ہوں۔ پس مرد وہ ہے جو تقدیر سے جھگڑا کرے، نہ وہ جو اس کے موافق ہو۔

ایک مرتبہ ایک عورت سرکار غوثیت مآب کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میری بیس بیٹیاں ہیں، کوئی لڑکا نہیں اس بنا پر میرا خاوند سخت نالاں ہے اور مجھے طلاق دے کر دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ آپ میرے حق میں دعا کریں کہ اللہ مجھے ایک بیٹا عطا کرے، میرا خاوند مجھ سے راضی ہو اور دوسری شادی کا خیال نہ لائے۔ آپ کو اس پر ترس آیا۔ فرمایا جا...! تیرے بیٹا پیدا ہوگا اور شوہر تیرا شیدا ہوگا۔ عورت نے سوچا کہ حضرت میری تسلی کے لیے ایسا کہہ رہے ہیں نہ آپ نے ہاتھ اٹھائے نہ خدا تعالیٰ سے میری حاجت چاہی۔ اس خطرہ کے دل میں آتے ہی سرکار نے اس پر نظر کرم فرمائی اور بلند آواز سے فرمایا اپنے گھر جا، انشاء اللہ تو اپنی بیس لڑکیوں کو لڑکا پائے گی پھر تجھے میری بات کا یقین آئے گا۔ وہ عورت یہ سن کر حیران ہوئی، خوشی خوشی گھر کی طرف دوڑی۔ گھر آ کر دیکھا ساری لڑکیاں فرزند نرینہ ہیں یہ دیکھ کر سجدہ شکر بجالائی اور خاوند کو آنجناب کی اس کرامت سے آگاہ کیا۔

شیاطین پر قدرت:

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجاہدے کے زمانے میں اکثر شیاطین اور جن مسلح ہوکر آتے اور ہیبت ناک صورتوں میں صف در صف مجھ سے لڑنے کی کوشش کرتے، مجھ پر آگ برساتے مگر میں اپنے دل میں ہمت اور اولوالعزی پاتا، غیب سے آواز آتی اے عبدالقادر! اُٹھو اور ان کی طرف آؤ۔ ہم اِن کے مقابلے میں تمہیں ثابت قدم رکھیں گے، پھر میں اُن کی طرف دوڑتا تو وہ بھاگ جاتے۔

فتوح الغیب کے اکیس ویں مقالے میں سرکار محبوب سبحانی فرماتے ہیں میں نے خواب میں ابلیس کو دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے ساتھ ایک بڑی جماعت ہے۔ پس میں نے ابلیس کے قتل کا ارادہ کیا تو شیطان نے کہا، آپ مجھے کیوں مارتے ہیں؟ میرا کیا قصور ہے؟ اگر اللہ کی تقدیر بُرائی کے ساتھ جاری ہوچکی ہے تو میری کوئی قدرت و طاقت نہیں کہ میں اسے نیکی اور بھلائی کی طرف تبدیل کردوں۔ اور اگر اللہ کی تقدیر نیکی کے ساتھ جاری ہوچکی ہے تو میری کوئی طاقت نہیں کہ میں اسے بُرائی سے بدل دوں۔ تو میرے دست و قدرت میں کیا چیز ہے؟ (یہ شیطان لعین کا حیلہ و مکر ہے تاکہ لوگ اس سے نفرت نہ کریں، اس پر لعنت نہ کریں، اس سے عداوت نہ رکھیں۔ اس کی یہ دلیل باطل ہے کہ اللہ نے ہمیں اس سے دُشمنی و عداوت کا حکم دیا ہے کیونکہ وہ انسان کے ضرر و گمراہی کا سبب ہے) سرکار فرماتے ہیں میں نے شیطان کو مخنث کی صورت میں دیکھا کہ وہ ڈرا ہوا تھا، نرمی اور خوف سے بات کر رہا تھا (حضرت شیخ کے دبدبے اور ولایت اور غلبہ کے سبب ڈرا ہوا تھا) میں نے اسے حقیر اور بُری شکل میں دیکھا، گویا وہ شرمگیں اور خوف زدہ شخص کی طرف میرے سامنے تھا۔

حق تعالیٰ کا فرمان ہے **ان عبادی لیس لک علیھم سلطان** بے شک جو میرے بندے ہیں تُو ان پر غلبہ نہیں پاسکتا۔ ایک عام ولی پر حق تعالیٰ کی حفاظت کے سبب شیطان غالب نہیں ہوسکتا تو جو تمام اولیاء اللہ کے سردار ہیں ان پر شیطان کا کیا زور؟ حقیقتاً سیّدنا غوث الاعظم اپنی عظیم الشان رُوحانیت اور دبدبے کے سبب اگر چاہیں تو تمام شیاطین کو لمحہ بھر میں نیست و نابود کردیں یا قید کردیں۔

جنات پر غلبہ و قدرت:

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اس عظیم ترین ہستی کے مظہراتم ہیں جنہیں اللہ عزّوجل نے ساری کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا جو ساری کائنات جملہ مخلوقات اور تمام تر موجودات کے رسول ہیں۔ اللہ نے فرمایا **قل انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا** آپ فرمادیں کہ میں تم سب پر اللہ کا رسول ہوں۔ اور فرمایا **وما ارسلنٰک الا رحمة للعٰلمین** ہم نے آپ کو تمام عالمین (جملہ موجودات) کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا اور فرمایا **انا ارسلنٰک کافة للناس بشیراً و نذیراً** ہم نے آپ کو ساری انسانیت کے واسطے بشارت دینے والا اور عذاب الٰہی سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ نیز اللہ عزّوجل کا یہ بھی ارشاد ہے **وما ارسلنا رسولٍ الا بلسان قومه** ہم نے جس قوم کی طرف رسول بھیجا وہ اس قوم کی زبان میں بھیجا۔ حضور اقدس ﷺ کو تمام اقوامِ عالم اور جملہ موجودات کی طرف مبعوث کیا گیا تو ساتھ ہی تمام اقوامِ عالم کی زبانوں، ان کے فہم و ادراک اور ان کے رسوم و عادات کا علم بھی عطا کیا گیا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک جن حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے اس سے اس کی زبان میں پوچھا کہ تُو جنوں کے کس قبیلے سے ہے؟ اس نے جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا شجرہ بتاؤ۔ اس نے کہا میں ابلیس کا پرپوتا ہوں، میرا نسب حام بن حیم بن لقیس بن ابلیس ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا تیری عمر کتنی ہے؟ اس نے کہا جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں اس وقت چھوٹا سا بچہ تھا اور وہ واقعہ دیکھ رہا تھا۔ پھر میں حضرت ابراھیم علیہ السلام پر ایمان لے آیا، جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تو میں آگ بجھانے کی کوشش کر رہا تھا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا اور اُن سے توریت سیکھی، پھر میں عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا اور اُن سے انجیل سیکھی۔ مجھ سے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے حام! میرے بعد اب جو نبی آئے گا وہ تمام انبیاء و مرسلین کا سردار ہوگا اور جب وہ مبعوث ہوں گے تم اس وقت زندہ ہوگے تو تم میرا سلام اُن کو پہنچانا۔ حضور ﷺ سُن کر آبدیدہ ہوگئے پھر اس جن سے پوچھا تیری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے قرآن سکھائیں۔ حضورِ اقدس ﷺ نے اسے قرآن پاک کی دس سورتیں سکھائیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ جن اکثر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا

رہا مگر حضور ﷺ کے وصال کے بعد اسے نہ دیکھا گیا۔

حضورِ اقدس ﷺ حیوانات کے بھی رسول ہیں، ان کی زبانوں، ان کے احساسات سے آگاہ ہیں اور ان سے براہِ راست کلام فرماتے۔ آپ سے اُونٹ نے فریاد کی، ہرنی نے فریاد کی، چڑیوں نے فریاد کی، حضور ﷺ نے ان کی فریاد سُنی اور مدد فرمائی۔ بنوسلیم کا ایک اعرابی گوہ شکار کر کے لایا اور حضور ﷺ کے سامنے مردہ گوہ پھینک کر کہا اگر یہ گوہ آپ کی نبوت و رسالت کی گواہی دیدے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ حضور ﷺ نے اس مردہ گوہ کو پکارا تو وہ اسی وقت زندہ ہوگئی اور حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کی گواہی دی۔

حضور ﷺ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ بھیڑیوں کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور ان کے سردار نے حضور ﷺ سے اپنی زبان میں بات کی۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے کہا کہ یہ بھیڑیا کہتا ہے کہ تم لوگ اپنے مال مویشی میں سے بھیڑیوں کا حصّہ مقرر کردو۔ صحابہ نے اس کی تجویز سے اتفاق نہ کیا بلکہ اسے مار کر بھگایا تو وہ جاتے جاتے کہہ رہا تھا عجیب لوگ ہو، میں اپنے حصّہ کی بات کرتا ہوں تم مجھے مارتے ہو۔ حضور ﷺ اس وقت فرما رہے تھے، واہ! کیا بھیڑیا ہے واہ کیا بھیڑیا ہے۔

حضور ﷺ نباتات و جمادات کے بھی رسول ہیں۔ درخت آپ کے اشارے کو سمجھتے، آپ کا حکم مانتے۔ ایک اعرابی کے مطالبے پر حضور ﷺ نے کھجور کے خشک درخت کو اشارہ فرمایا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے حضور تر کھجوریں برسائیں۔ بول و براز کے موقع پر حضور ﷺ درختوں کو اشارہ کرتے تو آنجناب کے لیے پردہ کا کام کرتے۔ حضور ﷺ نے چاند کو اشارہ کیا تو وہ آپ کے اشارے کو سمجھا اور پھٹ گیا۔ کنکریوں نے آپ کے ہاتھ میں کلمہ پڑھا۔ شجر وحجر آپ کے حضور سلام پیش کرتے۔

تو حضورِ اقدس ﷺ کی رسالت و رحمت تمام عالمین اور جملہ مخلوقات کے لیے عام ہے، سب پر محیط ہے۔ حضور ﷺ کی ذاتِ مقدسہ میں فنائے تامہ رکھنے والے اولیاءِ کاملین، جو حضور ﷺ کے نائب ہیں، حضور ﷺ کا لباس ہیں، وہ جن کی صورتوں پر حقیقتاً حضور ﷺ کا ظہور ہے ایسے کاملین کی ولایت اور ان کا فیضان بھی ساری مخلوقات اور تمام عالمین کے لیے ہے

"گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا"

جہاں جہاں تک حضور ﷺ کا نور اور حضور ﷺ کی رحمت اور حضور ﷺ کی رُوحانیت ہے، حضور ﷺ کے یہ نائبین، یہ کاملین حضور میں فنائیت کے سبب، حضور ﷺ کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر ہیں۔ ایسے کاملین کو جہاں سے پکارو، یہ سُنتے ہیں، مدد فرماتے ہیں، کام آتے ہیں اور ایسے تمام کاملین میں سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سب سے منفرد اور بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔ آنجناب ایک ایسے مقام پر متمکن ہیں جہاں وہم و گماں کی رسائی نہیں۔ جیسی فنائے تامہ آنجناب رضی اللہ عنہ کو حضورِ اقدس ﷺ کی ذاتِ مقدسہ میں حاصل ہے کسی اور کو نصیب نہ ہوئی۔ جیسا دعویٰ آپ رضی اللہ عنہ نے کیا ایسا کوئی اور نہ کرسکا کہ آپ نے فرمایا **تاللہِ ھذا وجودُ جدی ولا وجودُ عبدالقادر**۔ اللہ کی قسم یہ میرا وجود میرے جدامجد جناب رسول اللہ ﷺ کا وجود ہے، عبدالقادر کا وجود نہیں۔ اور جب یہ بات ہے تو جس طرح حضورِ اقدس ﷺ ساری کائنات، تمام اقوامِ عالم کے لیے مبعوث کیے گئے، جس طرح حضور ﷺ کی رسالت و نبوت و رحمت تمام عالمین اور جملہ موجودات کے لیے ہے اسی طرح سرکار محبوب سبحانی کی ولایت، آپ کی غوثیت، آپ کا فریاد رس ہونا تمام عالمین اور جملہ موجودات کے لیے ہے۔ ذرا آنجناب کے اس قول پر غور فرمائیں کہ جب آپ پر سترّ باب علمِ لدنی کے کُھلے جن میں سے ہر دروازے کی لمبائی و چوڑائی زمین و آسمان جتنی تھی، آپ نے پھر فرمایا کہ مشرق سے مغرب تک ہر شے میری مطیع کردی گئی اور پردۂ زمین پر جس قدر بھی اولیاء اللہ تھے سب نے میری اطاعت و فرمانبرداری قبول کی۔

قرآن میں ارشادِ باری ہے **وسخر لکم مافی السمٰوٰت و ما فی الارض جمیعاً منه** اور اللہ نے مسخر کردیا تمہارے واسطے جو کچھ بھی زمین و آسمان میں اور اس کے مابین ہے۔ آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ اس آیت مبارکہ کا کماحقہ مصداق ہیں۔ آسمان و زمین اور اس کے مابین میں انسان، جنات، ملائکہ، چرند پرند، حیوانات و نباتات سب آجاتے ہیں اور یہ تمام آنجناب کے لیے مسخر و مطیع ہیں۔

آنجناب کا ایک لقب غوث الثقلین ہے۔ حضور ﷺ رسول الثقلین ہیں یعنی انسانوں اور جنوں کے رسول تو آنجناب رضی اللہ عنہ غوث الثقلین ہیں یعنی جنوں اور انسانوں کے فریاد رس۔

منقول ہے کہ آنجناب کی مجلس وعظ میں اجنّہ ، فرشتوں، رجال الغیب اور ارواح انبیاء و اولیاء کا اژدھام ہوتا تھا، اہل نظر اس امر کا مشاہدہ فرماتے۔ آپ کے ایک ہم عصر شیخ نے جنّات کی حاضری کے لیے وظیفہ پڑھا مگر خلافِ معمول کوئی جن حاضر نہ ہوا۔ بہت دیر بعد چند جن آئے، انہوں نے تاخیر کا سبب پوچھا تو کہنے لگے ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلسِ وعظ میں حاضر تھے، برائے مہربانی جب حضرت شیخ وعظ فرمارہے ہوں تو ہمیں نہ بُلایا کریں۔ انہوں نے حیرت سے پوچھا کیا تم اجنّہ بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہو؟ تو وہ کہنے لگے کہ انسانوں کے اجتماع سے کہیں زیادہ ہم جنّات کا اجتماع ہوتا ہے اور ہم میں سے اکثر قبائل حضرت شیخ کے دستِ اقدس پر اسلام لے آئے اور اللہ کی طرف راغب ہو گئے۔

مناقب غوثیہ میں مذکور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں دیو بہت سرکش تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خیال کیا، میرے ہوتے ہوئے یہ سرکش ہیں، میرے بعد تو خلقت کو بہت تکلیف ہوگی۔ ہاتف غیبی سے آواز آئی کہ نبی آخرالزماں کی اولاد میں سے ایک ایسے محبوب پیدا ہوں گے جن کا اسم شریف سیّدعبدالقادر ہوگا، وہ غوث الثقلین ہوں گے۔ جس طرح دیو اور شیاطین آپ کی قید میں ہیں اسی طرح ان کی حراست و قید میں تا قیامت رہیں گے۔ تمام تر دیو، شیاطین اور جنّات شیخ الجن والانس کے فرمان کے تحت ہیں اور آنجناب کی اس قدر ہیبت ہے کہ جن اور دیو اپنے اپنے مساکن میں آپ کے خوف سے لرزتے ہیں۔

شیخ عارف ابوالخیر بشیر بن محفوظ کی، آنجناب کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرنے سے جنّات کے بادشاہ سے ملاقات ہوئی۔ سرکار کا نام سُنتے ہی شاہِ جنّات گھوڑے سے اُتر آیا اور زمین بوس ہوا اور شیخ عارف ابوالخیر کا کام حسبِ منشا کردیا۔ انہوں نے شاہِ جنّات سے کہا آج کے سوا مجھے آپ اجنّہ کا حضرت شیخ کی اس طرح تابعداری کرنا معلوم نہ تھا۔ وہ کہنے لگا خدا کی قسم جب سیّدنا غوث الاعظم ہماری طرف نگاہ کرتے ہیں تو زیرِ زمین تمام جنّات کانپنے لگتے ہیں۔ جب اللہ عزّوجل کسی کو قطبِ وقت بناتا ہے تو تمام جنّ و انس اس کے تابع کردیے جاتے ہیں۔ آنجناب غوثیت مآب کی تو ایسی شان ہے کہ جملہ اقطاب پر آپ کی ولایت وحکومت ہے اور آپ کا حکم اُن تمام اقطاب دہر پر نافذ ہے۔

و ولا نی علی الاقطاب جمعاً فحکمی نافذٍ فی کل حالٍ

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص اصفہان سے آیا۔ کہنے لگا میری بیوی کے سر میں سخت درد رہتا ہے تمام معالج اس کے علاج سے عاجز آچکے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ایک جن کا کام ہے جس کا نام خانس ہے، وہ سراندیپ میں رہتا ہے۔ جب تم گھر جاؤ تو اپنی بیوی کے کان میں کہنا اے خانس! شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اب یہاں نہ آنا، ورنہ مارے جاؤ گے۔ اصفہانی نے آپ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا اس کے بعد پھر کبھی اس کی بیوی کو سر درد نہیں ہوا۔

آپ فرماتے ہیں کہ مجاہدات کے زمانے میں میرے پاس مسلمان اجنّہ کے گروہ در گروہ آتے اور میں انہیں وصول الی اللہ کا طریقہ سکھاتا۔

فرشتوں پر قدرت:

تفریح الخاطر میں شیخ ابوالعباس احمد رفاعی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ایک خادم فوت ہوگیا۔ اس کی بیوی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے خاوند کو زندہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ سرکار محبوب سبحانی مراقب ہوگئے، مراقبہ میں دیکھا کہ ملک الموت ان تمام ارواح کو آسمان کی طرف لے جارہا ہے جو ملک الموت نے اس روز قبض کی تھیں۔ آپ نے ملک الموت کو ٹھہر جانے کا حکم دیا اور اپنے خادم کی رُوح کو اس سے طلب کیا۔ ملک الموت نے کہا میں خدا کے امر سے رُوحوں کو قبض کرکے اُس کی درگاہ میں پیش کرتا ہوں تو ایک ایسے شخص کی رُوح کو جسے میں خدا کے حکم سے قبض کرچکا ہوں آپ کو کیونکر دے دوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ کہا مگر ملک الموت نہ مانا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے محبوبیت کی قوت سے اس سے وہ تھیلی چھین لی جس میں وہ رُوحیں تھیں۔ تمام رُوحیں تھیلی سے نکل کر اپنے جسموں میں داخل ہوگئیں۔ ملک الموت نے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی کہ اے اللہ مجھ میں اور شیخ عبدالقادر میں جو تکرار ہوئی وہ تیرے علم میں ہے، آج جو رُوحیں میں نے قبض کی تھیں وہ انہوں نے چھین لیں۔ جواب ملا کہ غوث الاعظم میرے محبوب ہیں، تم نے انہیں ان کے خادم کی رُوح کیوں نہ دے دی تھی اگر دے دیتے تو ایک رُوح کی وجہ سے کئی رُوحیں اپنے ہاتھ سے نہ گنواتے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کے ملفوظات میں یہ واقعہ آیا ہے کہ سیّدنا غوث الاعظم کا ایک دھوبی تھا، سیدھا سادھا مسلمان، آنجناب سے بے حد عقیدت و محبت رکھتا تھا۔ اس کا انتقال ہوگیا۔ قبر میں نکیرین سوال و جواب کے لیے پہنچ گئے اور پوچھا مَن رَبُّکَ تیرا رب کون ہے؟ اس نے جواب دیا غوث الاعظم۔ انہوں نے پوچھا وَمَا دِیْنُکَ تیرا دِین کیا ہے؟ اس نے کہا غوث الاعظم۔ نکیرین نے تیسرا سوال پوچھا مَاتَقُوْلُ لِھٰذا رَّجُل اس شخص کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے؟ اس نے کہا غوث الاعظم۔ تینوں جواب نکیرین کے مطلوبہ جواب سے مطابقت نہ رکھتے تھے تو انہوں نے اس دھوبی کو مارنے کے لیے اپنا گرز اُٹھایا۔ دھوبی نے یا غوث الاعظم کہہ کر سرکار کو مدد کے لیے پکارا۔ محبوبِ سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی نے ہاتھ بڑھا کر ان کا گرز چھین لیا۔ منکر نکیر حیران و ششدر حق تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے اور ماجرا عرض کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا نادانوں تم اس دھوبی کے جواب کو نہ سمجھے۔ جب تم نے پوچھا کہ تیرا رب کون ہے اور اس نے جواب میں کہا غوث الاعظم تو اس کی مراد یہ تھی کہ جو غوث الاعظم کا رب ہے وہی میرا رب ہے۔ جب تم نے پوچھا کہ تیرا دِین کیا ہے اور اس نے کہا غوث الاعظم تو اس کی مراد یہ تھی کہ جو بھی غوث الاعظم کا دِین ہے وہ میرا دِین ہے۔ پھر تم نے پوچھا کہ میرے حبیب کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے؟ اور اس نے کہا غوث الاعظم۔ تو اس کی مراد یہ تھی کہ ان کے بارے میں جو بھی غوث الاعظم کا عقیدہ ہے وہی میرا عقیدہ ہے۔

بعض علماء اپنی کم فہمی اور سیّدنا غوث الاعظم کو اپنے اوپر قیاس کرنے کے سبب ایسے واقعات کا انکار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ کسی فردِ بشر میں یہ طاقت نہیں کہ جلیل القدر ملائکہ کے ساتھ ایسا کر سکے۔ افسوس، انہوں نے سرکار کی شان و عظمت کو نہ سمجھا۔ کاش وہ سرکار کے کلام اور اقوال پر ہی غور کر لیتے۔ سرکار نے فرمایا انسانوں میں بھی شیخ ہیں، جنّات میں بھی شیخ ہیں اور فرشتوں میں بھی شیخ ہیں وَاَنَا شَیۡخُ الۡکُل اور میں ساروں کا شیخ ہوں۔ آنجناب شیخ الجن و الانس و الملائکہ ہیں۔ آپ کی مجالس میں انسان، اجنّہ اور ملائکہ سب حاضر ہوتے اور ہر شیخ کو اپنے مریدوں پر اختیار اور غلبہ ہوتا ہے کہ اَلشَّیۡخُ فِی الۡمُرِیۡدِیۡنَ کَالنَّبِیِّ فِی الۡاُمَّت شیخ اپنے مریدین میں ایسے ہی ہوتا ہے جیسے نبی اُمّت میں۔

اور آپ تو شیخ الشیوخ ہیں۔ مشرق سے مغرب تک ہر شے اللہ نے آنجناب کے لیے مطیع و مسخر فرمادی۔ ارے انسانِ کامل تو اشرف المخلوقات ہے اور فرشتے مخلوق ہیں، خالق نہیں۔ تو ایسے کاملین کے سردار کو ملائکہ پر اختیار نہ ہوگا؟

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام بھی بظاہر فرد بشر تھے۔ جب ملک الموت آپ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کی رُوح قبض کرنے آیا ہوں تو آپ نے جلال میں اسے ایسا مکّا مارا کہ اس کی آنکھ نکل گئی۔ وہ حق تعالیٰ کے حضور گیا اور فریاد کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ میرے نبی، رسول مرسل اور محبوب بندے ہیں، تُو نے ان کا ادب کیوں نہ کیا اور اس طرح سے کہہ دیا کہ رُوح نکالنے آیا ہوں۔ ملک الموت دوبارہ اچھی شکل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور جنت کا سیب پیش کیا جوں ہی موسیٰ علیہ السلام نے اس سیب کو سونگھا آپ کا وصال ہوگیا۔

کیا جبریل علیہ السلام جو تمام ملائکہ کے سردار ہیں، حضور اقدس ﷺ کے در کے غلام نہیں؟ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تو حضور ﷺ کا مظہرِ اتم ہیں جہاں حقیقتِ محمدیہ کامل طور پر جلوہ گر ہو وہاں جبریل اور دیگر ملائکہ کیا غلامانہ طور پر حاضر نہ ہوتے ہوں گے؟ کیا آقا کو غلاموں پر اختیار نہیں ہوتا؟ کیا شیخ کو اپنے مریدین پر غلبہ و تصرف نہیں ہوتا؟ جبکہ حق تعالیٰ نے آنجناب کو اپنی قدرتِ کاملہ سے نوازا اور اللہ ہر بات پر قادر ہے ؎

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو کن ، اور سب کن مکن حاصل ہے

یاغوث

الہویت نبوت کے سوا تو تمام افضال کے قابل ہے یاغوث

افسوس کہ جب سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرنے کا وقت ہوتا ہے تو ہمارے علماء کو فوراً شانِ صحابہ یاد آجاتی ہے۔ وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں غوثِ پاک کی فضیلت بیان کرنے سے انہیں صحابہ سے آگے نہ بڑھادیں، کہیں صحابہ کی تحقیر نہ ہوجائے؟ فوراً وہ کہہ اُٹھتے ہیں کہ غوث الاعظم کسی ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی جیسے بھی نہیں۔

دیکھیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اپنا مقام ہے۔ انبیاء و مرسلین کا اپنا مقام ہے۔ ہم غلامانِ غوث تو یہی کہتے ہیں کہ آنجناب تمام اولیاء اللہ کے سردار ہیں۔ کیا

ضروری ہے کہ تقابلہ صحابہ یا حضرات انبیاء سے کیا جائے؟ دیکھیں اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قادری کا کیا عقیدہ تھا ؎

تُو اپنے وقت کا صدیق اکبر   غنی و حیدر و عادل ہے یاغوث
ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں   وہ تیری وعظ کی محفل ہے یاغوث

سیّدنا غوث الاعظم کا فرمانِ عالیشان ہے **وما من نبیٍ ولا ولیٍ خلق اللّٰہ تعالٰی الا وقد حضر فی مجلسی الاحیاء بابدانھم والاموات بارواحھم** ’’اللہ نے کوئی نبی کوئی ولی ایسا نہ پیدا کیا جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو، زندہ اپنے جسموں کے ساتھ اور فوت شدہ اپنی ارواح کے ساتھ‘‘ کیا کسی صحابی کی مجلس کا ایسا عالم تھا؟ صحابہ کرام کی شان وعظمت حضور اقدس ﷺ کی صحبت و معیت کے سبب ہے اور ان اولیاء میں بعض ایسے ہیں کہ ایک لمحے کے لیے بھی حضور ﷺ کے دیدار اور حضور ﷺ کی مجلس سے غائب نہیں ہوتے، تو ان کے سردار کا کیا عالم ہوگا۔

علماء کرام کو یہ احادیث کیوں نہیں یاد آتیں جو اولیاء کی شان میں حضور ﷺ نے فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا **اِن من عباداللّٰہ لعباداً یغبطھُم الانبیاء والشھداء** بے شک اللہ کے بندوں میں بعض ایسے بندے ہیں کہ انبیاء اور شہداء (ان کی شان وعظمت دیکھ کر) رشک کھاتے ہیں اور حضور ﷺ نے فرمایا **رجالٌ فی اُمتی منزلتھم کمنزلتی** میری اُمّت میں ایسے مردانِ خدا ہیں جن کی وہی منزل (مقام) ہے جو میری منزل ہے۔

تمام انبیاء، صحابہ سے افضل ہیں۔ انبیاء سے رسول افضل ہیں۔ رسولوں سے مرسل (صاحبِ کتاب) افضل ہیں۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام، نبی، رسول اور مرسل ہونے کے باوجود علمِ لدنی سیکھنے خضر علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے اُستاد حضرت خضر علیہ السلام ایک بار سرکار کی مجلس پر سے پرواز کرتے گذر رہے تھے کہ سرکار نے ان کو روک لیا۔ فرمایا **قف یا اسرائیلی اسمع کلامِ محمّدی** اے اسرائیلی ٹھہر اور ایک محمدی کا کلام سُن۔ تم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ یہ رہا معرفت کا میدان یہ رہی عشق کی گیند۔ حضرت خضر علیہ السلام نے سیّدنا غوث الاعظم کی ایسی شان وعظمت دیکھی تو دنگ رہ

گئے۔ پھر ان کو جو بھی ملتا اس کو یہی نصیحت کرتے کہ اگر دارین میں بھلائی کے خواہاں ہوں تو سیّدنا غوث الاعظم کی مجلسوں میں حاضری کو لازم پکڑو۔ موسیٰ علیہ السلام کے اُستاد سرکار محبوب سبحانی کی غلامی میں ؎

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں　　خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رُتبہ تیرا

خدارا صحابہ کے مقابلے میں سردارِ اولیاء محبوب سبحانی کی تحقیر تو نہ کرو ؎

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے　　چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے　　یہ گھٹائیں ، اُسے منظور بڑھانا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے　　جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

ورفعنالک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر　　بول بالا ہے ترا ذکر ہے اُونچا تیرا

کیا صحابہ کا ذکر اللہ کے ذکر کی طرح ہے؟ کیا انبیاء کا ذکر اللہ کے ذکر کی طرح ہے؟ آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا **اسمی کا اسم اعظم** میرا نام اسمِ اعظم کی طرح ہے۔ اعلیٰ حضرت آنجناب کی شان میں کیا خوب فرماتے ہیں۔

مَلک مشغول ہیں اس کی ثنا میں　　وہ تیرا ذاکر و شاغل ہے یاغوث

جو تیرا نام لے ذاکر ہے پیارے　　تصور جو کرے شاغل ہے یاغوث

جو سر دے کر ترا سودا خریدے　　خدا دے عقل وہ عاقل ہے یاغوث

کہا تُونے کہ جو مانگو ملے گا　　رضاؔ تجھ سے ترا سائل ہے یاغوث

علماءِ کرام سے بے حد احترام کے ساتھ مودبانہ گزارش ہے کہ صحابہ کرام کی تصریح ضرور کریں مگر ساتھ میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی تحقیر نہ کریں۔ یہ نہ کہیں کہ ایسے سیکڑوں غوث الاعظم کسی ادنیٰ صحابی جیسے نہیں ہوسکتے۔ نہ یہ کہیں کہ غوث اعظم امیر معاویہ کے گھوڑے کے ناک کے پانی جیسے بھی نہیں۔ کیا ایسی باتوں سے حضور ﷺ یا صحابہ خوش ہوں گے۔ سردارِ اولیاء کے معاملے میں بے حد احتیاط کی ضرورت ہے ؎

دیکھ اُڑ جائے نہ ایمان کا طوطا تیرا

بات ہو رہی تھی قادرِ مطلق کے مظہرِ قدرت سیّدنا غوث الاعظم کی فرشتوں پر غلبۂ

قدرت کی۔ منقول ہے کہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے سیّدنا عبدالرزاق نے مزارِ اقدس پر مراقبہ فرمایا اور سرکار محبوبِ سبحانی سے نکیرین کے سوالات کے بارے میں دریافت فرمایا۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس وقت وہ دونوں فرشتے میرے پاس آئے اور بغیر سلام کے آتے ہی سوال کرنے لگے **مَنْ رَبُّکَ وَمَادِیْنُکَ** تو میں نے کہا یہ گفتگو کرنے کا کون سا طریقہ ہے۔ اسلام کا طریقہ تو یہ ہے کہ پہلے سلام کرتے ہیں پھر مصافحہ کرتے ہیں اس کے بعد کوئی اور بات کی جاتی ہے۔ یہ سُن کر اُن دونوں نے مجھے سلام کیا اور مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے ان کا ہاتھ تھام کر کہا، اس سے پہلے کہ میں تمہارے سوالات کے جواب دوں، میرا تم سے ایک سوال ہے۔ انہوں نے کہا فرمائیے۔ میں نے کہا تم نے خلقتِ آدم کے وقت یہ نہیں کہا تھا کہ **اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآئَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ** یعنی تو اسے خلیفہ بنانا چاہتا ہے جو زمین پر فساد کرے گا اور زمین پر خونریزی کرے گا جبکہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیری حمد اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔ پس تمہارے اس قول پر کئی اعتراض لازم آتے ہیں۔ ایک یہ کہ تم نے اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا، دوسرے یہ کہ تم نے اُسے مشورہ دیا حالانکہ وہ اس سے پاک اور بے نیاز ہے۔ سوم یہ کہ تم نے بنی آدم کو اپنے سے حقیر جانا اور اپنے آپ کو اس سے بہتر جان کر تکبّر کا اظہار کیا۔ چہارم یہ کہ خلافت کا مستحق تم نے اپنے آپ کو جانا اور یہ کہا وہ تو خونریزی کرے گا جبکہ ہم تو تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ جب میں نے یہ اعتراضات اُٹھائے تو اُن کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ وہ حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ میں نے کہا جب تک تم میرے اعتراضات کا جواب نہیں دے دیتے، میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا، تو انہوں نے اپنا ہاتھ چھڑانے کے لیے اپنی ملکوتی قوت استعمال کی مگر اپنے ارادے میں ناکام رہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ میری رُوحانی قوت و تصرف کے سامنے ان کی ملکی قوت بے بس ہے تو زِچ ہو کر کہنے لگے، خلقتِ آدم کے وقت یہ جملہ کہنے والے صرف ہم دو تھوڑی تھے، وہاں دوسرے فرشتے بھی موجود تھے اور آپ نے صرف ہم دونوں کو پکڑ لیا ہے۔ آپ ہمیں چھوڑیں تا کہ ہم اپنے اُن دوسرے ساتھیوں سے آپ کے اعتراضات کا جواب طلب کریں جو خلقتِ آدم کے وقت

وہاں موجود تھے۔ میں نے کہا اگر میں نے تم دونوں کو چھوڑ دیا تو مجھے خدشہ ہے کہ تم دونوں واپس نہ آؤ گے لہٰذا میں ایک کو چھوڑتا ہوں اور دوسرا میرے پاس اس وقت تک رہے گا جب تک تم میرے اعتراضات کا جواب نہیں لے آتے، چنانچہ میں نے ایک کو چھوڑ دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں میں گیا اور یہ عجیب واقعہ بیان کیا۔ اس کے دوسرے ساتھی بھی جواب دینے سے قاصر رہے۔ پھر انہوں نے اللہ ربُّ العزت کی بارگاہ میں رجوع کیا تو حق تعالیٰ جل شانہٗ نے فرمایا میرے محبوبِ سبحانی اپنے اعتراضات میں حق بجانب ہیں۔ تمہارے پاس ان کا جواب نہیں اور درحقیقت وہ کلمہ کہنے میں تم سے غلطی ہوئی تھی تو تم کیوں ان کے پاس جا کر اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کرتے اور اس کلمہ کے کہنے پر معافی طلب نہیں کرتے۔ چنانچہ وہ تمام میرے پاس آئے، اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور معافی کے خواستگار ہوئے۔ میں نے کہا میں تم کو اس صورت میں معاف کروں گا کہ تم مجھ سے وعدہ کرو کہ میرے کسی مرید کو نہ ستاؤ گے۔ انہوں نے وعدہ کیا تو میں نے انہیں آزاد کر دیا۔

احوالِ اولیاء پر قدرت:

شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابوالغنائم سے منقول ہے کہ میں ایک مرتبہ شیخ علی بن الہیتی کے ہمراہ سیدنا غوث الاعظم کی زیارت کو گیا۔ آپ کی دہلیز پر ایک نوجوان زخمی حالت میں پڑا تھا جس کی ٹانگیں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ اس نوجوان نے شیخ علی سے کہا کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں میری سفارش کریں۔ ہم لوگ سرکار محبوب سبحانی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ شیخ علی نے اس نوجوان کے لیے سفارش کی تو سرکار نے فرمایا یہ ابدالوں میں سے ہے۔ فضا میں پرواز کرتا جا رہا تھا، دل میں کہنے لگا کہ بغداد میں کوئی مرد کامل نہیں۔ میں نے اس کا حال سلب کر لیا اور وہ فضا سے زمین پر آ گرا پھر آپ نے شیخ علی سے فرمایا ہم نے تمہارے لیے اُسے معاف کیا۔ جیسے ہی آپ نے معاف کیا وہ نوجوان صحیح ہو کر وہیں سے فضا میں پرواز کر گیا۔

شیخ صنعان کا انکار و توبہ:

منقول ہے کہ اصفہان کے ایک ولی اللہ شیخ صنعان سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے ہم

عصر تھے، دریائے علم وعرفان کے زبردست شناور اور کرامات وخوارق ان سے بکثرت ظاہر ہوتے تھے۔ سیدنا غوث الاعظمؓ کا فرمان عالی روحانی طور انہوں نے بھی سنا مگر آپؓ کے مرتبہ کمال کو پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے سے انکار کیا جس پر اسی وقت ان کی ولایت سلب ہوگئی۔ مریدین ساتھ چھوڑ گئے۔ شیخ صنعان کا حال بڑا ابتر ہوا۔ یہاں تک کہ وہ ایک ہندولڑکی پر عاشق ہو گئے۔لڑکی کے اہل خانہ نے شادی کے لئے چند شرائط رکھیں۔جن میں سے ایک یہ تھی کہ کچھ عرصہ انہیں، ان کے پالے ہوئے خنزیروں کی نگہبانی کرنی ہوگی۔ یہ کچھ عرصہ خنزیروں کی نگہبانی کرتے رہے۔بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ خنزیر کے چھوٹے بچوں کو انہیں اپنے کندھے پر اٹھا کر دوسری جگہ لے جانا پڑا (جس گردن نے محبوبِ سبحانی سیدنا غوث الاعظمؓ کا مبارک اور بابرکت قدم گوارا نہ کیا۔ اس کی گردن کوخنزید کا ناپاک پاؤں برداشت کرنا پڑا) جب معینہ مدت پوری ہوگئی تو لڑکی کے گھر والوں نے کہا کہ کل ہم تمہیں خنزیر کا گوشت کھلا کر اپنے مذہب میں داخل کریں گے پھرلڑکی سے تمہاری شادی کریں گے۔ اگلے دن اس تقریب کا اہتمام کیا گیا۔خنزیر کا گوشت کھانے کے لئے شیخ صنعان کے سامنے رکھا گیا۔ٹھیک اسی لمحے سیدنا غوث الاعظمؓ نے اپنی مجلس میں فرمایا، اللہ کا ایک ولی جس نے میرا قدم اپنی گردن پر گوارا نہ کیا قریب ہے کہ دین اسلام سے خارج ہوکر کفر میں داخل ہو جائے۔ شیخ صنعان کا ایک مرید وہاں موجود تھا۔فوراً سمجھ گیا کہ آپؓ یہ کلام کس کے بارے میں فرما رہے ہیں۔ اس نے بارگاہِ غوثیہ میں فریاد کی۔ سرکارغوثیت مآبؓ کے سامنے پانی رکھا ہوا تھا۔ آپؓ نے ایک چلو پانی لے کر فضامیں پھینکا تو یہ چھینٹا شیخ صنعان کے منہ پر پڑا ورخوابِ غفلت سے ان کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ سامنے شادی کی تیاریاں ہیں اورخنزیر کا گوشت رکھا ہوا ہے۔ ساتھ ہی ان پر ادراک ہوا کہ ان کی یہ خستہ حالی کس بناء پر ہوئی وہ وہاں سے اٹھے اور بھاگے۔ بارگاہ غوثیت مآب کی طرف رجوع کر کے اپنی غلطی پر نادم ہوئے اورتوبہ کی۔ رحمۃ اللعالمین کے نائب اعظم سیدنا غوث الاعظمؓ نے ان کی تقصیر معاف فرمائی۔ ان کے حال پر توجہ کی اورمنصب ولایت بحال فرما دیا۔

شیخ ابو بکر بن حمامی کا سلبِ حال:

شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ اور دیگر مشائخ سے منقول ہے کہ شیخ عباد اور شیخ ابو بکر بن حمامی احوال شیعہ رکھتے تھے۔ سیدنا غوث الاعظمؓ ابو بکر کو فرماتے تھے۔ اے ابو بکر! شریعتِ مطہرہ میرے پاس تیری شکایت کرتی ہے۔ آپؓ اسے چند امور سے روکتے تھے مگر وہ باز نہیں آتا تھا۔ ایک روز آنجناب رضی اللہ عنہ، جامع رصافہ میں تشریف لے گئے اور ابو بکر کو اس مسجد میں پایا۔ آپؓ نے اپنا دست مبارک اس کے سینے پر پھیرا اور فرمایا ابو بکر کو قتل کر دو اور بغداد سے باہر نکال دو۔ اتنا فرماتے ہی اس کے جمیع احوال و معاملات سلب ہو گئے اور وہ عراق کی طرف چلا گیا۔ جب کبھی وہ بغداد آنے کا قصد کرتا تو منہ کے بل گر پڑتا اور اگر کوئی دوسرا شخص اسے اٹھا کر بغداد شریف لانے کی کوشش کرتا تو دونوں گر پڑتے۔ ابو بکر کی والدہ سرکار غوثیت مآبؓ کی خدمتِ اقدس میں روتی ہوئی حاضر ہوئی اور اپنے لڑکے کی جدائی کا ذکر کیا اور اس کے پاس جانے سے اپنے عجز کی شکایت کی۔ آپؓ مراقب ہو گئے پھر فرمایا وہ تیرے گھر کے کنویں میں سے آ کر ملاقات کیا کرے گا۔ چنانچہ ابو بکر ہفتہ میں ایک بار گھر کے کنویں سے نکل کر اپنی والدہ سے ملاقات کرتے۔ شیخ عدی بن مسافر قدس سرہٗ نے شیخ قضیب البان قدس سرہٗ کو آنحضرتؓ کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔ انہوں نے ابو بکر کے حق میں سفارش کی اور آنجنابؓ نے معافی کا وعدہ فرمایا۔

میاں مظفر جمال اور ابو بکر کی آپس میں دوستی تھی۔ میاں مظفر جمال نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندے! مجھ سے کوئی چیز مانگ لے۔ عرض کیا الٰہی! میں اپنے بھائی ابو بکر کے حال کی واپسی کی درخواست کرتا ہوں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا حال کا واپس کرنا میرے محبوب غوث الاعظمؓ کے اختیار میں ہے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو اور میرا پیغام دے کہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپؓ نے سوال کیا تھا کہ میں اپنی بخشش خلقت پر عام کر دوں اور خاص کر جس مسلمان نے آپ کی زیارت کی ہو، اس پر فضلِ خاص کروں۔ پس میں نے آپ کی دعا منظور کی اور ابو بکر پر میں راضی ہو گیا ہوں، اب آپ بھی اس سے راضی ہو جائیں۔ اتنے میں جناب رسول پاک ﷺ تشریف

فرما ہوئے اور فرمایا اے مظفر! ہمارے نائب اور وارث شیخ عبدالقادرؓ کو کہو کہ آپ کے جد امجد فرماتے ہیں کہ آپ میری خاطر ابو بکر سے ناراض ہوئے تھے، میں نے اسے معاف کر دیا ہے، اب آپ ابو بکر کا حال واپس کر دیں، شیخ مظفر جمال خواب سے بیدار ہوئے اور خوشی خوشی ابو بکر کے پاس گئے تا کہ اس کو خوشخبری دیں۔ ادھر شیخ ابو بکر کو مظفر جمال کے آنے سے پہلے ہر چیز بذریعہ کشف معلوم ہو گئی تھی حالانکہ حال سلب ہونے کے بعد سے اب تک اسے کوئی کشف نہ ہوا تھا۔ دونوں سیدنا غوث الاعظمؓ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا اے مظفر! اپنا پیغام دے۔ اس نے خواب کا سارا واقعہ عرض کیا لیکن کچھ باتیں بھول گیا جو آنجنابؓ نے اسے یاد دلائیں۔ اس کے بعد حضور غوث الثقلینؓ نے ابو بکر کو ان مکروہ چیزوں سے توبہ کرائی اور اپنے سینہ مبارک کے ساتھ لگایا اور سلب کردہ حال واپس کیا بلکہ اس سے بھی زیادہ عطا کیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے ابو بکر سے پوچھا تم کس طرح زمین کے اندر سے آ کر اپنی والدہ سے ملاقات کرتے تھے۔ فرمایا جب میں ملاقات کا ارادہ کرتا تو مجھے یوں محسوس ہوتا کہ کوئی شخص مجھے اٹھائے ہوئے زمین کے اندر لئے جاتا ہے اور یہی جاتے ہوئے محسوس ہوتا تھا۔

شیخ عباد کا سلبِ حال:

مشائخ سے منقول ہے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ کے زمانۂ حیات میں ایک بزرگ شیخ عباد نامی تھے۔ وہ اکثر کہتے تھے کہ میں حضرت غوث الاعظمؓ کی وفات کے بعد آپ کے مقام و حال کا وارث ہوں گا۔ آنجنابؓ نے جب یہ سنا تو شیخ عباد کی ولایت سلب کر لی اور ان کے سارے معاملات ان سے ضائع ہو گئے۔ ایک عرصہ تک شیخ عباد اسی حال میں رہے۔ شیخ عباد کے ایک ساتھی شیخ جمیل بدوی سے منقول ہے کہ مجھ پر ایک رات ایسا حال طاری ہوا جس نے میری روح کو میرے جسم عنصری سے جدا کر دیا۔ پھر مجھ پر ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی کی کوئی حد نہ تھی۔ اس نور کی روشنی میں مجھے ہر چیز کی کیفیت کا ادراک ہونے لگا پھر عالم ملکوت تک مجھے عروج ہوا۔ وہاں میں نے مشائخ کی ایک مجلس دیکھی جن میں سے بعض کو میں جانتا تھا۔ اس مجلس میں ایک معطر اور خوشگوار ہوا کا جھونکا آیا جس سے

سب مدہوش ہو گئے۔ مشائخ نے کہا یہ خوشبو سیدنا غوث الاعظمؓ کے مقام سے آتی محسوس ہوتی ہے۔ پھر میں نے آواز سنی کہ یہ ایسا مقام ہے جسے محجوب اور غائب جان نہیں سکتا۔ میں نے یہ ندا سن کر کہا بارِ الٰہی! شیخ عباد کا حال ان پر لوٹا دے۔ ندا آئی جس نے ان کا حال سلب کیا ہے وہی انہیں واپس کر سکتا ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد میں سیدنا غوث الاعظمؓ کے حضور حاضر ہوا۔ آپؓ نے پوچھا جمیل! تم نے شیخ عباد کے متعلق سوال کیا تھا۔ میں نے عرض کیا، ہاں۔ فرمایا عباد کو میرے پاس لاؤ۔ جب شیخ عباد کو آپ کے سامنے لایا گیا تو آپؓ نے فرمایا عباد! حاجیوں کے ہمراہ برہنہ پا حج کے واسطے جا۔ شیخ عباد ایک قافلے کے ہمراہ روانہ ہو گئے جس وقت فید کے مقام پر پہنچے تو ایک درخت کو دیکھ کر وجد میں آ گئے۔ حتیٰ کہ اپنے وجود کی بھی خبر نہ رہی۔ حالتِ وجد میں مسامات سے خون جاری ہو گیا اور ان کے ولایت و حال نے دو چند عود کیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ اسی وقت سیدنا غوث الثقلینؓ نے فرمایا کہ مقام فید میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے شیخ عباد کو دو چند حال عطا فرمایا۔ میں نے عہد کیا تھا کہ عباد کو اس وقت تک ولایت نہ لوٹائی جائے جب تک وہ جدائی کے دریا میں غوطہ زن نہ ہو جائے۔ ان دو واقعات کے بعد آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو آدمیوں نے مجھ سے اپنے حال میں نزاع کیا۔ میں نے اللہ جل شانہٗ کے حضور میں ان کی گردن مار دی۔

سہروردی سلسلے کے جلیل القدر بزرگ شیخ الاسلام، غوث العالم شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ نے بھی سیدنا غوث الاعظم کے فرمان پر گردن جھکائی تھی؟ فرمایا ہاں، میری روح نے بھی گردن جھکائی تھی۔ اگر میں اسوقت جسد عنصری کے ساتھ موجود ہوتا تو آپ کا قدم آنکھوں پر لیتا۔ پھر آپ نے ترنم سے سرکار کا یہ شعر پڑھا ؎

افلت شموس الاولین و شمسنا
ابداً علٰی افق العلی لا تغرب

کسی نے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سے سوال کیا کہ غوثِ عالم اور غوثِ اعظم میں کتنا فرق ہے؟ تو فرمایا معمولی ہے۔ سائل نے تین بار یہی سوال پوچھا اور ہر بار

یہی جواب پایا۔جس سے غوثِ پاک کی غیرت نے جوش مارا اور بہاء الدین کا فیض یک لخت سلب ہوگیا۔ بالآخر سیدنا غوث الاعظم کی شان میں مسدس کے رنگ میں ۱۴۵ اشعار پر مبنی قصیدہ لکھا، سرکار کی خدمت میں روحانی طور پر حاضر ہوئے اور معافی مانگی تو سرکار نے معاف فرما کر فیضان سے لبریز کردیا۔ اس قصیدہ کی آخری مسدّس یہ ہے ؎

کُنم سر در فدائے تو ، فدائے خاکِ پائے تو　　فقیر تو ، گدائے تو ، گدائے بے نوائے تو

بجاں جویم رضائے تو ، بہ دل دارم وفائے تو　　کنم در دیدہ جائے تو ، بامیدِ لقائے تو

بہاء الدین ملتانی ،کند ہر دم ثنا خوانی
کہ تو محبوبِ سبحانی و محی الدین جیلانی

''میں اپنا سر آپ رضی اللہ عنہ پر فدا کرتا ہوں۔آپ کے قدموں کی خاک پر فدا کرتا ہوں۔ آپ کا فقیر ہوں ، آپ کا گدا ہوں۔آپ کا بے نوا بھکاری ہوں۔ میں دل و جان سے آپ کی رضا چاہتا ہوں۔ میرے دل میں آپ کی وفا ہے۔ آپ کی جگہ میری آنکھوں میں ہے ، میں آپ کے دیدار کا امیدوار ہوں۔ ملتان کا بہاء الدین ہر دم آپ کی یوں تعریف کرتا ہے کہ آپ محبوب سبحانی ہیں ، آپ محی الدین جیلانی ہیں''

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی ، چشتیہ سلسلہ میں خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ ہیں ایک مرتبہ مریدین و معتقدین کی مجلس میں کہنے لگے کہ سیدنا غوث الاعظم کا مرتبہ و مقام اپنے وقت میں تھا۔ اس دور میں وہ مقام مجھے حاصل ہے اتنا کہنا تھا کہ نور ولایت سے قلب خالی ہوگیا۔ پیر کامل کو مدد کے لیے پکارا خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی روحانی طور پر تشریف لائے مگر اپنے خلیفہ کا زائل حال لوٹانے میں ناکام رہے دونوں نے محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء سے رجوع کیا۔خواجہ صاحب نے فرمایا یہ زوال سیدنا غوث اعظم کی بارگاہ میں جسارت کے سبب ہے اور میں بھی یہاں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا۔ پھر یہ تینوں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔حضور نے فرمایا یہ معاملہ میرے محبوب فرزند عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ہے اور میں نے انہیں مکمل اختیار دیا ہوا ہے اور میں

ان کے معاملے میں مداخلت بھی نہیں کرتا ہوں ہاں البتہ میں اپنی لاڈلی صاحبزادی سے کہتا ہوں کہ تمہارے حق میں سفارش کرے۔ سیدہ خاتون جنت کی سفارش پر سرکار محبوب سبحانی نے نہ صرف خواجہ گیسو دراز کا قصور معاف کر دیا۔ ان کا مسلوب فیض واپس کر دیا بلکہ اس سے دوگنا زائد اپنی جانب سے عطا فرمایا۔

شیخ ابوالنجیب سہروردی کا قول گزشتہ اوراق میں گذر چکا ہے کہ ''آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ جملہ اولیاء کے قلوب و احوال میں متصرف ہیں اگر چاہتے ہیں تو ان کے احوال سلامت رہتے ہیں اور اگر نہیں چاہتے تو ان کے احوال سلب کر لیتے ہیں۔''

الغرض سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ولایت اوّلین و آخرین کے تمام اولیاء اللہ کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور آنجناب کو تمام اولیاء اللہ پر من کل الوجوہ فضیلت حاصل ہے اور اس بات کا اظہار آپ نے قصیدہ غوثیہ شریف کے اس شعر میں فرمایا۔

فمن فی اولیاء اللہ مثلی ومن فی العلم والتصریف حالٖ

''پس اولیاء اللہ میں کون ہے جو میری مثل ہے اور کون ہے جو علم و تصرف میں میری ہم سری کرے''

آنجناب رضی اللہ عنہ کا دعویٰ برحق ہے۔ تمام اولیاء کاملین نے آپ کی تعریف و توصیف کی اور آپ کی غلامی و تابعداری اختیار کی۔ آج تک کسی نے بھی آپ سے برابری یا ہمسری کا دعویٰ نہیں کیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے بموجب آپ کی شان اولیاء اللہ میں ایسی ہے جیسی حضور اقدس کی شان تمام انبیاء میں۔ جس طرح کوئی بھی نبی، رسول یا مرسل، سید الانبیاء کی برابری و ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتا بعینہٖ اسی طرح کوئی بھی ولی قطب یا غوث سیدالاولیاء سے برابری و ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتا اور جو بھی اللہ کا ولی ہے وہ یقینا آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے زیرِ قدم ہے اور جو آنجناب کے زیرِ قدم نہیں وہ ولی ہی نہیں۔

شیخ محمد اکرم چشتی صابری اپنی تصنیف ''اقتباس الانوار'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ جس کسی کو ظاہری، باطنی فیض حاصل ہوا۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی وساطت سے ہی ہوا خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو۔ خدا کا ولی آنجناب کی مُہر کے بغیر منظور اور معتبر نہیں ہوسکتا۔ حق تعالیٰ نے آنجناب رضی اللہ عنہ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ دوڑ آپ

کے ہاتھوں میں ہے ۔ جسے چاہیں منصب ولایت پر مقرر فرمادیں ۔ جسے چاہیں ایک آن میں معزول فرمادیں۔

شانِ غوثیت، وراءُ الورا:

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ماہ محرم ۵۶۱ھ میں کلام فرماتے ہوئے اپنے بارے میں فرمایا ''میرا دل خدا کے علم میں مخلوق سے ایک گوشہ میں چھُپا ہوا ہے گویا وہ حق سبحانہ کے دروازے پر ایک فرشتہ ہے۔ میں بند دروازوں کے پرے اُنس وقرب کی بساط پر جا کر بیٹھ جاتا ہوں۔ ایک منفرد بادشاہ کی طرح جو لوگوں کے اسرار پر واقف ہو، جو لوگوں کے قلوب پر نگاہ رکھتا ہو، جسے خدا نے ماسوا کے دیکھنے کے میل سے صاف کر دیا اور وہ ایسی تختی بن گیا جس پر لوحِ محفوظ کا نقش اُترتا ہے۔ اہلِ زمان کی باگیں اس کے سپرد کی گئیں۔ اس کو تصرف دیا گیا کہ جس کو چاہے دے، جس کو چاہے منع کر دے اور غیب کی زبان سے اس کو کہا گیا آج تو ہمارے نزدیک بامرتبہ امین ہے اور اس کو اپنی زمین اور اپنے جہانوں میں خلیفہ بنایا۔ جب اس کے ساتھ کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف، ایک امر سے دوسرے امر کی طرف پلٹتا ہے، پھر اس کو اسرار کے خزانوں پر مطلع کر دیتا ہے، کیونکہ وہ اس کے ملک میں تنہا اس کے انبیاء کا نائب ہے اور اپنے وقت میں اس کے ملک کا امین ہے اور ہر رات و دن خدا کی ۳۶۰ رحمت کی نگاہیں اس کی طرف رہتی ہیں۔''

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی تصنیف ''اخبارالاخیار'' میں تحریر فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا۔ فرشتوں سے لے کر زمینی مخلوق تک آپ کے کمال، جمال و جلال کا شہرہ تھا۔ حق تعالیٰ نے بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور تصرفات کے لوازم و اسباب آپ کے اختیار میں دے دیے اور تمام اولیاء اللہ کو آپ کا مطیع و فرمانبردار بنا دیا۔ غرض کہ تمام اولیاء، حاضر و غائب، قریب و بعید، ظاہر و باطن الغرض سارے کے سارے آپ کے فرمانبردار اور اطاعت گزار ہیں اور آپ تمام اولیاء کے سردار و سالار ہیں کیونکہ آپ قطبِ وقت، سلطان الوجود، امام الصدیقین، حجتہ العارفین، رُوحِ معرفت، قطب الحقیقت، خلیفۃ اللہ فی الارض،

وارث کتاب اللہ، نائب رسول اللہ، سلطان الطریق اور متصرف فی الوجود علی التحقیق ہیں۔''

آپ نے اپنے بیٹے سیّد عبدالجبار سے فرمایا مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوق میں ایسی دُوری ہے جیسے آسمان و زمین میں۔ مجھ کو کسی پر قیاس نہ کرو نہ کسی اور کو مجھ پر۔ پھر فرمایا تم سوتے ہو یا جاگتے ہو، مجھ میں مرو گے تو بیشک جاگ اُٹھو گے۔

آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ نے بارہا فرمایا مجھ کو کسی پر قیاس نہ کرو نہ کسی اور کو مجھ پر، میں وراء الورا ہوں۔ میرے کلام کی تصدیق میں نجات ہے اور میری تکذیب کرنی زہرِ قاتل ہے۔ شیخ حماد آپ کا یہ کلام سُن کر سخت متعجب ہوئے اور کہا عبدالقادر کیا آپ مکرِ الٰہی سے خائف نہیں؟ سرکار محبوبِ سبحانی نے شیخ حماد کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا دل کی آنکھ سے دیکھو میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ شیخ حماد مراقب ہوئے دیکھا کہ سرکار محبوبِ سبحانی کے دستِ مبارک میں اللہ تعالیٰ کے ۷۰ عہدنامے تھے جن پر تحریر تھا کہ اللہ آپ کے ساتھ مکر نہ فرمائے گا۔

حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی چشتی نظامی، سیّدنا غوث الاعظم کی شانِ اقدس میں فرماتے ہیں ؎

بدہ دستِ یقیں اے دل بہ دستِ شاہِ جیلانی — کہ دستِ اُو بود اندر حقیقت دستِ یزدانی
امیرے، دستگیرے، غوثِ اعظم، قطبِ ربانی — حبیبِ سیّدِ عالم، زہے محبوبِ سبحانی
نشانِ شانِ بے چونی، بیانِ سرِّ مکنونی — بہ سیرت مثلِ پیغمبر، بہ صورت مرتضیٰ ثانی
نیازؔ اندر جنابِ پاکِ اُو از قدسیاں باشد — کہ آید جبریل از بہر کاروبارِ دربانی

اے دل اپنا دستِ ارادت حضرت غوثِ پاک کے دستِ پاک میں دے کہ آنجناب کا ہاتھ حقیقت میں دستِ الٰہی ہے۔ آپ امیرِ ولایت، دستگیرِ خلق، غوثِ اعظم اور قطبِ ربانی ہیں۔ آپ کا کیا کہنا کہ آپ حبیبِ سیّدِ عالم ہیں اور محبوبِ سبحانی ہیں۔ آپ اُس بے مثال ذات کی شان کا نشان ہیں (کہ آپ سے ذاتِ حق کا پتا چلتا ہے) آپ سے اسرارِ باطن کا ظہور ہوا، سیرت میں رسالت مآب ﷺ کے مظہر اور صورت میں ثانیِ

حیدر کرار ہیں۔ اے نیاز آنجناب کی شان تو دیکھو کہ قدسی آپ کی بارگاہِ ناز میں اظہارِ نیاز مندی کرتے ہیں، یہاں تک کہ ملائکہ کے سردار جبریل جیسے فرشتے آنجناب غوثیت مآب کے فریضہ دربانی کی انجام دہی کے لیے تشریف لاتے ہیں۔

شیخ نور اللہ سورتیؒ اپنے اشعار میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شانِ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''کل قیامت میں جب حضور ﷺ لوائے الحمد لئے حق تعالیٰ کے سامنے تشریف فرما ہوں گے تو حضور ﷺ کے ہمراہ لواء الحمد کے نیچے سیدنا غوث الاعظم بھی ہوں گے۔اس دن جملہ اہل محشر، آپ کو ماننے والے، آپ کے مخالف اور جملہ مشائخ یا غوث الاعظم، یا غوث الاعظم پکاریں گے، جان لو جس طرح جملہ انبیاء میں حضور کا کوئی ثانی نہیں اس طرح جملہ اولیاء میں سیدنا غوث الاعظم کا کوئی ثانی نہیں۔ آنجناب اپنی شان میں یکتا و یگانہ ہیں اور آپ کے کمالات کو کوئی کیا بیان کر سکتا ہے کہ اگر نو آسمان کاغذ بن جائیں اور سات سمندر سیاہی بن جائیں اور تمام درختوں کے قلم بنا دیئے جائیں تو ساری مخلوق مل کر بھی میرے پیر پیراں سلطان محی الدین کی قدر و منزلت کا (آپ کے کمالات اور آپ کے تصرفات کا) ایک جز بھی احاطہ تحریر میں نہ لا سکیں۔''

شیخ نور اللہ سورتی کا یہ کلام نہ خلافِ حق ہے نہ ہی محض عقیدت و محبت کے سبب اور نہ ہی آنجناب کی شان میں غلو ہے بلکہ مبنی بر حقیقت ہے۔ ایک شخص کے ذہن میں جس قدر خیالات گردش کرتے ہیں کیا ان کو تحریر کرنا ممکن ہے؟ پھر ستر ہزار کا مجمع ، ان تمام کے خیالات سے اللہ کی عطا کردہ قدرت، علم اور تصرف کے سبب آگاہی پھر ان کے خواطر کے مطابق کلام فرمانا ایسا کلام جس میں ان تمام کی اصلاح کا طریقہ ہو۔ ذرا کوئی ان تمام امور کو جو ایک مجلس کے ہیں تحریر تو کرے ! ستر ہزار لوگوں کے خیالات جو سرکار محبوب سبحانی کے علم میں آئے انہیں تحریر کرے اور آپ تو چالیس برس وعظ فرماتے رہے۔ زماں و مکاں پر دسترس کے سبب اولیاء کا بظاہر گزارا ہوا ایک لمحہ صدیوں پر محیط ہوتا ہے تو ان کے سردار کا کیا عالم ہو گا پھر نہ صرف اپنے زمانے میں لوگوں کے احوال سے آگاہی ، فریاد رسی بلکہ اپنے ظہور عنصری سے قبل آنجناب کے تصرفات (جنکا آپ نے اپنے کلام میں اظہار فرمایا) پھر وصال کے بعد سے اب تک بلکہ قیامت تک تمام مریدین کے احوال پر نگاہ ،

ان کی فریاد رسی، ان کے خیالات و امور سے آگاہی، عالم ظاہر، عالم باطن، عالم آخرت میں آنجناب کے تصرفات۔ ان تمام کا تحریر کیا جانا یقیناً ناممکن ہے ۔ بلا شبہ آنجناب کی شان اقدس ماورائے گمان ہے ۔

{باب سوم}

فیضانِ غوثِ پاک

کیسی ہی مشکل گھڑی ہو، کیسا ہی بگڑا ہو کام
ہر مدد کے واسطے تیار ہیں پیرانِ پیر

جب بھی آڑا وقت آتا ہے، میں دیتا ہوں صدا المدد یا غوث اعظم ، المدد یادستگیر

شاہ ولی اللہ ''تفہیمات'' میں لکھتے ہیں کہ سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو عالم میں اثر ونفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے اسی لیے انہیں وصال کے بعد ملاء اعلیٰ کی ہیئت حاصل ہوگئی ہے اور ان میں وہ وجود منعکس ہوگیا ہے جو تمام عالم میں جاری و ساری ہے۔ اب انہیں جہاں سے بھی پکارو وہ سنتے ہیں اور مدد فرماتے ہیں۔

سیلون میں مریدنی کی مدد:

منقول ہے کہ سیلون میں آنجناب کی ایک مریدنی تھی۔ آپ سے بے حد عقیدت و محبت رکھتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک بدبخت نے موقع پا کر اس کی عزت کو تارتار کرنا چاہا تو اس نے سیّدنا غوث الاعظم کو مدد کے لیے پکارا۔ آنجناب نے اپنی کھڑاؤں شریف پھینکی اور وہ اس نابکار کے سر پر برسنے لگی اور اسے جہنم رسید کیا۔ حضور کی وہ کھڑاؤں آج بھی سیلون میں محفوظ ہے۔

برہانپور کے ہندو کا واقعہ:

جس طرح اللہ ربُّ العالمین ہے، سب کا پروردگار ہے، کوئی اسے مانے یا نہ مانے، سب کی پرورش فرماتا ہے اور جس طرح حضور رحمت للعالمین ہیں کہ جملہ عالمین کو اور اس میں موجود جملہ موجودات کو فیض رحمت پہنچا رہے ہیں، اسی طرح رحمت عالمیاں کے اس مظہر اتم حضور غوث الثقلین کا فیضان بلاامتیاز مذہب وملت سب پر جاری و ساری ہے۔

تفریح الخاطر میں میاں عظمت اللہ بن قاضی عماد الدین سے منقول ہے کہ ہندوستان کے شہر برہانپور میں ایک مالدار ہندو رہتا تھا جس کا گھر ہمارے گھر سے متصل تھا۔ وہ ہندو، سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا بہت معتقد تھا، اپنے آپ کو آنجناب رضی اللہ عنہ کا مرید بتاتا تھا اور سرکار کی محبت میں ہر سال گیارہویں شریف کے موقع پر قسم قسم کے کھانے پکواتا اور علماء وفقراء کو کھلاتا۔ گیارہویں میں اپنے گھر کو شمعوں سے روشن کرتا اور مجلس کو طرح طرح کی خوشبوؤں سے معطّر کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تم ہندو ہو کر ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس نے کہا ایک مرتبہ میں سخت مصیبت میں پھنس گیا، میری جان پر بن گئی اس وقت بے اختیار میں نے پکارا اے مسلمانوں کے پیرانِ پیر اے غوث الاعظم

میری مدد کریں۔ سرکار نے میری مدد فرمائی، میں اس مصیبت سے نکل گیا۔ جب سے میں ان کا معتقد ہوں۔ جب وہ ہندو فوت ہوا تو ہندوؤں نے اپنے طریقے کے مطابق اسے آگ میں جلانا چاہا، مگر خدا کی قدرت سے اس کا بال تک نہ جلا، بالآخر انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے اس کی لاش کو دریا میں بہادیا۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ایک بزرگ کو خواب میں فرمایا ''فلاں ہندو میرا رُوحانی مرید ہے اس کا نام مردانِ خدا کے نزدیک سعد اللہ ہے۔ اس کے جسد کو دریا سے نکال کر غسل دو اور اس پر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میرے مریدوں کو دُنیا و آخرت کی آگ میں نہ جلائے گا اور دُنیا میں ان کا خاتمہ بالخیر کرے گا۔ اس نعمت پر اللہ کا شکر ہے۔''

ہندو کی مغفرت پر اعتراض:

ناسمجھ، کم علم اور ظاہر بین اس قسم کے واقعات پر اعتراض کرتے ہیں کہ ایک ہندو بغیر کلمہ پڑھے کیسے بخشا جاسکتا ہے، حضور کا دِین قبول کیے بغیر حضور کے طریقے پر عمل کیے بغیر کیسے بخشش ہوسکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے اعتراضات رفع کرنے کے لیے قرآن میں جابجا دلائل دیے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ اصحابِ کہف کے کتّے کا ہے۔ ان کا کتّا قیامت میں لباسِ انسانی میں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ کیا اس کتّے نے کلمہ پڑھا؟ نمازیں پڑھیں؟ دِین کے دیگر ارکان پر عمل کیا؟ تو کس بنا پر جنت اس کے لیے واجب ہوگئی؟ صرف اس کا ایک عمل اللہ کو پسند آ گیا اور وہ اہل اللہ کی ہم نشینی تھا۔ اگر بنی اسرائیل کے اولیاء کی صحبت میں بیٹھنے والا کتّا جنّتی ہوسکتا ہے تو حضور ﷺ کی اُمّت جو کہ تمام اُمتوں سے افضل و بہتر ہے، جس کے اولیاء دوسری اُمتوں کے اولیاء سے افضل و بہتر ہیں، اس اُمت کے اولیاء کے ہم نشین کیسے محروم رہ سکتے ہیں اور سردارِ اولیاء کی تو شان ہی نرالی ہے۔ آنجناب سے تو حُسنِ ظن رکھنے والا مغفرت پا جاتا ہے۔

نفحات الانس میں مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ حدیث لکھی کہ ''قیامت میں

ایک شخص نیک اعمال کی کمی کے سبب پریشان حال ہوگا تو حق تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ تیرے محلّے میں میرا ایک عارف دوست رہتا تھا کیا تُو اسے جانتا تھا۔ وہ کہے گا ہاں میں اسے جانتا تھا اور اس کے متعلق ولی اللہ ہونے کا گمان رکھتا تھا۔ حق تعالیٰ فرمائیں گے جا میں نے تجھے اس کے طفیل بخش دیا''۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث بیان کرکے لکھتے ہیں کہ جب ایک عارف کی شناخت وجۂ نجات بن سکتی ہے تو جو ایسے اولیاء سے محبت رکھے، ان کی صحبت اختیار کرے، ان کے طریقے پر چلے، اُس کی کیا شان ہوگی اور وہ کیسے نجات و بخشش سے محروم رہے گا۔

لوگوں کے اس اشکال کہ ''کوئی مسلمان حضور ﷺ کی اتباع کیے بغیر محض قادریہ سلسلے سے منسلک ہونے اور سرکار محبوبِ سبحانی کی محبت رکھنے کے سبب کیسے بخشا جاسکتا ہے؟'' اس کے جواب میں عرض ہے کہ نجات کے لیے زندگی کے آخری حصّے کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''جس کا بھی آخری کلام لا اِلٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہے وہ بلاحساب و کتاب جنت میں چلا جائے گا'' اگرچہ مرید قادری سرکار محبوب سبحانی کی توجہ کے سبب اپنی زندگی میں ہی مائل بہ اصلاح ہوجاتا ہے اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو وقتِ آخر سیّدنا غوث الاعظم اپنے ہر مرید پر خصوصی التفات فرماتے ہیں جس کے سبب وہ توبہ استغفار کے ساتھ کلمہ پڑھتا ہوا اس دُنیا سے رُخصت ہوتا ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ کوئی شخص ساری زندگی نیکوکار رہے اور وقت آخر کفر پر مرے تو اس کی نیکیاں بے کار جاتی ہیں اور اگر کوئی شخص ساری زندگی گناہوں پر مصر رہے اور وقت آخر اگر اللہ اسے توبہ کی توفیق دے دے اور اسے کلمہ نصیب ہوجائے تو وہ دُنیا سے کامیاب و کامران لوٹتا ہے۔ اس بات کا سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اللہ سے وعدہ لیا ہے کہ جو بھی آپ کا مرید ہے، آپ کے سلسلے میں داخل ہے، آپ سے عقیدت و محبت رکھتا ہے وہ بلا توبہ نہیں مرے گا اور اس بات پر بزرگانِ دین کا اتفاق ہے اور اکثر وبیشتر اس کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اولیاء اللہ سے بغض رکھنے والے، خواہ زندگی میں کتنے ہی نمازی اور عبادت گزار کیوں نہ رہے ہوں، ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا، انہیں وقتِ آخر کلمہ نصیب نہیں ہوتا، ان کا ایمان پر خاتمہ نہیں ہوتا کیونکہ جن کے خلاف

اللہ اعلانِ جنگ کردے وہ بالآخر تباہ و برباد ہی ہوتے ہیں۔ حدیث قدسی میں وارد ہے من عادلی ولیاً فقد آذنتہٗ بالحرب جو میرے ولی سے بغض رکھے میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ بھلا اللہ کا دُشمن ایمان پر مرسکتا ہے؟ جبکہ انبیاء اور اولیاء کا ادب رکھنے والے دُنیا سے ایمان کے ساتھ رُخصت ہوتے ہیں۔

تو سردارِاولیاء سے عقیدت و محبت رکھنا آنجناب سے نسبت کو متضمن ہے اور آنجناب کی نسبت موجبِ نجات ہے۔ دوسرے یہ کہ سرکار غوثیت مآب پر ایمان لانا عین حضور ﷺ پر ایمان لانا ہے کہ آنجناب کا فرمانِ مقدس ہے ''تَاللّٰہِ ھٰذَا وُجُوْدُ جَدِّیْ وَلَا وُجُوْدُ عَبْدُالْقَادِرِ یعنی اللہ کی قسم یہ میرے جدامجد کا وجود ہے عبدالقادر کا وجود نہیں۔''

عاشق کوزندہ کرنا:

امیراہلسنّت مولانا الیاس قادری مدظلہٗ العالی نے اپنے آبائی علاقے کتیانہ کا ایک واقعہ بیان کیا کہ کتیانہ میں سیّدنا غوث الاعظم کا ایک عاشق تھا۔ آنجناب سے بے حد عقیدت ومحبت رکھتا تھا۔ اس کا انتقال ہوگیا۔ خاندان کے لوگ، دوست احباب تدفین کے لیے موجود تھے کہ اچانک وہ شخص اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ لوگ ڈر کر بھاگے تو اس نے آواز دی اور بتایا کہ میرا انتقال ہوگیا تھا کہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا میرا عاشق اور بغیر توبہ و استغفار کیے، بلاکلمہ پڑھے دُنیا سے چلا جائے؟ چنانچہ آپ نے مجھے قُم باذنی کہہ کر زندہ فرمایا پھر اس نے سب کے سامنے توبہ و استغفار کی، کلمہ شریف پڑھا اور پھر انتقال کرگیا۔

مرنے کے بعد دستگیری:

ہندوستان میں ایک جج تھے، ہر ماہ گیارہویں شریف کی فاتحہ دلواتے اور دیگ پکوا کر غریبوں کو کھانا کھلاتے۔ ریٹائر ہونے کے بعد بھی یہ سلسلہ چلتا رہا۔ ان کا ایک پڑوسی عبدالقادر نامی تھا، اس نے ایک دن جج صاحب کو پریشان دیکھا تو سبب پوچھا۔ کہنے لگے کہ پنشن معقول ہے مگر پھر بھی کافی قرض چڑھ گیا ہے۔ عبدالقادر صاحب نے ان کے مالی معاملات اپنے ہاتھ میں لے لیے۔ کچھ عرصے میں قرض اُتر گیا، ایک کے بجائے

گیارہویں پر دو دیگیں پکنے لگیں۔ جج صاحب بڑے حیران ہوئے۔ ان کے پوچھنے پر عبدالقادر نے بتایا آپ کا نوکر پیسوں میں ہیر پھیر کرتا تھا جس کے سبب قرض چڑھا۔ جج صاحب بڑے خوش ہوئے۔ اب وہ ہر معاملے میں، ہر پریشانی میں عبدالقادر سے مدد لینے لگے۔ جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا، گھر بیٹھے آواز لگاتے ''بھائی عبدالقادر آنا''۔ ایک دن جج صاحب کا انتقال ہوگیا۔ انتقال کے بعد وہ اپنے پڑوسی کے خواب میں آئے۔ اس نے پوچھا کہ کیا معاملہ رہا۔ جج صاحب نے فرمایا جب منکرنکیر سوال و جواب کے لیے آئے تو ان کی ہیبت سے میں حواس باختہ ہوگیا، مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو انہوں نے مجھے مارنے کے لیے گرز اُٹھایا تو اس پریشانی میں میرے منہ سے بے اختیار نکلا بھائی عبدالقادر آنا، کیونکہ یہاں اس دُنیا میں یہ میری عادت بن گئی تھی۔ جیسے ہی میں نے تمہیں پکارا، دیکھا ایک باہیبت نورانی بزرگ تشریف لے آئے، کہنے لگے تم نے مجھے پکارا، میں نے کہا کہ میں نے تو اپنے پڑوسی کو مشکل میں پکارا تھا۔ انہوں نے فرمایا تُو میری گیارھویں کرتا تھا، کیا ایسے ضائع جاسکتا ہے۔ پھر انہوں نے مجھے جوابات تلقین کیے اور کہا اب تُو اطمینان سے سوجا۔

غوثِ پاک کے نام کی ضمانت:

الدرالمنظم میں ہے اور اس واقعہ کو شائق الخیری صاحب کے مطابق رنجیت سنگھ نے اپنی کتاب میں بھی لکھا ہے۔ رنجیت سنگھ کے زمانے میں لاہور میں ایک ہندو جوڑا رہتا تھا۔ ان کے پڑوس میں ایک فاسق و فاجر مسلمان بھی تھا۔ وہ ہندو کی بیوی پر عاشق تھا اورموقع کی تاک میں رہتا تھا۔ ایک دن ہندو اپنی بیوی کے ہمراہ ایک گاؤں میں واقع، سسرال جارہا تھا۔ راہ سنسان تھی کہ پیچھے سے وہ فاسق و فاجر مسلمان گھوڑے پر سوار آگیا۔ پوچھا کہاں جارہے ہو؟ ہندو نے بتایا فلاں گاؤں جارہے ہیں۔ مسلمان نے کہا راستہ طویل ہے تمہاری بیوی تھک جائے گی اُسے اس گھوڑے پر سوار کردو میں تمہارے ساتھ پیدل چلتا ہوں۔ ہندو نے انکار کیا اور کہا کہ تم ہمارے ساتھ کوئی دھوکا کرو گے۔ مسلمان نے کہا میں تمہارا پڑوسی ہوں میرا اعتبار کرو۔ ہندو نے کہا کہ اگر تم مسلمانوں کے پیرانِ پیر کی ضمانت دو تو ہم تمہاری بات مان لیتے ہیں۔ مسلمان نے کہا کہ میں پیرانِ پیر کی

ضمانت دیتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کوئی دھوکا یا فریب نہ کروں گا۔ ہندو نے اپنی بیوی کو گھوڑے پر سوار کردیا اور خود مسلمان کے ساتھ پیچھے چلنے لگا۔ موقع پا کر اس فاسق و فاجر نے ہندو کو قتل کردیا اور اس کی بیوی کو لے اُڑا۔ وہ بے چاری گھوڑے پر سوار زاروقطار روتی جارہی تھی اور دائیں بائیں بار بار دیکھ رہی تھی۔ مسلمان نے پوچھا تُو بار بار مُڑ کر کسے دیکھ رہی ہے۔ اُس نے کہا انہیں دیکھ رہی ہوں جن کے نام کی ضمانت دی گئی۔ اس فاسق و فاجر نے کہا پیرانِ پیر کو مرے ہوئے سینکڑوں برس گذر گئے وہ اب تیری مدد کونہیں آسکتے۔ اتنے میں سامنے سے غبار اُٹھتا نظر آیا، دیکھا کہ دو گھڑسوار منہ پر نقاب ڈالے چلے آرہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے آتے ہی اس فاسق و فاجر کو تلوار ماری اور قتل کردیا پھر اس ہندو عورت کو لے کر اس کے مردہ شوہر کے پاس آئے اور اسے ٹھوکر مار کر فرمایا قم باذنی، اُٹھ میرے حکم سے، ہندو زندہ ہوگیا، پھر انہوں نے اپنے ساتھی کو زور سے کوڑا مارا کہ تیرے ہوتے ہوئے یہ واقعہ کیسے پیش آیا۔ پھر وہ دونوں سوار غائب ہوگئے۔ وہ ہندو اپنی بیوی کے ہمراہ اس گھوڑے پر سوار ہوکر واپس لاہور لوٹا۔ اس مسلمان کے گھر والوں نے مسلمان کو غائب پا کر اور اس کا گھوڑا ہندو کے پاس دیکھ کر رنجیت سنگھ کے دربار میں مقدمہ دائر کردیا۔ رنجیت سنگھ نے ہندو جوڑے کو بلوایا تو انہوں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے ثبوت مانگا تو ہندو نے کہا ثبوت تو کوئی نہیں مگر جس کے کوڑا مارا گیا اس کی شکل محمد شاہ مجذوب سے ملتی تھی۔ رنجیت سنگھ نے محمد شاہ مجذوب کو بلوایا تو اس نے واقعہ کی تصدیق کی اور قمیص اُتار کر کوڑے کا نشان دکھادیا ؂

ستم کوری وہابی رافضی کی کہ ہندو تک ترا قائل ہے یاغوث

سیّد لال حسین شاہ قادری رزّاقی:

راولپنڈی ڈھوک کھبہ میں سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک کامل بزرگ سیّد لال حسین شاہ قادری رزّاقی رہتے تھے۔ پھر آپ نے اپنا آستانہ رائے وند منتقل کرلیا۔ اس وقت آپ کی گدی پر آپ کے صاحبزادے چن پیر مسند نشین ہیں۔ سیّد لال حسین شاہ بڑے کامل بزرگ تھے۔ ہمارے مرشد فرماتے تھے کہ یہ پہلے نیوی میں انگریزوں کے دورِ حکومت میں ملازم تھے۔ ایک مرتبہ دورانِ سفر بحری جہاز پر نماز کے لیے جگہ نہ ملی

تو جلال میں آ کر مصلہ سمندر پر پھینکا اور کود کر اس مصلّے پر نماز اَدا کی۔ کرامت ظاہر ہوگئی تھی لہٰذا نماز سے فراغت کے بعد سفر کے اختتام پر ملازمت چھوڑ دی اور گوشہ نشین ہوگئے۔ ہزارہا مریدین تھے۔ ایک مرتبہ کراچی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کا ایک مرید نارتھ ناظم آباد (لنڈی کوتل چورنگی کے پاس) قیام پذیر تھا۔ اس کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ مجھے پتا چلا تو اور ساتھیوں کے ہمراہ زیارت کے لیے گیا۔ راستہ میں سوچ رہا تا کہ حضرت صاحب سے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس پر پوچھوں گا، خاص طور پر یہ کہ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ سرکار محبوبِ سبحانی، حضور اقدس ﷺ کے بعد سب سے زیادہ افضل و اشرف اور مرتبے والے ہیں، مگر دل نے کہا کہ بزرگانِ دین سے سوال و جواب نہیں کرنا چاہیے بلکہ ادب سے ان کی صحبت و مجلس میں بیٹھنا چاہیے۔ سیّدلال حسین شاہ قادری رزّاقی کی زیارت سے مشرف ہوا۔ گیارہویں شریف کا لنگر تیار تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ پہلے لنگر تناول کریں۔ فراغت کے بعد وہاں موجود عقیدت مندوں سے آپ نے گفتگو فرمائی اور سرکار محبوبِ سبحانی کی تعریف و توصیف میں ایک موضوع چھیڑ دیا۔ آپ نے بتایا کہ میں ایک مرتبہ اجمیر شریف گیا، میرے ساتھ مریدین نہ تھے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں ان میں بیٹھ گیا۔ ان میں ایک صابریہ سلسلے کے پیر صاحب تھے۔ وہ اپنا واقعہ بتا رہے تھے کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی مجلس مبارکہ میں حضوری کا شرف نصیب ہوگیا۔ میں روزانہ مجلس اقدس میں حاضر ہوتا پھر مجھ سے ایک سخت غلطی ہوگئی اور مجھے حضور ﷺ نے اپنی مجلس سے نکال دیا۔ میں نے اپنے پیر صاحب سے رجوع کیا تو انہوں نے کان پکڑ لیے اور فرمایا یہ حضور ﷺ کا معاملہ ہے میں اس میں کچھ نہیں کرسکتا۔ پھر میں نے صابر پاک سے رجوع کیا، انہوں نے بھی جواب دے دیا، پھر میں نے خواجہ غریب نواز سے رجوع کیا مگر آپ نے بھی اس معاملے میں مدد کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تم حسنین کریمین سے رجوع کرو، وہ حضور ﷺ کے لاڈلے ہیں یقینا ان کی سفارش پر حضور ﷺ تمہیں معاف فرما دیں گے۔ میں نے حسنین کریمین سے رجوع کیا اور اپنی سفارش کے لیے استدعا کی تو انہوں نے کہا کہ تم محبوب سبحانی قطبِ ربانی غوث الصمدانی سے کیوں مدد طلب نہیں کرتے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں جیسی بزرگی و عظمت اور قربت انہیں ہے، کسی

اور کو نہیں۔ پھر میں سرکار محبوبِ سبحانی سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں رُوحانی طور پر حاضر ہوا اور استمداد چاہی۔ سرکار نے مجھ سے کہا کہ پھر تو وہ غلطی نہ کرے گا؟ میں نے کان پکڑ لیے اور یقین دلایا کہ اب ایسی غلطی نہ ہوگی۔ اس وقت سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جا ہم نے تجھے معاف کیا'' پھر میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا تو خدا کی قسم میں نے رحمتِ عالمیاں ﷺ کو پہلے سے بڑھ کر مہربان اور شفیق پایا۔ میں نے محسوس کیا کہ سیّدلال حسین شاہ اس کلمے ''جا ہم نے تجھے معاف کیا'' کی وضاحت کرنا چاہتے تھے مگر حاضرین کی استعداد و اہلیت و سمجھ کے باعث خاموش رہے، صرف اتنا فرمایا سرکار محبوب سبحانی کی ایسی شان وعظمت ہے کہ آپ کی عظمت و رفعت اور حقیقت سے نہ کوئی ولی آگاہ ہے نہ ہی کوئی نبی۔

سرکار کا یہ فرمانا کہ ''جا ہم نے تجھے معاف کیا'' بتا رہا ہے کہ آنجناب رضی اللہ عنہ میں اور حضور اقدس ﷺ میں کوئی دوئی نہیں۔ دونوں کی بات ایک ہے۔ جسے سرکار نے معاف کردیا اسے حضور ﷺ نے معاف کردیا، جس سے سرکار محبوب سبحانی راضی ہوگئے اس سے عین حضور ﷺ راضی ہوگئے۔ سرکار کا معاف فرمانا حقیقتاً حضور ﷺ کا معاف فرمانا ہے کہ آنجناب رضی اللہ عنہ کا اور رسول اللہ ﷺ کا وجود حقیقتاً ایک ہے۔

مخدوم سیّد جلال الدین جہانیاں جہاں گشت:

مناقب غوثیہ میں سیّدجلال الدین جہانیاں جہاں گشت کا واقعہ تحریر ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا اور روز حضوری کی نیت سے تہجد کے وقت حضور ﷺ کے روضہ پر مراقبہ کرتا اور روز مراقبہ میں دیکھتا ایک بڑے باہیبت اور عظمت و کرامت والے بزرگ تشریف لاتے اور روضۂ اقدس میں داخل ہوجاتے۔ میں ان کے پیچھے جانے کی کوشش کرتا تو مجھے روک دیا جاتا۔ تین دن تک یہ منظر دیکھتا رہا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو مجھے کہا گیا خاموش! حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور تم باتیں کرتے ہو۔ پھر میں نے اپنے مرشد شیخ عبداللہ یافعی سے اس بات کا تذکرہ کیا اور کہا کہ حضور ﷺ کی زیارت تو کبھی کبھی ہوجاتی ہے مگر حضور ﷺ کی مجلس میں حضوری اور ہم کلامی سے محروم ہوں۔ میرے مرشد مجھے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے شیخ غوث الوریٰ کے پاس مدینہ

سے باہر جنگل میں لے گئے۔ دیکھا ایک بڑی عظمت و ہیبت والے بزرگ تخت پر جلوہ افروز ہیں، اطراف میں بے شمار لوگ ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ حضورِ اقدس ﷺ بارگاہ میں حضوری کے لیے اجازت نامے لکھے جارہے ہیں اور وہ ہیبت وعظمت والے بزرگ اُن پر دستخط فرمارہے ہیں۔ جب میں نزدیک ہوا تو پہچان گیا کہ یہ وہی بزرگ تھے جو روضۂ اقدس میں داخل ہوتے تھے۔ امام یافعی نے عرض کیا یاغوث الاعظم رضی اللہ عنہ! حضوری کا ایک اجازت نامہ اِسے بھی دے دیں۔ غوث الثقلین نے محبت سے فرمایا اسے تو میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور مجھے اپنے ساتھ حضور اقدس ﷺ مجلس مبارکہ میں لے گئے۔ میں آنجناب کی عنایت سے حضور کی زیارت، رفاقت، قربت اور ہم کلامی سے سرفراز ہوا۔ مجھے جو بھی نعمت ملی وہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی رحمت وعنایت سے ملی۔

براہِ راست تعلیمِ طریقت :

حکیم سید محمد فضل کریم قادری اپنی تصنیف ''مئے حقیقت بجامِ شریعت'' میں اپنے مرشد شاہ عبدالعزیز قادری کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ چاندنی رات میں میرے پیر و مرشد کے بڑے بھائی آنگن میں شغل میں مصروف تھے کہ شمال کی جانب سے ایک تیز روشنی آئی۔ انہوں نے دیکھا کہ اس روشنی سے ایک نورانی بزرگ متوسط قد کے لمبا کرتا پہنے صافہ باندھے ہاتھ میں عصا لئے ظاہر ہوئے اور عزیز قادری کے کمرے کی طرف گئے۔ یہ دیکھ کر مجھے خوف لاحق ہوا اور منہ سے چیخ نکل گئی جس سے گھر کے دوسرے لوگ بیدار ہو گئے۔ صبح کو والد صاحب نے اپنے حق پدری کا واسطہ دے کر عزیز سے پوچھا کہ رات کو کیا معاملہ ہوا۔ شاہ عبدالعزیز قادری نے کافی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا اگر آپ لوگ اس بات کو صرف اپنے آپ تک محدود رکھنے کی قسم کھائیں تو میں بتا دیتا ہوں۔ سب نے عہد کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہر منگل کی شب میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ جسمانی طور پر تشریف لاتے ہیں اور مجھے تعلیم وتلقین فرماتے ہیں۔ آپ کے علاوہ اور دوسرے بزرگانِ دین بھی تشریف لاتے رہتے ہیں اسی بنا پر میں نے آپ لوگوں کو کمرہ میں آنے سے منع کیا

ہے ۔آپ کو سیدنا غوث الاعظم نے مونگے کے بڑے دانوں کی تسبیح اور ایک چھڑی عطا فرمائی تھی جو آپ نے (مصنف کو) عطا کیں۔

رافضی کی دستگیری:

کسی رافضی نے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اس زمانے میں اسلام میں بے شمار طریقے ہیں ہم لوگ حق کی تحقیق سے عاجز ہیں۔ ہر فرقہ اپنے آپ کو صحیح گردانتا ہے ، ناجی سمجھتا ہے آپ مجھے سچی راہ دکھائیں اور دینِ حق کی تلقین فرمائیں۔ سرکار نے فرمایا مطمئن رہو آج رات تجھ پر یہ راز کھل جائے گا اور سچا راستہ معلوم ہو جائے گا۔ رات کو وہ نہا دھو کر عمدہ لباس پہن کر سو رہا ۔ خواب میں دیکھا قیامت قائم ہے ، ہر شخص غمگین ہے ناگاہ غیب سے آواز آئی اے علی المرتضیٰ جو شخص راہِ حق پر ہو اس کو خطِ نجات دو اور گمراہ کو دوزخ میں بھیجو ۔ فوراً جناب امیر گروہ ملائکہ کے ہمراہ تشریف لائے اور کراماً کاتبین کے دفتر سے ہر ایک کے اعتقاد اور مذہب کو دریافت کر کے پروانۂ نجات دینے اور گمراہوں کو دوزخ میں بھجوانے لگے ۔ اس رافضی نے ملائکہ سے پوچھا جن لوگوں کو خط نجات ملا ان کا کیا مذہب تھا۔ ملائکہ نے کہا جنہوں نے نجات پائی وہ اہلسنت و الجماعت تھے اور جو دوزخ کو گئے وہ دوسرے طریقوں کے اہل بدعت تھے ۔ تیرا حال بھی ان دوزخیوں جیسا ہونے والا ہے، توبہ کر اور اس مذہب باطل سے باز آ۔ اس کی آنکھ کھل گئی ۔ حق اس پر آشکار ہو چکا تھا اس نے توبہ کر کے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی پھر سیدنا غوث الاعظم کے حضور حاضر ہو کر مذہب رفض ترک کر کے ، اہل سنت و الجماعت کا مذہب اختیار کیا۔ آنجناب نے فرمایا خوش ہو جا اب تجھے خط نجات مل گیا۔

عقیدت مند کو مسیحائی بخشنا:

پیر مہر علی شاہ کے زمانے میں قادریہ سلسلے کے ایک بزرگ امراض سے شفا بخشی کے لئے مشہور تھے ۔ پیر مہر علی شاہ ان سے ملنے گئے اور پوچھا آپ کو یہ کرامت کیسے حاصل ہوئی۔ انہوں نے بتایا میں ایک مرتبہ بغداد میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ انور پر حاضر تھا دعا و مناجات کرتے مجھے کافی دیر ہوگئی ۔ روضہ مبارک کے خدام کی مجھ پر نظر نہ

پڑی اور وہ دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ میں جب دعا سے فارغ ہوا تو دروازہ بند پایا میرے دل نے گوارہ نہ کیا کہ سیدنا غوث الاعظم کے حضور میں بیٹھ جاؤں یا لیٹ جاؤں میں ساری رات ادب سے ہاتھ باندھے کھڑا رہا صبح فجر کے وقت کسی نے میرے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھ کر مجھے بٹھا دیا۔ جب سے میرے ہاتھوں میں یہ تاثیر پیدا ہوگئی ہے کہ جس مریض کو ہاتھ پھیرتا ہوں سیدنا غوث الاعظم کے کرم سے وہ شفایاب ہو جاتا ہے ۔

اپنے غلام کی سفارش پر ولایت عطا کرنا:

دو دوست ایک قبرستان میں ایک بوسیدہ قبر پر فاتحہ پڑھ رہے تھے ۔ فراغت کے بعد ایک دوست نے اپنے ساتھی سے جو اسے یہاں لے کر آیا تھا، کہا یہ تمہارا کیا کام کریں گے ان کی تو اپنی قبر اس قدر ٹوٹی پھوٹی اور بوسیدہ ہے ۔ اس کا ساتھی یہ سن کر خاموش رہا کچھ نہ کہا۔ اسی شب خواب میں اعتراض کرنے والے دوست نے دیکھا کہ صاحبِ مزار ان دونوں دوستوں کا ہاتھ پکڑ کر سیدنا غوث الاعظم کی بارگاہ میں لے گئے اور سرکار محبوب سبحانی سے ان کے حق میں سفارش کی ۔ سرکار نے دونوں دوستوں کو مہر ولایت لگا دی ۔ وہ وہاں سے باہر نکلے اور فرمایا ’’ ہماری قبر تو ٹوٹی پھوٹی اور بوسیدہ ہے مگر دیکھو ہماری سفارش نے تمہارا کام بنا دیا۔‘‘

فیضانِ غوثیت تاَب جاری و ساری ہے اور قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ ہر دور میں ہزار ہا لوگ آنجناب کے فیضان اور تصرفات کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر ان میں سے بیشتر کو تحریر نہ کیا جا سکا۔ اگر تمام واقعات تحریر کئے جاتے تو آج دفتر کے دفتر ہوتے۔ کچھ واقعات لوگوں نے زبانی بتائے وہ بھی چند نسلیں گزرنے کے بعد لوگ بھول گئے۔ یہ بڑا ضروری ہے کہ ان واقعات کو اپنی زندگی میں ہی قلمبند کیا جائے تا کہ وہ افراط وتفریط سے بچ سکے اور لوگوں پر آنجناب کی شان مقدسہ کا ذرا سا حصہ آشکار ہو۔

علامہ اقبال کو بیعت:

مولانا محمد بخش مسلم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں جرأت کر کے علامہ اقبال سے پوچھ بیٹھا کہ کیا آپ بھی کسی بزرگ سے بیعت ہیں؟ علامہ اقبال پر ایک کیفیت طاری ہو

گئی۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا : مسلم صاحب ایک دن جو میری قسمت نے یاوری کی تو میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پہنچ گیا اور حضرت نے بکمال عنایت مجھے بنفس نفیس بیعت فرمایا۔

سیالکوٹ کے محاذ پر:

۷ ستمبر ۱۹۶۵ء کو سیالکوٹ پر دشمن نے حملہ کر دیا۔ دو فوجیوں کا بیان ہے کہ انہیں بزرگوں پر اعتقاد نہیں تھا لیکن انہوں نے اپنی آنکھوں سے سیالکوٹ کے محاذ پر ایک بزرگ کو گھوڑے پر سوار لڑتے دیکھا۔ ان کے صافے پر لکھا تھا 'شیخ عبدالقادر جیلانی'۔

ایران عراق جنگ:

مولانا شاہ احمد نورانی نے بتایا کہ ایرانی فوج نے تین میزائل سیدنا غوث الاعظم کے مزار پر پھینکے اور ایک میزائل امام ابو حنیفہ کے مزار پر پھینکا۔ سیدنا غوث الاعظم کے تصرف سے کوئی میزائل پھٹ نہ سکا وگرنہ مزار کے ساتھ ساتھ اطراف کی آبادیوں کو بھی سخت نقصان پہنچتا۔ (روزنامہ جنگ، لاہور۔ ۲۵ فروری ۱۹۸۷ء)

قطب مدینہ کو شفاء:

قطب مدینہ حضرت ضیاء الدین مدنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ پر فالج کا شدید حملہ ہوا۔ آدھا جسم بالکل بیکار ہو گیا۔ سب لوگ سمجھ رہے تھے کہ شاید میرا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ ان دنوں میں باب السلام کی طرف واقع اپنے مکان کی اوپر والی منزل میں رہتا تھا۔ ایک روز میں نے رو رو کر بارگاہ مصطفی ﷺ عرض کیا : یا رسول اللہ ﷺ مجھے میرے مرشد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان نے آپ کی بارگاہ میں خادم بنا کر بھیجا، میرے آقا اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو میرے مرشد کے صدقے مجھے معاف کر دیں اور روضہ مبارک کی خدمت کا شرف عطا فرمائیں۔ پھر اسی طرح میں نے حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کیا رات کو جب سویا تو خواب میں دیکھا تین نورانی چہرے والے بزرگ تشریف لائے ایک حضور غوث الثقلین، دوسرے خواجہ غریب نواز اور تیسرے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان تھے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ضیاء الدین تمہاری درخواست پر سیدنا

غوث الاعظم تشریف لائے ہیں اور یہ دوسرے سلطان الہند معین الدین چشتی ہیں۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے میرے جسم پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اٹھو۔ میں خواب میں ہی کھڑا ہوا تو یہ تینوں بزرگ نماز پڑھنے لگے۔ میری آنکھ کھل گئی میں نے اپنے جسم میں حرکت محسوس کی۔ کوشش کر کے بیٹھا پھر آہستہ آہستہ کھڑا ہوا اور لکڑی کے سہارے سے کمرے کا چکر لگایا۔ نیچے بچوں نے آواز سنی تو فوراً اوپر آئے اور مجھے چلتا دیکھ کر انتہائی خوش ہوئے۔ میں نے کہا پہلے یہاں سامنے کے فرش پر لوہے کی الماری رکھو کہ یہاں ابھی حضور غوث پاک، خواجہ غریب نواز اور اعلیٰ حضرت نے نماز پڑھی ہے۔ (تا کہ کسی کا پاؤں اس جگہ نہ پڑے) میں بفضل خدا بالکل ٹھیک ہوں۔ (انوار قطب مدینہ)

پتھری سے نجات:

ماہنامہ مہر منیر میں ایک اور صاحب کا قصہ ہے جو بغداد میں ملازمت کرتے تھے۔ چار سال بعد ایک دن اچانک مثانہ میں شدید تکلیف محسوس ہوئی۔ دوائیں لیں، انجکشن لگوائے مگر افاقہ نہ ہوا۔ ڈاکٹروں نے کہا پتھری ہے آپریشن کرنا پڑے گا۔ درد کی شدت سے میرا برا حال تھا۔ آپریشن کرانا چاہتا تھا اچانک دل میں خیال آیا کیوں نہ سردار اولیاء کے مزار پر حاضری دی جائے۔ مزار شریف پر حاضر ہوا فاتحہ پڑھی اور غوث الاعظم سے عرض گزار ہوا کہ میں بغیر آپریشن ٹھیک ہو جاؤں، صحت پا جاؤں۔ رات سوتے ہوئے کسی نے گہری نیند میں کندھا پکڑ کر زور سے ہلایا اور کہا، اٹھ پیشاب کر میں گھبرا کر اٹھ گیا۔ کوئی نظر نہیں آیا۔ پیشاب کے لئے گیا تو باجرے کے دانوں کے برابر ریت کے ذرے نکلے، دوسری اور تیسری رات کو بھی ایسا ہی ہوا۔ پھر بلا آپریشن میری تکلیف رفع ہو گئی۔ صحت مل گئی۔ یہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی جس کے سبب مجھے پتھری سے نجات ملی۔

میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کو شفا:

حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خضر سیوستانی سے خرقہ خلافت لے کر لاہور تشریف لائے اور باطن میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مرتبہ اولیت پر سرفراز

ہوئے۔ ساری زندگی کبھی بھی بلا وضو سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا نام نامی زبان پر نہ لایا۔ آپ جب چاہتے حضور غوث الثقلین کے دیدار سے مستفیض ہو جاتے ایک مرتبہ سخت بیمار پڑے تو میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کی طرف متوجہ ہوئے۔ سیدنا غوث الاعظم اور حضرت خضر علیہ السلام آپ کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے سرکار محبوب سبحانی سے صحت کے لئے درخواست کی۔ سرکار نے اپنا دست مبارک آپ کے جسم پر پھیرا اور پانی کا پیالہ دے کر پینے کی تاکید کی۔ میاں میر تندرست و توانا ہو کر خداوند تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔ (اخبار الاخیار)

حاجی نوشہ کو بشارت:

سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھنے والے حاجی محمد نوشہ گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کو سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے بشارت دی کہ میں تیرے فقیروں کا قیامت تک محافظ ہوں گا۔ تیرے ارادتمندوں میں سے کئی فقیر اور کئی دنیا دار ہوں گے، میں سب کی نگہبانی کروں گا، مصیبت و مشکل میں ان کی دستگیری کروں گا اور سب کو بہشت میں اپنے ہمراہ بلا حساب لے جاؤں گا۔ (شریف التواریخ)

خرقہ قادریہ کی برکت:

تذکرہ مشائخ نقشبندیہ میں ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک خرقہ مجدد الف ثانی کے لئے اپنی اولاد کو امانتاً دیا۔ وہ خرقہ سید شاہ کمال کیتھلی قادری کے توسل سے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو ملا۔ مجدد صاحب فرماتے ہیں : جیسے ہی میں نے خرقہ قادریہ پہنا سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور شاہ کمال تک ان کے جملہ خلفاء تشریف لے آئے۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے میرے دل کو اپنے تصرف میں لے لیا اور نسبت خاص کے انوار و اسرار سے منور کر دیا۔

عقیدتمند کو حیات نو بخشنا:

میرے دیرینہ دوست اور پیر بھائی ضیاء الدین جنہیں ہم سب بابو بھائی کہتے ہیں، نے اپنے والد کا واقعہ بیان کیا۔ ایک مرتبہ میرے والد اپنے ایک دوست جو اس وقت

علاقہ کا ایک بڑا افسر تھا اور مذہبا شیعہ تھا، اس کے ساتھ نہر کے کنارے کنارے جا رہے تھے کہ اچانک ایک سخت زہریلے سانپ نے والد صاحب کو ڈس لیا دونوں نے سانپ کو بھاگتے دیکھا۔ اس سانپ کا کاٹا بچتا نہیں۔ والد صاحب نے زور سے پکارا اے غوث پاک مجھے بچاؤ، اے غوث پاک مجھے بچاؤ، اے غوث پاک مجھے بچاؤ، اے غوث پاک مجھے بچاؤ۔ والد صاحب کے اس شیعہ دوست نے کہا شمس الدین کیا وہ تمہیں بچا سکتے ہیں؟ والد صاحب نے کہا ہاں۔ گاؤں سے زہر چوسنے والے بلائے گئے۔ والد صاحب کو پھر ہسپتال لے گئے مگر زہر بری طرح سے پھیل گیا تھا۔ جسم نیلا پڑ گیا تھا اور پھٹنے لگا تھا۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا کہ یہ اب بچیں گے نہیں انہیں گھر لے جاؤ۔ سب لوگ رونے لگے والد صاحب نے غنودگی سے آنکھیں کھولیں اور رونے والوں کو تسلی دی کہ مجھے ابھی غوث پاک کی زیارت ہوئی انہوں نے فرمایا شمس الدین تم بچ جاؤ گے۔ گھر والے والد صاحب کو پلنگ پر ڈال کر لا رہے تھے کہ راستے میں ایک بوڑھا شخص ملا۔ اس نے معاملہ پوچھا، گھر والوں نے ساری بات بتائی اور کہا کہ ڈاکٹروں نے جواب دیدیا ہے۔ اس بوڑھے شخص نے جیب سے ایک پڑیا نکال کر دی اور کہا اسے مریض کے منہ میں ڈال دو۔ وہ دوائی والد صاحب کے منہ میں ڈال دی گئی۔ خدا کی قدرت چند دنوں میں والد صاحب بالکل ٹھیک ہو گئے۔ والد صاحب کا وہ شیعہ دوست دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس نے اپنے اہل خانہ سمیت سنی مذہب اختیار کر لیا۔ اس کے خاندان والوں نے بڑی لعن وطعن کی مگر اس نے کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ کرامت دیکھی ہے۔ شمس الدین نے اس زہر سے بچنا نہ تھا مگر وہ غوث پاک کو پکارنے سے بچ گیا۔

کینسر کے جاں بلب مریض کو شفا بخشنا:

محترم عمیر صدیقی صاحب کلفٹن میں واقع مسجد علی حیدر کرار میں خطیب ہیں۔ اکثر QTV اور دیگر چینلز پر آتے رہتے ہیں۔ مورخہ ۶ فروری ۲۰۱۵ء بروز جمعہ ۱۶ ربیع الثانی کو آپ نے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا ''میرے ایک دیرینہ دوست مشکور صاحب نے یہ واقعہ بیان فرمایا۔ مشکور صاحب کو میں گزشتہ ۱۷ سال

سے جانتا ہوں۔ متقی پرہیز گار اور صوم و صلوٰہ کے پابند ہیں۔ مشکور صاحب فرماتے ہیں میرے والد کو گلے کا کینسر تھا۔ بڑا علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ بالآخر ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ ایک دن والد صاحب کی طبیعت سخت خراب ہو گئی بچنے کی امید نہ تھی، میرے بڑے بھائی نے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے استمداد کے لئے صلوٰہ الحاجت پڑھی اور سیدنا غوث الاعظم کو پکارتے ہوئے عرض کیا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ مشکل میں جو بھی مجھے پکارے اس کی مشکل دور کی جائے گی جو بھی مصیبت میں مجھے وسیلہ بنائے اس کی حاجت روائی کی جائے گی۔ اگر آج ہماری یہ پریشانی دور نہ ہوئی، اگر آج میرے والد کو شفا یابی نہ ہوئی تو میں یہ سمجھوں گا کہ یہ بات آپ نے نہیں فرمائی بلکہ کسی اور نے آپ کی طرف منسوب کی ہوئی ہے۔ سب لوگ والد کے گرد جمع تھے۔ رونا دھونا مچا ہوا تھا۔ رات چار بجے دروازے پر دستک ہوئی۔ والدہ نے دروازہ کھولا تو دیکھا ایک پرنور بزرگ ہیں جن کو دیکھنے سے ہیبت طاری ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا 'کیا گھر میں کھانے کے لئے کچھ ہے؟' والدہ نے فرمایا بیٹھئے میں کھانا لاتی ہوں۔ والدہ کھانا لائیں تو انہوں نے پوچھا یہ گھر میں رونے کی آواز کیسی آ رہی ہے؟ والدہ نے بتایا میرے شوہر طویل عرصے سے کینسر کے مرض میں مبتلا ہیں اور لب دم ہیں۔ انہوں نے کہا کیا میں مریض کو دیکھ سکتا ہوں؟ وہ میرے والد کے پاس آئے اور انہیں دم کیا اور نمک منگوا کر دم کر کے فرمایا انہیں یہ نمک چٹاتی رہنا۔ پھر وہ کھانا کھائے بغیر چلے گئے۔ جیسے ہی وہ گھر سے باہر نکلے، بھائی کو یاد آیا کہ اس نے سیدنا غوث الاعظم سے استغاثہ کیا تھا وہ دوڑ کر باہر گیا تو گلی خالی تھی۔ دور دور تک کسی کا نام و نشان نہ تھا۔ والد صاحب کی حالت سنبھلنے لگی۔ اگرچہ ڈاکٹروں نے نمک کے استعمال سے منع کیا تھا کہ نمک کا استعمال ان کے لئے زہر ہے مگر والد صاحب کو وہ نمک چٹاتے رہے اور چند روز میں میرے والد بالکل شفایاب ہو گئے۔ ڈاکٹر ان کی شفا یابی سے حیران رہ گیا۔ اس کے بعد میرے والد کئی سال زندہ رہے پھر ان کا ایک اور مرض میں انتقال ہوا۔ کینسر سے نہ ہوا۔

قادری نسبت کی لاج رکھنا:

ڈاکٹر شمسی ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہیں۔ بلاک ۱۶ میں قیام ہے اور وہیں مطب ہے۔ عمر لگ بھگ 85-80 سال ہے۔ قادر یہ سلسلہ سے تعلق ہے اور ہر سال بڑی دھوم سے گیارہویں شریف مناتے ہیں جس میں ہزاروں لوگ شریک ہوتے ہیں آپ سے ملنے گیا تو آپ نے اپنے پیر صاحب کا واقعہ سنایا۔ یہ پاکستان بننے کے کچھ عرصے بعد کی بات ہے۔ ملیر میں ایک پیر صاحب نے اپنا آستانہ کھولا۔ وہاں ذکر و اذکار ہوتا تھا۔ جو بھی ان کے پاس جاتا وہ اسے اس کے حالات سے باخبر کرتے اور مسائل حل کرتے۔ میرے دو پیر بھائی بھی وہاں جانے لگے۔ کچھ عرصے بعد ایک نے جانا چھوڑ دیا تو پیر صاحب نے دوسرے ساتھی سے پوچھا کہ تمہارا وہ ساتھی کیوں نہیں آ رہا۔ اس نے وجہ بتائی کہ وہ پہلے سے ہی قادری سلسلے سے منسلک ہے اور وہ وہیں جاتا آتا ہے۔ انہوں نے دھمکی دی کہ اگر وہ یہاں نہ آیا تو میں اس کا بیڑہ غرق کر دوں گا۔ میرے اس پیر بھائی نے آ کر یہ بات ہمارے پیر صاحب کو بتائی۔ پیر صاحب نے اپنے ایک اور مرید سے کہا کہ ذرا جا کر اس کا بندوبست کر آؤں۔ وہ اس کے ہمراہ اس پیر صاحب کے پاس گئے اور محفل ذکر میں شریک ہوئے۔ کچھ دیر ذکر ہوتا رہا پھر پیر صاحب نے چیخنا چلانا شروع کر دیا کہ ہائے میں مر گیا، ہائے میں مر گیا۔ یہ دونوں واپس آ گئے اثنائے راہ میں میرے پیر بھائی نے بتایا کہ پیر صاحب نے اپنا ہمزاد قابو کیا ہوا تھا اس کے ذریعے لوگوں کو احوال بتاتے اور لوگوں کا کام کرتے تھے میں نے ان کے ہمزاد کو قید کر لیا جس کی وجہ سے پیر صاحب کی یہ حالت ہوئی۔ پھر تین دن بعد خبر آئی کہ ملیر والے پیر صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اگلے دن میرے پیر صاحب نے بتایا کہ رات خواب میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ اس ملیر والے پیر صاحب کو معاف کر دو۔ وہ کیسا بھی تھا اپنے نام کے ساتھ قادری لکھتا تھا۔ اپنے آپ کو قادری کہتا تھا اور ہم نے اس بات کی لاج رکھنی ہے۔ ہمارے پیر صاحب نے پھر اس کے واسطے ایصال ثواب کی محفل کی اور اس سے درگزر فرمایا:

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی، ہے تو کریما تیرا

عقیدتمند کی پکار پر مدد کو آنا:

محترم ثروت اللہ قادری نے مولف کو اپنے ساتھ پیش آیا واقعہ بتایا پھر میری استدعا پر اسے تحریر کر کے دیا۔ آپ کے والد، دادا، پردادا تمام قادریہ سلسلے سے منسلک تھے۔ والدہ صاحبہ بھی قادری، نانا چشتیہ سلسلے کے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ تمام کے تمام سیدنا غوث الاعظم سے گہری عقیدت اور وابستگی رکھتے تھے۔ جولائی ۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے، والد صاحب دہلی ریلوے اسٹیشن پر ملازم تھے۔ مجھے سخت بخار لاحق تھا ہندو مسلم فسادات کے سبب سارا شہر بند تھا اور کرفیو کا ساسماں تھا۔ گھر میں میری والدہ، میں اور میرے بھائی تھے۔ والدہ صاحبہ نے جب میری حالت بہت غیر دیکھی تو رونے اور آہ و زاری کرنے لگیں، کہنے لگیں میرے دو ہی بچے ہیں جن میں سے ایک کی یہ حالت ہے۔ یا پیرانِ پیر دستگیر میری مدد کرو۔ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی۔ والدہ صاحبہ میری انگلی پکڑ کر دروازہ پر گئیں۔ دروازہ کھولا تو دیکھا ایک نورانی، بارعب بزرگ سفید لمبا کرتا پہنے، چار خانے کا تہمد باندھے ہاتھ میں عصا لئے کھڑے ہیں۔ بزرگ نے ایک لوح میری والدہ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا تیرا بچہ بیمار ہے، اسے اس کے گلے میں ڈال دے انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا اور لمبی عمر پائے گا۔ میری عمر اس وقت پانچ چھ سال ہو گی۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے حضور غوث پاک کے چہرہ مبارک اور پورے وجود کو دیکھا۔ وہ بزرگ بلا شبہ آپ ہی تھے کہ والدہ صاحبہ نے آپ کو ہی پکارا تھا۔ مجھے سیدنا غوث الاعظم کے صدقے حیات نو ملی۔ اب الحمد للہ ۶۷ سال کا ہو چکا ہوں۔ سیدنا غوث الاعظم کا یہ ارشاد کہ 'لمبی عمر پائے گا' بھی پورا ہوا۔ میری عمر جب ۱۲ سال کی ہوئی تو وہ لوح اچانک خودبخود غائب ہو گئی۔

اولیاء اللہ، خلق خدا کو فیض رسانی کا ایک پاکیزہ ذریعہ ہیں۔ اہل اللہ کے تذکروں سے نہ صرف ذاکر بلکہ اس کے متعلقین اور اہل خانہ محفوظ و مامون رہتے ہیں۔ ثروت اللہ قادری صاحب نے بتایا میری والدہ ہم دونوں بھائیوں کی تنخواہ میں سے ایک آنہ فی روپیہ الگ کر کے ایک تھیلی میں جمع کرتی تھیں۔ یہ رقم نذر و نیاز خصوصاً گیارہویں شریف

اور جمعرات کو مولا علی کرم اللہ وجہہ کی نیاز پر خرچ کی جاتی تھی۔ گھر میں سیدنا غوث الاعظم کا خصوصی ذکر رہتا تھا۔ اس ذکر پاک کی برکتوں سے ہمارا گھر امن وسکون کا گہوارہ بنا رہا۔ کبھی کوئی برا واقعہ پیش نہ آیا۔ میں بسلسلہ ملازمت مشرق وسطیٰ میں مقیم تھا۔ چھٹیوں میں گھر آیا تو کسی چور یا ڈکیت نے بذریعہ خط مال طلب کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھانہ کچہری سے بہتر ہے میں حضور غوث الاعظم کی بارگاہ میں استغاثہ کروں۔ ایک رات آخری پہر ایک سوزوکی گھر کے سامنے آ کر رکی اس میں سے ایک آدمی کھڑکی پر پاؤں رکھ کر چھت پر چڑھا تو اس نے دیکھا کہ چھت پر انگارے پھیلے ہیں۔ اس نے بتایا تو دوسرے ساتھی نے کہا کیا بکواس ہے اتنی رات کو چھت پر انگارے کہاں سے آئیں گے؟ دوسرا ساتھی چڑھا تو اسے بھی پوری چھت دہکتے انگاروں سے بھری نظر آئی۔ کہنے لگا شاید یہاں دیگیں پکائی گئی ہیں۔ وہ نیچے اترا اور کہا آئندہ اس گھر میں ڈکیتی کے لئے نہ آنا، مجھے سخت ڈر لگ رہا ہے ۔ وہ لوگ سوزوکی میں بیٹھ کر واپس لوٹ گئے اور ہمارا گھر، جان و مال سب محفوظ رہے۔ ہمیں اس ساری بات کی خبر پڑوس کی خاتون انیسہ بیگم نے دی جو اس وقت بچے کو پیشاب کرانے اٹھی تھیں۔ انہوں نے سوزوکی کھڑی دیکھی تو دروازے کی جھری سے ساری باتیں سنیں اور صبح ہم لوگوں کو بتایا۔ خلاصہ کلام یہ کہ پیران پیر دستگیر کے ذکر پاک سے انسان بہت سی مصیبتوں اور حوادثات سے محفوظ رہتا ہے۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اپنے مریدین کی خبر رکھتے ہیں اور مدد فرماتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا:

مریدی لاتخف اللہ ربی عطانی رفعۃ نلت المنالی

قادری کر قادری رکھ قاریوں میں اٹھا
شیخ عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

سیدنا غوث الاعظمؓ کی پیدائش کے وقت عالم اسلام کی حالت:

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جناب غوث الاعظم کی پیدائش سے قبل دنیائے اسلام پر زوال و انحطاطِ عمومی کا دور شروع ہو چکا تھا۔ اگرچہ بظاہر اسلامی سلطنتوں کے اقدار کا سلسلہ اندلس سے لے کر ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا مگر اندرونی طور پر حالات نہایت خراب و ناگفتہ بہ تھے ۔ دنیائے اسلام کی مرکزی طاقت یعنی خلافتِ بغداد بہت

کمزور ہو چکی تھی اور باقی ہر طرف طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ سیاسی و معاشرتی لحاظ سے ہر جگہ انتشار تھا۔ علامہ شبلی نعمانی ، سید سلیمان ندوی نے اپنی تاریخی کتابوں اور علامہ ابنِ جوزی نے ''المنظمؒ'' میں اس وقت کے اسلامی ممالک کے جو حالات تحریر کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بدکاری، فسق و فجور، سیاسی ابتری اور اخلاقی انحطاط انتہا کو پہنچ چکے تھے ۔

اندلس میں امیر عبد الرحمن اموی کی قائم کردہ حکومت کی مرکزی حیثیت ختم ہو چکی تھی۔ یورپ کی عیسائی حکومتیں موقع کی تاک میں تھیں کہ مسلمانوں کو ختم کر کے اپنی حکومت قائم کریں۔

مصر میں سلطنت باطنیہ عبیدیہ جسے علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں دولتِ خبیثہ کے نام سے پکارا ہے الحاد اور بے دینی کے نظریات پھیلا رہی تھی اس کے ارباب اختیار نے جس قدر اسلامی اقدار کو نقصان پہنچایا، اس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد وہ لوگ عراق وحجاز پر حملے کی تیاریوں میں مصروف تھے ۔ گویا مسیحی دنیا کی متحدہ قوت اسلام مٹانے پر تلی ہوئی تھی۔

مشرقِ وسطیٰ میں دولتِ عباسیہ کا وجود برائے نام ہوتا جا رہا تھا اور سلجوقی و دیگر ما تحت سلاطین خانہ جنگیوں میں مبتلا تھے۔ جس سلطان کی طاقت بڑھ جاتی، بغداد میں اسی کا خطبہ شروع ہو جاتا۔

افغانستان و ہندوستان کے شمال مغربی علاقے میں سلطان محمود غزنوی کے جا نشینوں کا زوال شروع ہو چکا تھا اور ہندو راجے مہاراجے اپنی سابقہ شکستوں اور ذلتوں کا انتقام لینے کے لیے صلاح مشورے کر رہے تھے ۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کی اخلاقی حالت بھی گر چکی تھی ۔ طبقۂ امراء عیش وعشرت میں مبتلا تھا۔ مشرقِ وسطیٰ کے ایک اوسط درجے کے رئیس ابن مروان ، کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس کی حرم سرائے میں صرف گانے بجانے والی لونڈیوں کی تعداد پانچ سو کے قریب تھی اور بقول امام یافعیؒ قرطبہ کے ایک امیر معتمد کے ہاں ایسی آٹھ سو عورتیں تھیں۔ ہسپانیہ کے نقاب پوش سلاطین کے دور میں اسلامی پردہ بھی ختم ہو چکا تھا۔

مردوں نے نقاب پہننا شروع کر دیا تھا اور عورتیں کھلے منہ پھرتی تھیں۔ بدکاری وشراب نوشی عام تھی ۔عوام کا تو ذکر ہی کیا۔ امراء ، سلاطین اور علماء تک وجاہت پرستی اور دنیوی عیش کا شکار تھے ۔

مذہبی اور روحانی صورتِ حال اس سے بھی بدتر تھی ۔ قرامطہ اور باطنیہ نیز اہل رفض و اعتزال و علمائے سوء کے فتنوں اور لا تعداد پیدا ہوجانے والے دیگر فرقوں نے اسلام کے مرکزی شہر بغداد تک میں اودھم مچا رکھا تھا۔ ہر روز بے شمار مشائخ ،علماء ، امراء اور دیگر سر کردہ مسلمان فرقہ باطنیہ کی سازشوں اور خنجر خون آشام کا شکار ہو رہے تھے ۔مشہور زمانہ سلجوقی وزیر نظام الملک طوسی اور اس کے بعد ۴۸۵ھ میں سلجوق فرماں روا ملک شاہ بھی ان بے رحم قاتلوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کر چکے تھے۔یونانی فلسفہ الگ اسلامی عقائد و نظریات کی جڑیں کھوکھلی کر رہا تھا اور علمائے اسلام اس سے متاثر ہو کر دین سے بتدریج دور ہوتے جا رہے تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ مسٹر گبن و دیگر یورپین مورخوں نے اس زمانے کو دنیائے اسلام کا ایک تاریک دور شمار کیا ہے ۔

امام غزالیؒ ''احیاء العلوم'' میں اس زمانے کے علماء کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ ہر وقت شیعہ ،سنی، حنبلی اور اشعری مناظرات میں مصروف رہتے تھے ۔ گالی گلوچ اور کشت و خون تک نوبت پہنچنا ایک معمولی بات تھی ۔ اور کچھ نہ ہو تو صدر نشینی پر ہی جھگڑا ہو جاتا تھا۔معاشرے کا یہی وہ سیاسی اور روحانی زوال تھا ، جسے حضور ﷺ نے مسلمانوں کے لیے زیادہ خطرناک قرار دیا تھا۔صحاح ستہ میں بالفاظ مختلفہ یہ حدیث شریف تحریر ہے : '' خدا کی قسم ،غربت و افلاس کا تمہارے متعلق مجھے کوئی خوف نہیں، بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم پر دنیا کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور پھر جیسے تم سے پہلی امتوں میں مقابلے کا بازار گرم ہوا۔ اسی حالت میں تم بھی مبتلا ہو جاؤ گے ۔یعنی اس حالت میں اغیار نہیں بلکہ خود مسلمان ہی مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے ہو جائیں گے۔''

اسی روحانی زوال کے متعلق فیض الباری'' تعلیقاتِ بخاری'' میں بھی علامہ انور شاہ کشمیری نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔'' پانچویں صدی کے قریب میری امت پر آفت کی ایک چکی چلے گی۔ اگر اس سے یہ بچ نکلی تو پھر کچھ مدت کے

لیے اسے استقامت حاصل ہو جائے گی۔

چنانچہ ان حالات میں ایسی ہی روحانی قوت کی ضرورت تھی، جو تمام طاغوتی طاقتوں کو مغلوب کر کے اپنے عالمگیر اثر کے باعث بنی نوع انسان کو از سر نو دین اسلام پر قائم کرے اور دین کی تقویت و غلبہ کا موجب ہو۔ جس کی نظر میں تمام کائنات رائی کے ایک دانے کے برابر ہو جس کا علم علوم الٰہیہ کا اور جس کی طاقت قادر حقیقی کی قدرت کا مظہر ہو۔ جو سلطان الوقت اور بموجب تصریحات اکابرین دین متصرف علی الاطلاق ہو، جو نوعِ انسانی کو مادیت کی ذلتوں، نفس پرستیوں اور اخلاقی پستیوں سے نکال کر روحانی بلندیوں اور اخلاقی اُستواریوں سے روشناس کرائے۔ ان کمالات وتصرفات روحانی کا حامل امت مرحومہ کا یہی بطل جلیل اور مرد عظیم تھا، جسے قیامت تک دنیا پیرانِ پیر، غوث الاعظمؓ اور محی الدین ؓ کے مبارک ناموں سے پکارتی رہے گی۔

یہ اسی مبارک و کریم النفس انسان کامل کی برکت تھی کہ نہ صرف دین اسلام سنبھل گیا اور مسلمانوں کے اندرونی و بیرونی حالات اصلاح پذیر ہونا شروع ہو گئے بلکہ ان میں اس فتنۂ عظیم سے نبرد آزما ہو کر ایمان سلامت لے نکلنے کی صلاحیت وحوصلہ بھی پیدا ہو گیا جو کہ آنجنابؓ کے وصال کے تقریباً نصف صدی بعد تاتاری طوفان و غارت گری کی صورت میں قیامت صغریٰ بن کر نمودار ہوا اور دنیائے اسلام پر ٹوٹ پڑا۔

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ان خداداد کمالات کا بطور تحدیث نعمت قصیدہ غوثیہ میں ذکر فرمایا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ بھی ''ہمعات'' میں اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اصل نسبت نسبتِ اویسیہ ہے جس میں نسبت سکینہ کی برکات بایں معنی شامل ہیں کہ یہ شخص ذات الٰہیہ کی ذال کے نقطے کی طرح شخصِ اکبر میں ارواحِ کاملہ و ملاء اعلیٰ کے نفوس فلکیہ کی محبت میں محبوب و مراد بن جاتا ہے اور اس مقام محبوبیت کے ذریعے اس کے ارادہ وتوجہ کے بغیر تجلیات الٰہی میں سے وہ تجلی جو ابداع، خلق، تدبیر وتدلّی کی جامع ہے۔ اس پر ظہور کرتی ہے جس کے باعث ایسے اُنس و برکات کا ظہور ہوتا ہے جن کی انتہا نہیں۔ گویا انتظامی امور کائنات خود بخود ظہور پذیر ہوتے رہتے

ہیں۔ اسی وجہ سے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے کلماتِ فخریہ فرمائے ہیں اور اُن سے تسخیر عالم کا ظہور ہوا ہے۔'' (ہمعہ ۱۶)

اس کی تائید قرب نوافل کی حدیث قدسی ''**کُنْتُ لَہٗ سَمْعاً وَّ بَصَراً وَّ یَدًا وَّ لِسَانًا بِیْ یَاخُذُ وَ بِیْ یَبْطِشُ وَ بِیْ یَمْشِیْ**'' سے بھی ہوتی ہے جس کا مطلب ہے کہ جب سالک اپنی صفات و ذات کو مٹا کر فنا فی الصفات و الذات حق تعالیٰ ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ کی ذات و صفات سے متصف و باقی ہو جاتا ہے۔حق تعالیٰ ہی اس کے کان، آنکھ، ہاتھ زبان بن جاتا ہے اور اسی کے ساتھ ہی وہ پکڑتا، حملہ کرتا اور چلتا پھرتا ہے۔یعنی ہر لحاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات و طاقتوں کا مظہر بن جاتا ہے اور کائنات میں متصرف ہوتا ہے۔

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ۴۸۹ھ میں بغداد تشریف لائے اور آپ کے وُرُودِ بغداد کے ساتھ ہی روحانیت کا کچھ ایسا معنوی دور چلا کہ عراق میں بڑے بڑے وجاہت پسند علماء جو وجاہت ذاتی کے لیے باہم دست و گریباں رہتے تھے، عبادات و ریاضات میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔ امام غزالیؒ جن کا ظاہری طور پر تو سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے استفادہ ثابت نہیں۔ آپ کی تشریف آوریٔ بغداد کے وقت صدارت نظامیہ پر متمکن تھے اور علمی شان و شوکت کے ساتھ ریشمی چغے اور عبائیں زیب تن کر کے نظامیہ بغداد کی صدارت پر جلوہ گر ہوا کرتے تھے۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی محض تشریف آوری کے روحانی اثر سے ظاہری وجاہت ترک کر کے طریقت وسلوک کی طرف متوجہ ہو گئے اور بقیہ عمر مروجہ دہریت کے خلاف جہاد میں بسر کی۔

شیعہ، سنی اور حنبلی، اشعری تنازعات ختم ہو گئے۔سلجوقیوں کی خانہ جنگی بھی جس میں مسلمانوں کا بے شمار اتلافِ جان ہو رہا تھا۔ بتدریج بند ہو گئی۔

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مسند ارشاد پر تشریف فرما ہوتے ہی آپؓ کے خلفاء و شاگرد مشرق و مغرب میں پھیل گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی تعلیم کے مطابق تبلیغ و احیائے دین کے مبارک مشن کو اس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا کہ ہر ملک میں عوام و خواص اللہ کے رنگ میں رنگے جانے لگے اور آپ کی ذاتِ گرامی کا پیران پیر اور غوث

الاعظم کے القابِ گرامی سے چار دانگِ عالم میں شہرہ ہو گیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے مبارک دور میں عراق وعرب کی متذکرہ بالا اصلاحی صورت میں آپ کے ساتھ آپ کے خلیفۃ حضرت عبد القاہر اور ان کے بعد ان کے بھتیجے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی اور ان کے خلیفۃ حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ کی مساعی جمیلہ کو بھی دخل تھا۔

اندلس میں حضرت عمار بن یاسرؒ اندلسی جو حضرت عبد القاہر کے خلیفۃ تھے اور حضرت ابو مدینؓ مغربی وحضرت شیخ محی الدین ابن عربی کے ارشاد وتبلیغ اور کشف وکرامات کے باعث مؤحدین کی سلطنت معرض وجود میں آئی جس کی وجہ سے وہاں، آئندہ کئی سو سالوں کے لیے اسلام کو استحکام نصیب ہو گیا۔ حضرت عمار بن یاسر کے خلیفۃ حضرت نجم الدین کبریٰ تھے جن کے سلسلہ ارادت سے حضرت شمس الدین تبریزیؒ شیخ بہاؤ الدین (والد حضرت مولانا روم) اور مولانا فخر الدین رازیؒ جیسے سر آمد روزگار ظاہر ہوئے۔

مصر کی حکومت باطنیہ بھی سیدنا غوث الاعظمؓ ہی کے وقت میں زوال پذیر ہو کر بالآخر ۵۶۷ھ میں یعنی آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد پانچ سال کے اندر اندر صفحہ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ گئی اور اس کی جگہ سلطان نور الدین زنگی اور پھر سلطان صلاح الدین ایوبی بساطِ حکومت پر نمودار ہوئے جنہوں نے مرکزی خلافت سے تعلق جوڑ کر اپنی سلطنتوں کو وحدتِ اسلامی میں منسلک کرتے ہوئے عباسی خلیفۃ کا نام خطبے میں پڑھوانا شروع کیا اور پھر اپنے اپنے وقت میں یورپ کی متحدہ صلیبی طاقت کو کئی لڑائیوں میں کمر توڑ شکستیں دے کر بیت المقدس کو آزاد کرا لیا۔ امام یافعیؒ اور ابن اثیرؒ نے اپنی کتبِ تاریخ میں ان دیندار حکمرانوں کی تعریف میں نہایت شرح وبسط سے تحریر کیا ہے۔

ان ہی ایام میں غزنویوں کی تباہ شدہ سلطنت کی جگہ غوری خاندان نے ہندوستان میں ایک نئی اور وسیع تر اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی۔ جس میں سیدنا غوث الاعظم کے قریبی عزیز وفیض یافتہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیریؒ کا بھی ہاتھ تھا۔ بعد میں آپؒ کے خلفاء وشاگردوں اور مشائخ چشت اہل بہشت اور مشائخِ سہروردیہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا، شاہ صدر الدین عارفؒ، ابو الفتح شاہ رکن عالم ملتانی، سید جلال الدین بخاریؒ

اوچی، مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ اوچی و جناب لعل شہباز قلندرؒ وغیرہ بزرگان نے اس بر صغیر میں دور ونزدیک اپنی ان تھک مساعی سے لوگوں کو دولتِ اسلام سے سرفراز فرمایا۔

گویا سیدنا غوث الاعظم اور آپ کے بلا واسطہ و بالواسطہ فیض یافتگان کی کوششوں سے نہ صرف دین اسلام میں نئی زندگی نمودار ہوئی بلکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اس کی روحانی قوتِ دفاع اس حد تک بیدار و استوار ہو گئی کہ جب ساتویں صدی کے آغاز میں یعنی ۶۱۵ھ میں تاتاریوں کی قیامت خیز یلغار سے نصف صدی یعنی ۶۵۶ھ تک اسلامی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی تو ظاہری حالات کے تقاضوں اور عام توقعات کے برعکس، اسلام کا چراغ گل ہونے کی بجائے نہ صرف روشن رہا بلکہ صرف پچیس سال کے اندر اندر یعنی ۶۸۰ھ تک خود ان غارت گروں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے میں کامیاب ہو گیا۔

اور یہ معرکہ کسی شاہی لشکر یا دنیوی طاقت سے سر نہیں ہوا، بلکہ اسی سلطان الوجود، قطب الوقت، خلیفۃ اللہ فی الارض، وارث کتاب ونائب رسول المتصرّف فی الوجود علی التحقیق، مظہر اسمائے الٰہی، غوث الاعظمؓ دستگیر کے روحانی تصرف کا اعجاز تھا کہ دشمنانِ اسلام نے اسلام قبول کر کے اس کی وہ خدمات انجام دیں جس کی مثال نہیں ملتی۔

احیاءِ دین اسلام :

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ محی الدین ہیں۔ آپ نے دین کے مردہ تن میں حیات نو بخشی اور اس مقصد کے لیے آنجناب نے مسلسل 40 برس تک لوگوں کو وعظ و نصیحت کی اور لاکھوں افراد کو وعظ ونصیحت اور روحانی توجہ سے کامل مومن بنایا، ان کے اخلاق و کردار کی اصلاح فرمائی، دوسری طرف اپنے مدرسہ میں ہزاروں علماء و مشائخ تیار کئے کرد قبائل کو اپنی ایک کرامت کے ذریعے مسلمان کر دیا خلفاء کو خطوط لکھے ان کو احکامات جاری کئے اور ایسا کرتے ہوئے آپ ان کو لکھتے کہ عبد القادر تجھے اس بات کا حکم دیتا ہے اور اس کا حکم تجھ پر نافذ ہے ۔ خلیفۂ وقت آپ کے خط کو آنکھوں سے لگاتا اور آپ کے احکام پر عمل کرتا۔ آپ نے عماد الدین زنگی کو خط لکھا کہ اپنی سپاہ میں اسد الدین شیر کوہ نامی شخص کو تلاش کرو۔ اس کی سالاری میں مصر کی فلاں سرحد پر لشکر بھیجو کہ ادھر فرنگی حملہ آور ہونے والے ہیں ۔ عماد الدین زنگی نے حکم کی تعمیل کی اسد الدین کو تلاش کیا اسکی

سالاری میں لشکر ترتیب دیا اور اسے مصر کی اس سرحد پر تعینات کیا۔ چند دنوں بعد فرنگی حملہ آور ہوئے ۔اسد الدین شیر کوہ نے بڑی بہادری سے انہیں شکست دی ۔ جنگ سے فارغ ہو کر وہ عماد الدین زنگی کے پاس آیا اور پوچھا فوج میں ہزاروں سپاہی تھے آپ کی نظر انتخاب مجھ پر ہی کیوں پڑی۔ عماد الدین زندگی نے کہا بغداد میں ایک بزرگ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے مجھے خط میں تمہارا نام لکھا تھا ۔ اسد الدین شیر کوہ بغداد میں سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سرکار نے اسد الدین کو بشارت دی کہ عنقریب تمہارے بھائی نجم الدین کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا اللہ اس کے ذریعے بیت المقدس کو دوبارہ آزاد کروائے گا۔

493ھ میں بیت المقدس مسلمانوں سے چھین لیا گیا تھا۔ 532ھ میں قلعہ تکریت میں نجم الدین ایوبی کے گھر سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی ولادت ہوئی۔ چھ سال کی عمر میں صلاح الدین ایوبی کے چچا اسد الدین شیر کوہ نے انہیں ماں کی گود سے جدا کر دیا کہ یہ بچہ اس لئے نہیں ہے کہ ماں کی آغوش میں ناز و نعمت سے رہے بلکہ اس کے ذریعے ہم نے بیت المقدس کو آزاد کرانا ہے ۔ اسد الدین نجم الدین ایوبی کے ہمراہ صلاح الدین ایوبی کو لے کر سیدنا غوث الاعظم کے حضور حاضر ہوئے اور اس بچے کے حق میں درخواست کی کہ سرکار دعا فرمائیں کہ اللہ اس بچے کو اسلام کا نامور سپاہی بنائے سرکار نے صلاح الدین ایوبی کی گردن پر ہاتھ پھیرا اس کے حق میں دعا فرمائی۔ اسد الدین شیر کوہ نے 25 برس تک صلاح الدین ایوبی کی سخت جنگی تربیت کی ۔559ھ مطابق 1138ء میں نجم الدین ایوبی کے خاندان کو قلعہ تکریت سے بے دخل کر دیا گیا ۔ پھر یہ عماد الدین زندگی کی فوج میں داخل ہو گئے ۔ اکتوبر 1139ء میں نجم الدین ایوبی کی سالاری میں بعلبک فتح ہوا اور انہیں وہاں کا گورنر بنا دیا گیا۔ 1146ء میں عماد الدین زنگی کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد نور الدین زنگی تخت نشین ہوئے ۔حضرت عمر بن عبد العزیز کے بعد مسلمانوں میں نور الدین زنگی جیسا حاکم نہیں گذرا۔ انہیں ہی حضور کی زیارت ہوئی، حضور نے خواب میں دو یہودی دکھائے کہ یہ میری قبر کھود کر میرے جسد انور کو لے جانا چاہتے ہیں۔ نور الدین زنگی فوراً مدینہ منورہ پہنچے انہیں تلاش کیا اور اپنے ہاتھ سے دونوں یہودیوں کا قتل کیا۔

اسد الدین، سلطان صلاح الدین ایوبی کو 25 برس تربیت دینے کے بعد منظر عام پر لائے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے صلیبی جنگوں میں مسلسل مسلمانوں کی قیادت کی بالآخر 90 برس کے بعد 27 رجب 583ھ میں بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں فتح ہو گیا۔ بیت المقدس کی فتح سے یورپ میں کہرام مچ گیا۔ انگلستان کا بادشاہ رچرڈ، فرانس کا بادشاہ فلپ اور جرمنی کا بادشاہ فریڈرک چھ لاکھ فوجیں لے کر حملہ آور ہوئے۔ 1189ء سے لے کر 1192ء 4 سال تک سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنی فوج کے ہمراہ اس کثیر فوج کا مقابلہ کیا۔ بالآخر فرنگیوں کو امن معاہدہ کر کے پسپا ہونا پڑا۔ اس وقت سلطان کی فوج کے آدھے سپاہی قادری تھے، سیدنا غوث الاعظم کے مرید اور آنجناب سے فیض یافتہ تھے۔ کسی نے سلطان صلاح الدین ایوبی سے پوچھا کہ آپ چار سال فرنگیوں کی کثیر فوج سے لڑتے رہے، کوئی آپ کو شہید نہ کر سکا؟ تو آپ نے فرمایا بچپن میں میرے والد مجھے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے تھے سرکار نے میری گردن پر ہاتھ پھیرا اور مجھے دعا دی اس کے بعد آج تک کوئی تلوار میری گردن تک پہنچ نہ سکی۔ اہل یورپ آج تک حیران ہیں کہ اس زمانے میں صلاح الدین ایوبی کی فوج کے پاس اس قدر تیز اور مضبوط تلواریں کہاں سے آئیں؟ جنگ کے زمانے میں رچرڈ کی دعوت کے موقع پر صلاح الدین ایوبی نے بھی رچرڈ سے پوچھا کہ تمہاری تلوار تیز ہے یا میری تلوار۔ رچرڈ نے کہا میری، اس نے تلوار سے پتھر پر وار کیا اور اسے دو ٹکڑے کر دیا۔ سلطان نے کہا یہ تو تمہارا زورِ بازو ہے تلوار کی تیزی نہیں سلطان نے ریشمی رومال فضا میں اچھالا تو رچرڈ کی تلوار اسے کاٹ نہ سکی پھر سلطان نے رومال اچھال کر اپنی تلوار نیچے کی تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ سلطان کی وہ تلوار آج بھی توپ کاپی میوزیم ترکی میں محفوظ ہے۔ اس تلوار کی تیزی اور اس کی مضبوطی کا راز اس پر تحریر ہے۔ تلوار کے ایک طرف کلمہ طیبہ لکھا ہے اور دوسری طرف ''یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ'' لکھا ہے۔ حقیقتاً بیت المقدس کی فتح اور پھر چھ لاکھ افواج کا چار سال تک مقابلہ سیدنا غوث الاعظم کی تائید و نصرت اور روحانی استمداد سے ممکن ہوا۔

{باب چہارم}

عاشقانِ غوثِ پاک

کیا بتاؤں آپ کیا ہیں اس حسنؔ کے واسطے　　　　قبلہ گاہِ جان و دل اور دین و ایماں آپ ہیں

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی مشہور تصنیف ''اخبارالاخیار'' کے آخر میں لکھتے ہیں میرا مرکزِ اعتماد اُن صاحبِ قدم پر ہے جو مالکِ رقابِ اولیاء ہیں اور کوئی رہرو ایسا نہیں جو ان کی خدمت میں سر کے بل نہ جائے اور ان کے قدموں پر اپنا سر نہ رکھے اور یہ سب کچھ اُن ہی کی سرفرازی ہے۔ ان کی صفت یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قدم بہ قدم گامزن

رہے، بلکہ سرورِ عالم ہی کی طرح قدم بہ قدم چلتے رہے اور سعادت اُسی کو ملی جس نے آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کی وراثت سے تمام بزرگوں کو جو کچھ ملا وہ صرف خلفِ صادق کے حصّے میں آیا اور یہ کتنی بڑی دولت ہے اگر چہ رسول اللہ ﷺ کے وارث بکثرت ہیں لیکن جو کچھ خلف صادق کو ملا وہ کسی اور کو نہ مل سکا۔ دولت و مال میں تمام ورثاء کو برابر کا حصّہ ملا کرتا ہے، لیکن وراثتِ حال و کیف میں ایک دوسرے کے برابر حصّہ نہیں ملا کرتا، کیونکہ حال و کیف اور مراتب وہ دولت ہے جس کے مستحق ہی کو یہ دولت دی جاتی ہے۔ اگر دوسرے لوگ قطب ہیں تو یہ خلفِ صادق قطب الاقطاب ہیں۔ اگر دوسرے سلطان ہیں تو یہ شہنشاہِ سلاطین ہیں اور آپ کا اسمِ گرامی حضرت شیخ محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہے جنہوں نے دینِ اسلام کو دوبارہ زندہ کیا اور طریقۂ کفار کو یکسر ختم کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا اَلشَّیۡخُ یُحۡیِیۡ وَیُمِیۡتُ غوث الثقلین کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ جنات اور انسان سب اس کی پناہ میں آتے ہیں، چنانچہ میں بیکس و محتاج بھی ان ہی کی پناہ کا طلبگار ہوں اور اُن ہی کا درباری غلام ہوں۔ مجھ پر ان کی عنایت اور کرم ہے اور ان کی مہربانی کے بغیر کوئی فریاد رس نہیں ہے کہ اگر کبھی راہ سے بھٹک جاؤں تو وہ رہبری کریں اور ٹھوکر کھاؤں تو وہ مجھے سنبھال لیں کیونکہ انہوں نے اپنے مریدوں کو بشارت دی ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک صحیفہ دیا جس میں قیامت تک ہونے والے مریدوں کے نام لکھے ہوئے ہیں اور حکمِ الٰہی ہو چکا ہے کہ اس نے میری خاطر اُن سب کو بخش دیا ہے۔ کاش میرا نام بھی آنجناب کے مریدوں کے صحیفہ میں ہو۔ ایسی صورت میں مجھے کیا غم ہے کیونکہ میری حسبِ مرضی کام پورا ہو گیا۔ میں بھی آپ کا مرید بن گیا ہوں۔ قبول کرنا یا رَد کرنا یہ اُن کے ہاتھ میں ہے۔ میں اُن کے چاہنے والوں میں ہوں، اُن کا چاہنا یہ اُن کے اختیار میں ہے۔ حقیقی طور پر مرید ہوتا، یہ مجھ مجازی آدمی سے کیسے ہو سکتا تھا۔ کسی بے نمازی کے درود شریف پڑھتے رہنے سے ہمیشہ فائدے نہیں ملا کرتے، چونکہ میں نے خود کو اُن کی جانب منسوب کر لیا ہے اور ان ہی کی بارگاہ میں پناہ کا طلبگار ہوں، لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جب ازل سے یہ سعادت میری قسمت میں تھی تو لازماً ابد تک میرے ساتھ ہی رہے گی اور میری حالت یہ ہے کہ جس

زمانے میں مجھے عقل وشعور نہ تھا اس زمانے سے میں اپنے لوحِ دل پر آنجناب رضی اللہ عنہ کا اسمِ مبارک لکھتا ہوں ۔

مابعشق تو نہ امروز گرفتار شدیم — کہ گرفتاریِ مابا تو روزِ ازل است

(میں آنجناب کے عشق میں آج مبتلا نہیں ہوا، بلکہ میرا دل تو ازل سے آنجناب کے عشق میں مبتلا ہے)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : مجھے خواب میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم ﷺ کے اشارے پر مرید کیا۔ بیعت ہونے کے بعد حضور سرور کائنات ﷺ نے فارسی زبان میں مجھے بشارت دی۔ ''بزرگ خواہی شد'' یعنی تو بزرگ ہوگا (دلی کے 22 خواجہ)۔

اخبار الاخیار میں شیخ عبدالحق رقمطراز ہیں : ''اللہ تعالیٰ نے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا۔ فرشتوں سے لے کر زمینی مخلوق تک آپ کے کمال، جلال اور جمال کا شہرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور جسمانی تصرفات کے لوازم و اسباب آپ رضی اللہ عنہ کے اختیار و اقتدار میں دے دیئے اور تمام اولیاء اللہ کو آپ کا مطیع و فرمانبردار بنا دیا۔ غرضیکہ تمام اولیائے وقت، حاضر و غائب، قریب و بعید، ظاہر و باطن سب کے سب آپ کے فرمانبردار اور اطاعت گزار تھے اور آپ رضی اللہ عنہ تمام اولیاء کے سردار و سالار ہیں کیونکہ آپ قطب الوقت، سلطان الوجود، امام الصدیقین، حجت العارفین، روح معرفت، قطب الحقیقت، خلیفۃ اللہ فی الارض، وارث کتاب اللہ، نائب رسول اللہ، الوجود البحت، النور الصرف، سلطان الطریق اور متصرف فی الوجود علی التحقیق ہیں۔''

سیدنا غوث الاعظم کی شان میں فرماتے ہیں:

غوث اعظم دلیل راہ یقین — بہ یقیں رہبر اکابرِ دین

اوست در جملہ اولیاء ممتاز — چوں پیمبر در انبیاء ممتاز

رئیس الابدال، اسدالدین، حضرت شاہ محمد ابوالمعالی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ :

آپ کی ولادت ۱۰/ذی الحجہ ۹۶۰ھ مطابق ۱۷/نومبر ۱۵۵۲ء میں ساہیوال میں

ہوئی۔ اس وقت ہمایوں بادشاہ ہندوستان پر حکمران تھا۔ تکمیل اور خلافت سے سرفراز ہونے کے بعد پچاس سال کی عمر میں ساہیوال سے لاہور تشریف لائے۔ ہزاروں افراد آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ زہدوورع اور تقویٰ و ریاضت میں مشہورِزمانہ تھے۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے زبردست عاشق تھے اور سرکار محبوب سبحانی سے آپ کے عشق کا اظہار آپ کے اشعار سے عیاں ہے۔ ساری ساری رات سرکار کے عشق میں کھڑے سرکار کو پکارتے رہتے۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی محبت کا ایسا غلبہ تھا کہ آپ کا مرید بیعت کے روز ہی سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوجاتا اور یہ آپ کا بہت بڑا کمال اور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے سچّے عشق اور ان کے مقرب اور محبوب ہونے کی بڑی دلیل ہے۔ آپ میاں میر قادری اور شاہ حسین لاہوری کے ہم عصر تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے بے انتہا عقیدت تھی۔ وہ جب بھی لاہور تشریف لاتے آپ کی خدمت میں ضرور حاضری دیتے۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی سب سے مایہ ناز الہامی تصنیف ''فتوح الغیب'' کی شرح ''مفتاح الفتوح'' کے نام سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شاہ ابوالمعالی سرکار کے حکم پر کی۔ مفتاح الفتوح کے دیباچہ میں شیخ عبدالحق لکھتے ہیں کہ حرم مکہ میں میرے شیخ عبدالوہاب متقی قادری شاذلی نے مجھ سے فرمایا یہ کتاب ''فتوح الغیب'' حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی ہے، اس کتاب کو حاصل کرو، اسے مضبوطی سے تھام لو، اس پر استقامت اختیار کرو اور جتنا ہو سکے اس پر عمل کرو۔ شیخ فرماتے ہیں میں یہ کتاب پڑھتا رہا اس کے حقیقی معانی اور اشارات کی تفہیم میری قوت اور حوصلے سے بالاتر تھی اور انتسابِ کتاب کی ہیبت اور حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ادب مانع تھا کہ میں اس میں کچھ غور وفکر کروں، ناگاہ رئیس الابدال، اسد الدین حضرت شاہ ابوالمعالی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جو صحرائے جلالت کے شیر ہیں، دیوانِ قدرت کے سرخیل ہیں اور درگاہِ قادریہ کے عاشقوں اور والہانہ عقیدت رکھنے والوں میں سے ہیں، ان کی جناب سے مجھے پیغام پہنچا کہ تمہیں ''فتوح الغیب'' کی شرح لکھنی چاہیے اور تمام کاموں کو چھوڑ کر اس کام کو کرنا چاہیے، لیکن خوف و ہیبت اور حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے دبدبے کے سبب میں اپنے میں اس کی ہمت نہ پاتا تھا۔ پھر میں شاہ ابوالمعالی سرکار

سے ملاقات کے لیے لاہور گیا تو آپ نے مجھے دوبارہ اس کام کا قطعی حکم فرمایا، مگر میں عذرخواہ ہوا کہ یہ کام میرے حیطہ امکان سے باہر ہے۔ ناگاہ میرا حال کچھ اور ہوا، فتح باب ہوا اور ہمت آئی، میرے دل سے ڈر جاتا رہا، اُمید بندھی، اُنس پیدا ہوا اور تائید غیبی شامل ہوئی تب میں نے شرح ''مفتاح الفتوح'' لکھنی شروع کی۔

شاہ ابوالمعالی نے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری، حالات، فضائل و مناقب پر انتہائی مختصر اور نہایت جامع کتاب ''تحفۃُ القادریہ'' کے نام سے تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کے باب چہارم ''آپ کے خلق کے بیان میں'' آپ لکھتے ہیں کہ شیخ داوؑد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ چونکہ ہمارے پیر دستگیر کے درِدولت پر سب لوگ آتے تھے اور تمام اہلِ دولت و صاحبِ ثروت اس بارگاہ کے خادم تھے اس لیے ایک چور نے خیال کیا کہ ضرور ایسے جاہ و جلال والے بزرگ بڑے مالدار ہوں گے، لہٰذا چوری کی غرض سے آنجناب کے گھر میں داخل ہوا مگر کچھ مال نہ پایا اور اندھا ہو گیا۔ آنجناب پر اس سیاہ بے نور کا حال روشن تھا۔ خیال فرمایا کہ یہ بات ''مروت'' سے بعید ہے کہ ہمارے گھر میں کامیابی کی خواہش سے آ کر ناکام چلا جائے، کچھ دیر میں دروازہ پر حضرت خضر علیہ السلام نے دستک دی اور عرض کیا کہ ایک ابدال قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا ہے، آپ جس شخص کے لیے حکم دیں، اُسے اُس کی جگہ مقرر کیا جائے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک شکستہ دل ہمارے گھر میں پڑا ہے۔ جاؤ اس کو لے جاؤ اور اسے، اس بلند مرتبہ پر فائز کردو۔ خضر علیہ السلام اس چور کو اندر سے لائے، سرکار کے حضور پیش کیا۔ آنجناب نے ایک ہی نگاہِ کرم سے اس چور کو ابدال بنا دیا۔ یہ واقعہ درج کر کے شاہ ابوالمعالی لکھتے ہیں ''اے قادری دربار کے فقیر تُو بھی خوش ہو کہ جب آنحضرت نے ایک ایسے شخص کو جو بُری نیت سے آپ کی طرف آیا تھا، اپنی دولت سے محروم نہیں رکھا تو، تُو کب آنجناب کی دولت سے محروم رہ سکتا ہے جبکہ تو صدق صفا سے آنجناب کے حضور آئے۔''

سیّدنا غوث الاعظم سے شاہ ابوالمعالی کو کس قدر عشق تھا، آپ کی اس منقبت سے ظاہر ہے۔

از رہِ فقر و فنا گوئی شہِ بحر و برم تابجان و دل گدائے شیخ عبدالقادرم

سلسلہ طریقت میں جب سے میں بدل و جان شہنشاہ بغداد کا گدا بن گیا ہوں تو گویا مجھے بحروبر کی بادشاہت مل گئی ہے۔

ہست دائم در طوافِ کعبہ کوئش دلم　　در رہِ صدق و صفا اینست حجِ اکبرم

میرا دل ہر وقت آپ کے کوچے کا طواف کر رہا ہے، پاکیزگی اور سچائی کے راستے میں یہ میرا حجِ اکبر ہے۔

چشمِ من تا از ہوائے خلد کوئش کوثر　　آبِ حسرت میخورد رضواں زحوضِ کوثرم است

میری آنکھ جب تک ان کے کوچے کی جنت کی ہوا سے کوثر بنی ہوئی ہے داروغہ جنت حسرت کا پانی میرے حوضِ کوثر سے پیتا ہے۔

مے نہم گریاں رُخِ خود بردرت ہر صبح وشام　　رحمتے بر روئے گرد آلودۂ چشمِ ترم

میں ہر صبح و شام بحالت گریہ زاری آپ کی چوکھٹ پاک پر سر رکھے پڑا ہوں۔ میرے غبار آلود چہرے اور چشم پر ایک نظرِ رحمت فرمائیے۔

چند روزے شد کہ محروم ازاں رو مردہ ام　　جلوۂ جاں پر ورم فرما کہ تاجاں پرورم

کتنے روز ہوگئے ہیں کہ میں ان کے رُخِ انور سے محروم ہوں مرگیا ہوں، میری جان کو پالنے والا جلوہ فرمائیے کہ میں اپنی جان کو پال سکوں۔

اے صبا از من بآں سلطانِ گیلانی بگو　　سوختم اکنوں بیا برباد دہ خاکسترم

اے بادِ صبا میری طرف سے شاہِ جیلانی کو کہہ دے میں جل چکا ہوں میری راکھ کو ہَوا میں اُڑا دیجیے۔

مردم از غم العیاث اے غوث الاعظم　　وقت آں آمد کہ بنمائی جمالِ انورم العیاث

میں غم سے مرگیا مدد فرمائے اے بہت بڑے فریادرس، وہ وقت آ گیا کہ آپ مجھے جمالِ جہاں تاب دِکھلائیے۔

گر نہ مے بینی کنوں سویم زعینِ مرحمت　　جائے آں دارد کہ در دُنیا نہ بینی دیگرم

اگر آپ میری طرف اب چشم عنایت سے نہیں دیکھتے تو اس مقام پر آپ دوبارہ مجھے

دُنیا ہی میں نہ دیکھیں گے (میں مر گیا ہی بہتر)

بے جمالِ جانفزایت زندگانی مشکل است   رحمتے ورنہ تن و ایں جامہ باہم میدرم

آپ کے حُسنِ جانفزا کی دید کے بغیر جینا مشکل ہے رحم فرمائیے ورنہ میں اس جسم اور لباس دونوں کو پھاڑ ڈالوں گا۔

نیست یا غوثا بمن جرم و گناہ از ہیچ رو   رومکش ازمن کہ بس بیدل خراب و ابترم

اے میرے دستگیر کس رو سے میرا کوئی جرم اور گناہ نہیں مجھ سے منہ نہ پھیریے کہ میں بہت غمگین خراب اور بُرے حال میں ہوں۔

کردمے پرواز بر گلزارِ رویت چوں هزار   چوں پرم سنگِ جفا بشکست اکنوں چوں پرم

میں تو بلبل کی طرح آپ کے گلزار رویت پر پرواز کرتا تھا جب جفا کے پتھر نے میرے پر توڑ دیے تو اب میں کیسے اُڑوں۔

شد ز تابِ آتشِ غم تن مرا انگشت ساں   ہست گوئی خرقۂ ماتم زحسرت دربرم

آتشِ غم کی سوزش سے میرا جسم اُنگلی کی مانند ہوگیا گویا کہ میں حسرت سے لباسِ ماتم پہنے ہوئے ہوں۔

یکدم اے خضرِ مبارک پےَ قدم از راہِ لطف   نہ بروئے من چہ شد آخر ہماں خاکِ درم

اے مبارک پیشانی خضر ایک گھڑی کے لیے ازراہ لطف اپنا قدم مبارک میرے چہرے پر رکھ دیجیے کیا ہوا آخر میں آپ کے در کی خاک ہی تو ہوں۔

گر گناہے رفتہ باشد توبہ ہا کردم زسر   عذرِ من بہ پذیرد از لطف افسر برسرم

اگر مجھ سے کوئی گناہ ہوگیا تو میں نے کئی سچی توبہ کی ہے میرا عذر قبول فرمائیے اور مہربانی کر کے میرے سر پر (ولایت کا) تاج رکھیے۔

چیست در پیشِ کرم ہائے تو جرمِ غربتیؔ   الکرم یا غوثِ اعظم بالترّحم الکرم

حضور کے فضل و کرم کے سامنے غربتی (ابوالمعالی) کے جرم کی کیا حقیقت ہے یا غوث اعظم اپنی رحمت سے مجھ پر کرم فرمائیے۔

سلطان العارفین، حضرت سلطان باھورحمۃ اللہ علیہ :

رسالہ غوث الاعظم میں اللہ تعالیٰ نے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اے غوث اعظم میری مرادفقر سے یہ نہیں ہے کہ کسی کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ میری مرادفقر سے یہ ہے کہ فقیر صاحبِ امر ہو کہ کسی چیز کو کہے کہ ہوجا تو وہ ہوجائے۔ یا غوث اعظم اپنے اصحاب و احباب سے کہدو کہ تم میں سے جو میری حضوری کا ارادہ کرے تو وہ فقر اختیار کرے۔ فقر جب تمام ہوجاتا ہے تو وہ نہیں رہتے سوائے میرے۔ اے غوثِ اعظم اپنے اصحاب سے کہدو کہ فقرا کی دُعا کو غنیمت جانیں کیونکہ وہ میرے نزدیک ہیں اور میں اُن کے نزدیک ہوں۔''

عین الفقر میں سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''فقر کو مالک الملکی مراتب حاصل ہیں''۔ نیز فرماتے ہیں ''فَاِذَا اتَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ یعنی جب فقر تمام ہوجاتا ہے تو وہ اللہ ہے۔''

عین الفقر میں سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ، سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی توصیف میں فرماتے ہیں ''حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شکمِ مادر ہی میں مراتبِ فقر پر سرفراز ہوئے اور اہلِ فقر ہوکر شریعتِ محمدی ﷺ کی پاسداری میں مقامِ محبوبیت پر پہنچے اور بارگاہِ الٰہی سے فقیر محی الدین کا خطاب پایا۔''

شانِ فقر کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضورِ اقدس ﷺ کو جس قدر بلند درجات، مراتب اور مقامات سے نوازا، حضور ﷺ نے ان میں سے کسی پر فخر نہ کیا، فرمایا قیامت کے روز لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا۔ و لا فخر، انا شفیع المذنبین و لا فخر، انا سیّدالمرسلین و لا فخر انا حبیب رب العالمین و لافخر وہ مقامات اور مرتبے جو کسی اور کو نصیب نہ ہوئے حضور ﷺ نے ان پر فخر نہیں فرمایا بلکہ فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ یعنی فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ اور یہ اس لیے کہ دیگر مراتب اور مرتبوں میں دوئی تھی۔ گناہگاروں کا شفیع ہونا اور ہے، انبیاء و مرسلین کا سردار ہونا، اللہ کا حبیب ہونا اور ہے اور اذا تم الفقر فھو اللّٰہ ہونا اور ہے۔ فقر میں دوئی ختم، بس وہی ذاتِ حق باقی ہے۔ اسی لیے آنجناب رسالتمآب ﷺ نے فقر پر فخر فرمایا۔

پس معلوم ہوا فقر ایک انتہائی عظیم مرتبہ ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں۔
سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ روحی میں سات سلطان الفقراء کا ذکر فرمایا کہ ''نورِ ذات نے نقاب میم احمدی پہن کر صورتِ احمدی اختیار کی اور سات بار اپنی ذات میں جنبش کھائی جس سے سات ارواحِ فقراء باصفا فنا فی اللہ بقا باللہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستّر ہزار سال قبل بحرِ جمال میں مستغرق شجر مراۃ الیقین پر پیدا ہوئیں۔ انہوں نے ازل سے ابد تک بجز ذاتِ حق کسی کو نہیں دیکھا اور ماسویٰ اللہ کبھی نہیں سنا۔ انہیں حریم کبریاء کے دائمی سمندر میں وصالِ لازوال حاصل ہے۔ پس انہیں حیاتِ ابدی اور عزتِ سرمدی کا تاج حاصل ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جس تجلّی کی ایک چمک سے بے ہوش ہو گئے تھے اور کوہِ طور ریزہ ریزہ ہو گیا تھا، ہر لمحہ اور آنکھ جھپکتے میں ایسی ستّر ہزار تجلّیاتِ ذاتی ان پر وارد ہوتی ہیں اور وہ دَم نہیں مارتے اور آہ نہیں کھینچتے بلکہ ھل من مزید کہتے ہیں۔ وہ سلطان الفقراء اور سیّدالکونین ہیں۔ ان میں ایک رُوح خاتونِ جنت حضرت فاطمتہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ہے، ایک رُوح خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی ایک رُوح میرے شیخ حقیقت الحق نورِ مطلق مشہود علی الحق سیّدمحی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اور ایک رُوح حضرت پیر عبدالرزّاق کی ہے اور ایک رُوح فقیر باہو کی ہے اور دو ارواح دیگر اولیاء کی ہیں۔''

سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کو سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے کس قدر عشق تھا اس کا اندازہ آپ کے ان اشعار سے لگایا جاسکتا ہے ؎

سن فریاد پیران دیا پیرا میری عرض سنیں کن دھر کے ھو
بیڑا اڑیا میرا وچ کپر اندے جتھے مچھ نہ بہندے ڈر کے ھو
شاہ جیلانی محبوب سبحانی میری خبر لیو جھٹ کر کے ھو
پیر جنہاں دے میراں باھوؔ اوہی کدھی لگدے تر کے ھو

سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں متعدد مقامات پر طالبانِ مولیٰ کو تاکید کہ اگر کسی عُقدے میں مبتلا ہوجائیں یا کسی کو رجعت پڑ جائے یا کوئی امتحان میں آگھرے تو اس پریشانی کے عالم میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ذاتِ مقدسہ سے

استمداد طلب کرے کہ آنجناب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت و قدرت سے دستگیری اور مدد فرماتے ہیں ؎

ٌتو جو چاہے تو مری آساں ہوں ساری مشکلیں
رب نے ہے تجھ کو بنایا غوثِ اعظم دستگیر
کیسی ہی مشکل گھڑی ہو، کیسا ہی بگڑا ہو کام
ہر مدد کے واسطے تیار ہیں پیرانِ پیر

شمس العارفین میں سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ’’اگر کسی کو مشکل پیش آجائے تو وہ تین بار شیخ محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی کو اِن الفاظ سے پکارے اُحۡضُرُوۡا بِمَلَکَ الۡاَرۡوَاحِ الۡمُقَدَّسِ وَالۡحَیُّ الۡحَقِّ یا شیخ عبدالقادر جیلانی حاضر شو اور ساتھ ہی دل پر تین بار کلمہ طیبہ کی ضرب لگائے تو اسی وقت حضرت پیر دستگیر تشریف لے آتے ہیں اور مشکل حل فرما دیتے ہیں۔‘‘

نورالہدیٰ میں سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ’’یاد رہے اگر کوئی شیخ پورے یقین اور اعتقاد اور اخلاص کے ساتھ کہہ دے یَا شیخ عبدالقادر جیلانی شَئیاً لِلّٰہِ اَمۡدُدۡنِیۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ تو اس پر ابتداء و انتہا کی حقیقت روشن ہوجاتی ہے اور وہ ہدایت و معرفت اور ولایت و فقر کے کمال پر پہنچ جاتا ہے۔‘‘

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے محبت اور عشق کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنے مصاحبین و مریدین کو اپنے تصور کے بجائے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا تصور تلقین کیا باوجود اس کے کہ آپ خود بھی سلطان الفقراء میں سے ہیں۔ سرکار سے نسبت کے سبب سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کو بغداد کے گلی کوچوں سے پیار ہے اور وہ سرکار کو پکارتے ہوئے بغداد کی گلیوں میں بھیک مانگنے کو ترجیح دیتے ہیں ؎

بغداد شہر دی کیا ہے نشانی اُچّیاں لمّیاں چیراں ھُو
تن من میرا پُرزے پُرزے جیوں درزی دیاں لیراں ھُو
لیراں دے گل کفنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ھُو

بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں باھو، کرساں میراں میراں ھُو

ذرا سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے عشق کی کیفیت و شدّت کا اندازہ کریں کہ آپ فرماتے ہیں کہ کاش میرا سارا وجود ایسی آنکھ بن جائے جو صرف سرکار محبوبِ سبحانی کے چہرہؑ مبارک کا دیدار کرتی رہے۔ میرے وجود کا ایک ایک بال میری آنکھیں ہوجائے اور وہ تمام آنکھیں مسلسل آنجناب کے رُخ پُرنور کی زیارت کرتی رہیں، اگر ایک تھک جائے تو دوسری کھول لوں، دوسری تھک جائے تو تیسری کھول لوں، وہ تھک جائے تو چوتھی کھول لوں اور یہ سلسلہ تا ابد چلتا رہے۔

ایہہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد دیکھ نہ رجّاں ھُو
لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں ، ہِک کھولاں ہِک کجّاں ھُو
اتنا ڈٹھیاں صبر نہ آوے ہور کدے وَل بھجّاں ھُو
مُرشد دا دیدار ہے باھُو مینوں لکھ کروڑاں حجّاں ھُو

یہ عشق کی انتہا ہے۔ عاشق کی دلی خواہش تو بس ایک ہی ہوتی ہے کہ معشوق کو دیکھتا رہے، اس کے نظارے سے سیر نہ ہو، مگر ایسا عشق، ایسا شوق کہ سارا وجود آنکھ ہی آنکھ ہوجائے اور مسلسل غوث پاک کے چہرہؑ انور کو تکتا رہے، کہیں اور نظر نہیں آتا۔

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان قَدمی ھذہٖ علٰی رقبۃ کل ولی اللہؒ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے، کے متعلق اپنی کتاب نورالھدیٰ اور محک الفقر کلاں میں فرماتے ہیں کہ ''معراج کی رات جب رسول اللہ ﷺ قربِ الٰہی کی طرف بڑھے تو حضرت پیردستگیر نے اپنی گردن آپ ﷺ کے قدموں میں رکھ دی۔ جس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ''اے محی الدین! میرا قدم آپ کی گردن پر آیا ہے اور آپ کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہوگا''، جس وقت سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے مجلسِ مبارکہ میں اذنِ الٰہی سے فرمایا قدمی ھٰذہٖ علٰی رقبۃِ کل ولی اللہؒ تو یہ اعلان سُن کر تمام اولیاء اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمتِ اقدس میں رُوحانی طور پر حاضر ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے رجوع کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا ''اے علی! غوث الاعظم میری آل اور آپ کی اولاد ہیں، اگر آدمی اپنے لائق اور ہونہار بیٹے کو اُٹھا کر اپنے کندھوں پر بٹھالے اور اس

کے قدم اپنی گردن پر رکھ لے تو یہ کوئی عیب کی بات نہیں‘‘ چنانچہ سرکار محبوب سبحانی کے اس فرمان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قبول کیا تو تمام اولیاء اللہ نے بھی اپنی گردنیں جھکا دیں۔‘‘

سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ ’’جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کے امر سے فرشتوں کی آزمائش فرمائی اسی طرح حضرت پیر دستگیر کے امر قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقْبَةِ کُلِّ وَلِیَّ اللّٰهِ سے اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء اللہ کا امتحان فرمایا۔ جس نے اس امر میں جس قدر پیش قدمی اور پیش دستی کی، اسی قدر اُسے زیادہ مرتبہ اور منصب ملا اور جس نے انکار کیا وہ راندۂ درگاہ ہوا۔‘‘

سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ’’ آخری وقت میں سرکار محبوب سبحانی کے قادری مرید کو سرکار غوثیت مآب کی خصوصی توجہ اور باطنی رفاقت نصیب ہوتی ہے جس کے سبب اس کا قلب و زبان ذکر اللہ اور کلمہ شریف سے گویا ہوجاتے ہیں اور وہ خاتمہ بالخیر کے ساتھ دُنیا سے باایمان جاتا ہے۔‘‘

خواجۂ خواجگاں حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ:

خواجہ غریب نواز ہندالولی سرکار اپنے والد کی طرف سے بھی سرکار محبوب سبحانی کے رشتہ دار ہیں اور والدہ کی طرف سے بھی۔ سرکار نے جب آپ کو پہلی مرتبہ دیکھا اس وقت خواجہ صاحب نوعمر تھے، سرکار نے آپ کی ولایت اور بلند شان ہونے کی خبر دی۔ پھر جب آپ غزنی کے پہاڑوں میں چلہ کشی و ریاضت میں مصروف تھے اس وقت آپ نے رُوحانی طور پر سرکار کا فرمان قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقْبَةِ کُلِّ وَلِیَّ اللّٰهِ سُنا تو ایک روایت کے مطابق آپ نے اپنا سر اتنا جھکا دیا کہ زمین سے لگ گیا اور فرمایا لابل عینی و راسی نہیں بلکہ آپ کا قدم مبارک میری آنکھوں پر اور میرے سر پر۔ دوسری روایت کے مطابق آپ نے رُوحانی طور پر پرواز کی اور بغداد شریف میں اُس مجلسِ مبارکہ میں پہنچ کر سرکار کے قدموں تلے گردن بچھادی۔ اِدھر سردارِ اولیاء سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا غیاث الدین کے بیٹے نے سر جھکانے میں سبقت کی ہم نے اسے ہند کی ولایت عطا کی۔ تکمیل کے بعد خواجہ غریب نواز بغداد شریف آئے اور سرکار کے ساتھ قیام فرمایا اور سرکار نے آپ کو اپنے خصوصی فیوضات اور خلافت سے نوازا۔ خواجہ صاحب کے اعزاز میں مجلس سماع

کا انعقاد کیا جس میں خواجہ غریب نواز وجد میں آ گئے تو سرکار نے اپنے عصا کو مضبوطی سے زمین پر گاڑ کر تھامے رکھا۔ بعد ازاں فرمایا ''وقت کا قطب وجد میں تھا اگر میں تمام عالم کو تھامے نہ رکھتا تو عالم میں قطب کے وجد کے سبب بگاڑ پیدا ہو جاتا۔''

خواجہ غریب نواز کو سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے کس قدر محبت تھی اور آنجناب رضی اللہ عنہ کی دل میں کس قدر تعظیم تھی اس کا اندازہ آپ کی اُس منقبت سے لگایا جاسکتا ہے جو آپ نے سرکار کی تعریف میں لکھی جس میں ایک طرف واقعۂ معراج میں سیّدنا غوث الاعظم کی حضور ﷺ سے ملاقات، حضور ﷺ کے قدمِ مبارک کو اپنی گردن پر رکھنا اور حضور ﷺ کو مقامِ قاب قوسین تک لے جانے اور اَوْ اَدْنٰی کے راز سے آگاہی کی تصدیق کی ہے جس واقع پر علماء کرام بظاہر شکوک وشبہات کا شکار ہیں، دوسری طرف خواجہ صاحب نے سرکار کی غلامی اور سرکار کے عنایات و فیوضات کے سبب اپنی شان بلند ہونے کا اظہار کیا ہے۔ آپ کے اس قصیدہ کے تین شعر پیش کیے جاتے ہیں ؎

چوں پائے نبی شد تاجِ سرت تاجِ ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں در پیش درت افتادہ چو پیش شاہ گدا

جیسے نبی اکرم ﷺ کا قدم آپ کے سر کا تاج ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک سارے عالم کا تاج ہے۔ اقطابِ جہاں آپ کے در پر اس طرح پڑے ہیں جیسے بادشاہ کے سامنے گداگر۔

در شرع بغایت پرکاری ، چالاک چو جعفر طیاری
بر عرشِ معلّٰی سیاری ، اے واقف رازِ اَوْ اَدْنٰی

آنجناب کو شریعت میں کامل دسترس حاصل تھی، آپ جعفر طیار کی طرح ہوشیار و سمجھدار تھے۔ آپ عرش معلّٰی پر سیر فرمانے والے اور اَوْ اَدْنٰی کے راز سے واقف ہیں۔

معیؔن کہ غلامِ نام تو شد ، دریوزہ گرِ اکرام تو شد
شد خواجہ ازاں کہ غلامِ تو شد، دارد طلبِ تسلیم و رضا

معین جو آپ کے نامِ نامی کا غلام ہے، آپ کے اکرام کا منگتا ہے اور

آنجناب کی غلامی کا شرف حاصل ہونے سے خواجہ بن گیا۔ آپ کی تسلیم ورضا کا طالب ہے۔

مخدوم سیّدعلی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سرکارمحبوب سبحانی کے پرپوتے ہیں۔ آپ کے والد گرامی سیّدعبدالرّحیم عبدالسلام، سرکار کے صاحبزادے سیف الدین سیّدعبدالوہاب کے فرزند ہیں۔ سرکارغوثیت مآب نے اپنی تصنیف ''قربت الوحدت'' میں تفصیل سے مخدوم علی احمدصابر کی ولایت، بزرگی، جلال اور پیش آنے والے واقعات کی خبر دی۔ مخدوم علی احمد صابر رُوحانی طور پر سیّدنا غوث الاعظم سے فیض یافتہ اور آنجناب رضی اللہ عنہ کے جلال کا مظہر ہیں۔ مخدوم صاحب کو سرکارمحبوبِ سبحانی سے کس قدرمحبت وعقیدت تھی اس کا اندازہ آنجناب کے اس قصیدہ سے لگایا جاسکتا ہے جوآپ نے سرکار کی مدح سرائی میں کہا ؎

من آدم بہ پیشِ تو سلطانِ عاشقاں ذاتِ تو ہست قبلۂ ایمانِ عاشقاں

میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اے عاشقوں کے سلطان، آپ کی ذات عاشقوں کے ایمان کا قبلہ ہے۔

در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر دستم بگیر از کرم اے جانِ عاشقاں

دونوں جہان میں آپ کے سوا کون دستگیر ہے، اپنے کرم سے میری بھی دستگیری فرمائیے اے عاشقوں کی جان۔

از ہر طرف بخاکِ درت سر نہادہ ام یک لحظہ گوش نہ تو بر افغانِ عاشقاں

میں نے ہر طرف سے آپ کے در کی خاک پر سر رکھ دیا ہے، ایک لمحہ کے لیے عاشقوں کی فریاد سُن لیجیے۔

از خنجرِ نگاہِ تو مجروح عالمے شد نطق رُوح بخشِ تو درمانِ عاشقاں

آپ کی نگاہِ ناز کے خنجر نے عالم کو مجروح کردیا ہے اور آپ کا کلام مبارک رُوح افزا عاشقوں کے درد کا درمان ہے۔

کوئے تو ہست غیرت جنت بصد شرف حسن و جمالِ روئے تو بستانِ عاشقاں

آپ کا کوچہ مبارک رشک جنت ہے، اپنی بزرگی کے لحاظ سے اور آپ کے رُخِ انور کا

حسن و جمال عاشقوں کا گلزار ہے۔

صابؔر بخاک کوئے تو سر بر نہادہ ام　　زاں رو کہ ہست کوئے تو سامان عاشقاں

صابر نے اپنا سر آپ کے کوچہ کی خاک پر رکھ دیا ہے، کیونکہ آپ کا کوچہ مبارک عاشقوں کا سامان ہے۔

امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ:

اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی کو قادریہ سلسلے کے علماء کرام اور عاشقین میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ ایک مرتبہ حج کے موقع پر آپ علیل تھے۔ دُنیا بھر سے آئے علماء نے آپ سے حضور ﷺ کے علمِ غیب پر دلائل مانگے۔ آپ نے رات بھر میں بغیر کسی کتاب و کتب خانے سے رجوع کیے، عربی زبان میں مفصل کتاب ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' تصنیف فرمائی جس میں ایسے دلائل ہیں جن کا توڑ نہیں ہوسکتا۔ بعد میں لوگوں نے پوچھا یہ آپ نے ایک رات میں کیسے کرلیا؟ فرمایا میں سرکار غوثیت مآب کی طرف متوجہ ہوگیا وہ کرم فرماتے گئے، میں کتاب لکھتا گیا۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے کرم سے آپ کو جملہ علوم پر ایسا تبحر حاصل تھا کہ مخالفین کو کبھی بھی مقابلے کی ہمت نہ ہوئی۔ خود فرماتے ہیں

؎

رضؔا کے سامنے کی تاب کس میں　　فلک وار اس پہ تیرا ظل ہے یاغوث

کہا تونے کہ جو مانگو ملے گا　　رضؔا تجھ سے ترا سائل ہے یاغوث

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا :وہ کیا چیز ہے جو حضور اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے حاصل کی اور پھر آپ ﷺ سے سلسلہ بہ سلسلہ لوگ حاصل کر رہے ہیں؟ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا : علم اور ادب۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو علم و ادب میں سے وافر حصہ ملا۔ علوم ایسے کہ جس موضوع پر قلم اٹھایا، علم کا دریا بہا دیا۔ ادب ایسا کہ چھ سال کی عمر میں

بغداد شریف کی سمت معلوم ہونے پر پھر کبھی اس طرف پاؤں نہیں پھیلائے۔ جب کبھی آنجناب رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی تحریر فرماتے تو ادب و احترام ملحوظ رکھتے اور القابات و خطابات بڑے اہتمام سے قلمبند فرماتے۔ ایک مقام پر رقم طرز ہیں :اعاظم اولیاء اللہ، سید الاولیاء و امام الاصفیاء و قطب الاقطاب و تاج الافراد و مرجع الابدال و مفزع الافراد اور باعتراف اکابر علماء امام شریعت اور سردار امت، محی دین وملت و نظام طریقت و بحر حقیقت وعین ہدایت و دریائے کرامت کون ہے؟ ہاں وہ سید الاسیاد، واہب المراد سیدنا ومولانا و ماوینا وغوثنا وغیثنا حضرت قطب عالم وغوث اعظم سید ابومحمد عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی ،صلی اللہ تعالیٰ علیٰ جدہ الاکرم وعلیٰ آلہ و بارک وسلم ہیں۔

ایک مرتبہ پیر طاہر علاء الدین اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مصطفیٰ رضا خان سے ملاقات کے لئے بریلی گئے تو وہ اپنے مریدین کے جم غفیر کے ساتھ استقبال کے لئے اسٹیشن پر موجود تھے۔ شہزادہ غوث الاعظم کو زمین پر قدم نہ رکھنے دیا، کرسی پر بٹھا کر ریل سے اتارا پھر انہیں کندھوں پر اٹھا کر رہائش گاہ لے گئے۔ اگرچہ اس وقت شہزادہ اعلیٰ حضرت کے ساری دنیا میں کم وبیش ایک کروڑ سے زائد مریدین تھے۔ اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے کے دل میں سیدنا غوث الاعظم کی آل کا ایسا ادب تھا تو اعلیٰ حضرت کے دل میں سیدنا غوث الاعظم کا کس قدر ادب رہا ہوگا!۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ایک بار میں نے (خواب یا کشف میں) دیکھا کہ والد ماجد کے ساتھ ایک سواری ہے، بہت نفیس اور اونچی، والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا، آگے اللہ مالک ہے۔ میرے خیال میں اس سے مراد سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کی غلامی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی عادت تھی کہ جب پیلی بھیت تشریف لاتے تو حاجی شیر محمد نقشبندی سے ضرور ملتے۔ ایک روز بعد مغرب تشریف لے گئے حضرت شاہ صاحب نے ایک آہ سرد بھری اور فرمایا کہ فیض بند ہو گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے سبب پوچھا تو فرمایا بیٹھے بیٹھے دل میں وسوسہ آیا کہ شاید وہابیوں کی بھی کوئی بات حق ہو، یہ خیال آتے ہی فیض کا دروازہ بند ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا آپ سیدنا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر شریف کیجئے،

فیض جاری ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی وقت ذکر غوثیت مآب کی مجلس ترتیب دی گئی اور عشاء کے بعد سے نصف شب تک حاضرین کو ذکر غوث الانام سے مستفیض کیا گیا۔ فیض جاری ہو گیا اور شاہ صاحب نے ہزاروں دعائیں دے کر رخصت کیا۔

کسی نے اعلیٰ حضرت سے کہا کہ سیدی احمد زروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کسی کو تکلیف پہنچے تو یا زروق کہہ کر ندا کرے۔ میں فوراً اس کی مدد کروں گا۔ اعلیٰ حضرت نے یہ سن کر فرمایا ''میں نے کبھی اس قسم کی مدد طلب نہ کی۔ جب کبھی استعانت کی، یا غوث ہی کہا۔ یک در گیر محکم گیر۔ میری عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ میں حاضر ہوا۔ احاطہ میں مزامیر کا شور مچا ہوا تھا۔ طبیعت منتشر ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا حضور! میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں، اس شور وغل سے مجھے نجات ملے۔ جیسے ہی پہلا قدم روضہ مبارک میں رکھا، معلوم ہوا کہ سب ایک دم چپ ہو گئے ہیں۔ میں سمجھا کہ واقعی سب خاموش ہو گئے۔ قدم درگاہ شریف سے باہر نکالا، پھر وہی شور وغل تھا۔ پھر اندر قدم رکھا تو وہی خاموشی۔ معلوم ہوا یہ سب حضرت کا تصرف ہے۔ یہ بیّن کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی تو بجائے حضرت محبوب الٰہی کے نام مبارک کے زبان سے ''یا غوثاہ'' نکلا۔

سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کرمانوالے نے فرمایا ایک مرتبہ ماموں کانجن سے اہلحدیث مولوی عبداللہ، حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب اس نے وہاں ہر چیز سنت کے مطابق ہوتی دیکھی تو بڑا خوش ہوا مگر جب اس نے وہاں ''یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ'' لکھا دیکھا تو سیخ پا ہو گیا۔ حضرت شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نے تحمل سے کام لیا۔ مولوی عبداللہ کو رخصت کرتے وقت باہر تک ساتھ آئے اور بلند آواز سے کہا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ فوراً ایک پر نور بزرگ ظاہر ہوئے، رعب اس قدر تھا کہ مولوی عبداللہ تاب نہ لا سکا۔ آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ حضرت شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی جی! یہی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں جنہیں ہم پکارتے ہیں۔ دیکھو ہماری پکار پر مدد کے لئے پہنچ گئے۔ یہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور اسی لئے ہم ان کو پکارا کرتے ہیں۔ مولوی عبداللہ اپنے باطل عقیدے پر نادم ہوا۔ (خزینہ کرم۔ص ۱۷۰)

میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی

زیارت ہوئی۔ میاں صاحب نے دریافت کیا اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ارشاد فرمایا : بریلی میں احمد رضا۔ بیداری کے بعد قبلہ میاں صاحب جلوہ آرائے بریلی ہوئے اور اعلیٰ حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ واپس آ کر فرمایا میں نے دیکھا کہ (بباطن) حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں اور (بظاہر) احمد رضا بولتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا کہ حضور غوث پاک کا نام پر انگوٹھے چومنا کیسا ہے؟

جواب میں آپ نے تحریر فرمایا : ''حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، حضور اقدس ﷺ کے وارث کامل و نائب تام و آئینہ ذات ہیں کہ حضور اقدس ﷺ مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال و افضال کے ان میں متجلی ہیں۔ جس طرح ذاتِ احدیت مع جملہ صفات ونعوتِ جلالت آئینۂ محمدی میں تجلی فرما ہے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ ''تعظیم غوثیت مآب عین تعظیم رسالت مآب ہے اور تعظیم رسالت مآب عین تعظیم رب ہے''

ملفوظات امام احمد رضا میں فاضل بریلوی فرماتے ہیں ''کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا۔ اگر اس طرح صدقِ عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو ضرور فیض آئے گا۔ اگر شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ تو خالی نہ ہوگا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی، تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تو معدن فیض ومنبع انوار ہیں۔ ان سے فیض آئے گا۔

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں ''سیدنا غوث اعظم مستقل غوث اور تنہا غوثیتِ کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے۔ حضور غوث الاعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی، آنجناب کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے حضرت امام مہدی تک آئیں گے سب سیدنا غوث اعظم کے نائب ہونگے۔ پھر امام مہدی کو غوثیتِ کبریٰ عطا ہو گی۔'' (بعض صوفیاء کے مطابق امام مہدی بھی سیدنا غوث الاعظم کے نائب ہوں گے۔ واللہ اعلم)

ایک جلسے میں تقریر کے دوران ایک مولوی صاحب نے کہا کہ ''بعض جہلاء کا کہنا ہے کہ معراج کی رات حضور غوث اعظم نے اپنے دوش مبارک پر سرکار دو عالم ﷺ کے قدم مبارک رکھے۔ اس طرح حضور عرش پر پہنچے۔ گویا حضور ﷺ کو عرش پر پہنچانے والے حضرت غوث اعظم ہیں، یہ نبوت کی تنقیص ہے اور غلط واقعہ ہے۔'' تقریر کے بعد

حضرت پیر عبدالرحمن آف بھرچونڈی شریف نے مولوی صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ اگر اس واقعے کو یوں بیان کیا جائے تو تنقیص بھی لازم نہیں آتی اور شانِ غوثیت بھی چمک جاتی ہے کہ ''شب معراج حضور اقدس ﷺ نے غوث اعظم شاہِ جیلاں قدس سرہٗ کے کاندھے کو اپنے نورانی قدموں سے مشرف فرمایا اور یہ وہ شرف ہے جو جملہ اولیاء کرام میں سے صرف سیدنا غوث اعظم کے حصے میں آیا ہے، اسی وجہ سے حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زبانِ درفشاں سے نکلا ''قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ'' جب سیدنا غوث الاعظم کے کاندھوں نے حضور ﷺ کے نوری قدموں کو چھولیا تو ہر ولی کے کاندھوں نے آنجناب کے قدموں کو اپنے اوپر رکھنے میں فخر سمجھا اور اپنی ولایت پر مہر تصدیق ثبت کرائی۔''

جب اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آج کل کے جاہل علماء اور مولوی نما پیروں کی طرح اعلیٰ حضرت نے یہ نہ فرمایا کہ صحاح ستہ میں یہ حدیث یا واقعہ کہاں مذکور ہے؟ اعلیٰ حضرت کے ایمان افروز فتویٰ کا اقتباس ملاحظہ کریں:

''روحِ مقدس کا شب معراج کو حاضر ہونا اور حضور اقدس ﷺ حضرت غوث اعظم کی گردن پر قدم اکرم رکھ کر براق شریف یا عرش پر جلوہ فرمانا اور سرکارِ ابدِ قرار سے فرزند ارجمند کو اس خدمت کے صلہ میں انعام عظیم عطا ہونا، ان میں کوئی امر نہ عقلاً اور نہ شرعاً مہجور اور کلمات مشائخ میں مسطور و ماثور اور کتب حدیث میں ذکر معدوم نہ کہ عدم مذکور، نہ روایاتِ مشائخ اس طریقہ ظاہری میں محصور اور قدرتِ قادر وسیع وموفور اور قدر قادری کی بلندی مشہور، پھر ردّ و انکار! کیا مقتضائے ادب وشعور؟ (فتاوی کراماتِ غوثیہ)

جب اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا کہ رفاعیہ سلسلے کے بعض لوگ سید احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ کو سیدنا غوث الاعظم پر فضیلت دیتے ہیں تو اس شیر قادری نے دلائل کے انبار لگا دیئے۔ یہ مفصل فتویٰ فتاویٰ رضویہ میں درج ہے۔ اگرچہ اس میں دیئے گئے دلائل بہجتہ الاسرار سے لئے گئے اور یہ تمام اس کتاب کے پہلے اور دوسرے حصے میں درج ہیں مگر اعلیٰ حضرت کے قلم کی کاٹ کا الگ ہی انداز ہے۔ ذرا اس شیر قادری کی سیدنا غوث الاعظم سے محبت کا اندازہ لگائیں، ذرا ان دلائل کی مضبوطی دیکھیں! کس میں جرات ہے کہ ان کا توڑ کر سکے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ اشاعت نمبر 131

بفضیان کرم:۔ حضور تاج الشریعہ نبیرہ اعلیحضرت قدس سرہٗ جانشین حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ

فضیلتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تاریخی نام

طردُ الافاعی عن حمی ہادٍ رفع الرفاعی

۱۳۳۶ھ

از

امام اہلسنت اعلیحضرت علامہ مجدد دین وملت احمد رضا خان قادری برکاتی قدس سرہ العزیز

ترتیب، تلخیص، تخریج

مفتی محمد اشرف رضا قادری مصباحی

ہدیہ دُعائے خیر* باراول ربیع الثانی شریف ۱۴۲۶ھ / مئی ۲۰۰۵ء

بیرونِ جات کے شائقین مطالعہ 15 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرما کر طلب کریں

شرف اشاعت وملنے کا پتہ

ادارہ معارف نعمانیہ

رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

323 ۔ مرکزی جامع مسجد حنفیہ غوثیہ شاد باغ لاہور

E-mail: rizvifoundation@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ

مرسلہ میاں محمد عثمان ولد عبدالقادر محلہ راجپورہ، متصل مانڈوی بڑودہ گجرات

۲۶ر شوال ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ جناب قطب الاقطاب غوث الثقلین میر میراں محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اپنے وقت میں غوث یا قطب الاقطاب نہیں تھے بلکہ سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قطب الاقطاب اور غوث الثقلین تھے اور جناب سید عبدالقادر جیلانی نے جناب سید احمد کبیر رفاعی سے مدینہ منورہ میں چند اولیاء کے ہمراہ بیعت کی ہے۔ یہ بیعت اس وقت ہوئی کہ جب سید احمد کبیر رفاعی کے لئے مزار انور سے دست مبارک نکلا تھا۔ اور اکثر عرب میں سید عبدالقادر جیلانی کو مرقومہ بالا صفتوں سے نہیں مانتا۔ ہاں سید احمد کبیر رفاعی کو مانتے ہیں۔

عمرو کہتا ہے کہ سیدنا احمد کبیر رفاعی کی ولایت اور قطبیت میں ہمیں بالکل کلام نہیں مگر ان کی تفضیل سیدنا جناب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ پر نہیں ہو سکتی اور مدینہ منورہ کی بیعت کا کسی جگہ ثبوت نہیں ملتا۔ اور اکثر عرب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی بہت قدر و منزلت کرتے ہیں اور قطب الاقطاب و غوث الثقلین کی صفتیں حضرت پیران پیر صاحب ہی پر بولی جاتی ہیں۔

اس مضمون پر بڑودہ میں خفیہ خفیہ بحثیں ہوا کرتی ہیں زید کے پیر مرحوم بڑودہ کے رفاعی خاندان کے سجادہ نشین تھے۔ چند روز ہوئے انکا انتقال

ہوگیا ہے یہ انھیں کی تحریک و تحریص (ورغلانا) کا نتیجہ ہے۔ ہم مستفسر نیچے دستخط کرنے والے نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ سید احمد کبیر اور سید عبدالقادر میں قطب الاقطاب اور غوث اعظم کون ہیں اور علماء ما سلف (جو گذر گئے) و حال کس کو مانتے ہیں۔ دوسرے مدینہ منورہ کی بیعت کا اور غوث پاک کی نسبت عقائد اہل عرب کا وافی (بھرپور) و کافی ثبوت کتب معتبرہ سے تحریر فرما کر ممنون (احسان مند) منت فرمائیں۔ آپ کے فتوے کے آنے کے بعد انشاء اللہ اندرونی نقیض (جھگڑا) کا بہت سہولت سے فیصلہ ہو جائے گا اور یہ ابتدائی مواد بڑھ کر مرض ہلاک تک نہ پہونچے گا۔

(۱) محمد عثمان ولد عبدالقادر (۲) منشی سید قطب الدین

(۳) عظیم الدین (۴) چھوٹے خاں

(۵) امام خاں (۶) ننھے بھائی

(۷) غلام رسول بھائی

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اللہ عزوجل فرماتا ہے: قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ[1] تم فرما دو کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ اس آیت کریمہ سے مسلمان کو دو ہدایتیں ہوئیں ایک یہ کہ مقبولان بارگاہ احدیت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل دوسرے کو مفضول نہ بتائے کہ فضل تو اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ دوسرے یہ کہ جب دلیل مقبول سے ایک کی افضلیت ثابت ہو تو اس میں اپنے نفس کی خواہش اپنے ذاتی علاقہ نسب

[1] سورہ آل عمران آیت ۷۳

یانسبت شاگردی یامریدی وغیرہا کو اصلا دخل نہ دے کہ فضل ہمارے ہاتھ نہیں کہ اپنے آباء واساتذہ ومشائخ کو اوروں سے افضل کرہی لیں جسے خدا نے افضل کیا وہی افضل ہے اگرچہ ہمارا ذاتی علاقہ اس سے کچھ نہ ہو اور جسے مفضول کیا وہی مفضول ہے اگرچہ ہمارے سب علاقے اس سے ہوں۔ یہ اسلامی شان ہے مسلمانوں کو اسی پر عمل کرنا چاہیئے۔ اکابر خود رضائے الٰہی میں فنا تھے جسے اللہ عزوجل نے ان سے افضل کیا۔ کیا وہ اس پر خوش ہوں گے کہ ہمارے متوسل (وسیلہ چاہنے) ہمیں اس سے افضل بنائیں۔ حاشاللہ وہ سب سے پہلے اس پر ناراض اور سخت غضبناک ہونگے تو اس سے کیا فائدہ کہ اللہ عزوجل کی عطا کا بھی خلاف کیا جائے اور اپنے اکابر کو بھی ناراض کیا جائے

حضرت عظیم البرکت سیدنا سید احمد کبیر رفاعی قدسنا اللہ بسرہ الکریم بیشک اکابر اولیاء و اعاظم محبوبان خدا سے ہیں۔ امام اجل او حد سیدی ابوالحسن علی بن یوسف نورالملتہ والدین لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار میں فرماتے ہیں " حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرداران مشائخ و اکابر عارفین و اعاظم محققین و افسران مقربین سے ہیں۔ جن کے مقامات بلند اور عظمت رفیع اور کرامتیں جلیل اور احوال روشن اور افعال خارق عادات اور انفاس سچے عجیب فتح اور چمکا دینے والے کشف اور نہایت نورانی دل اور ظاہر تر سِر اور بزرگ تر مرتبہ والے " ۔۔۔ یو ہیں دو ورق میں اس جناب رفعت قباب کے مراتب عالیہ و مناقب سامیہ و کرامات بدیعہ و فضائل رفیعہ ذکر فرماتے ہیں۔

حضرت ممدوح قدس سرہ الشریف کا روضۂ انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم پر حاضر ہونا اور یہ اشعار عرض کرنا سہ

فِی حَالَةِ الْبُعْدِ رُوحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُهَا + تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَهِیَ نَائِبَتِیْ

زمانہ دوری میں، میں اپنی روح کو حاضر کرتا تھا وہ میری طرف سے زمین بوسی کرتی۔

وَهٰذِهٖ نَوْبَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ + فَامْدُدْ يَمِيْنَكَ كَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ

اب جسم کی نوبت ہے کہ حاضر بارگاہ ہے حضور دست مبارک بڑھائیں کہ میرے لب سعادت پائیں۔

اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست مبارک روضۂ انور سے باہر کرنا اور حضرت احمد کبیر رفاعی کا اس کے بوسہ سے مشرف ہونا مشہور و ماثور ہے۔

تنویر الملک برویۃ النبی والملک للامام الجلیل السیوطی میں ہے:

لما[1] وقف سیدی احمد الرفاعی تجاہ الحجرۃ الشریفۃ قال:

فِی حَالَةِ الْبُعْدِ رُوحِیْ كُنْتُ اُرْسِلُهَا　　تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَهِیَ نَائِبَتِیْ

وَهٰذِهٖ نَوْبَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ　　فَامْدُدْ يَمِيْنَكَ كَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ

فخرجت[2] الیہ الید الشریفۃ فقبلها

اور بعینہٖ یہی کرامت جلیلہ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی مذکور و مزبور (لکھا ہوا) ہے۔

---

[1] جب حضرت احمد رفاعی مواجہہ اقدس میں کھڑے ہوئے تو عرض کیا۔م

[2] تو سرکار نے اپنا مبارک ہاتھ ان کی طرف بڑھایا اور انہوں نے اس کو بوسہ دیا۔م

کتاب تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر میں ہے:

"راویوں نے ذکر کیا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حاضر سرکار مدینۂ نور بار ہو کر روضۂ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے اس پر حضور اقدس اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کا دست انور ظاہر ہوا حضرت غوث اعظم نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا۔"

اور تعدد سے کوئی مانع نہیں حضور سرکار غوثیت نے پہلا حج ۵۰۹ھ میں فرمایا ہے جب عمر شریف اڑتیس سال تھی۔ حضور سیدی عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سفر میں ہم رکاب تھے۔ حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ام عبیدہ میں خورد سال تھے حضرت کو گیارھواں سال[1] تھا۔ ممکن کہ اس بار حضور سرکار غوثیت نے یہ اشعار بارگاہ عرش جاہ میں عرض کئے اور ظہور دست اقدس و بوسہ و مصافحہ سے مشرف ہوئے ہوں ـــ جب حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہوئے باتباع سرکار غوثیت انہوں نے بھی وہ اشعار عرض کئے اور سرکار کرم کے اس کرم سے مشرف ہوئے ہوں۔

---

[1] ابن خلکان کی روایت میں چند مہینے ہی کے تھے زیادہ سے زیادہ ـــ یا ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے حیث قال احمد بن ابی الحسن المعروف بابن الرفاعی توفی یوم الخمیس الثانی والعشرین من جمادی الاولی ۵۷۸ھ ثمان وسبعین وخمسمأۃ بام عبیدہ۔ وھو فی عشر السبعین رحمۃ اللہ تعالیٰ مگر روایت بہجۃ الاسرار شریف عنقریب آتی ہے اس پر ۵۰۹ھ میں سات آٹھ برس کے ہوں گے۔ انتہا درجہ دس سال کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ غفرلہ۔

بہر حال اس پر وہ فقرہ تراشیدہ کہ اس وقت حضور قطب العالمین غوث العارفین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رفیع رفاعی کے ہاتھ پر معاذ اللہ بیعت فرمائی کذب محض وافترا خالص و دروغ بے فروغ ہے اور اللہ واحد قہار جھوٹ کو دشمن رکھتا ہے نہ کہ ایسا جھوٹ جس سے زمین و آسمان ہل جائیں۔

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ[1] ــــــ لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ[2] پھر جب وہ گواہان عادل نہ لا سکے تو جو ایسا دعویٰ کریں اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ وقد خاب من افتریٰ[3] خائب و خاسر ہوا جس نے افترا باندھا۔

حضرت رفیع رفاعی کی قطبیت سے کسے انکار ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس کے بعد حضرت سیدی علی بن ھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب ہوئے اور سرکار غوثیت کی عطا سے حضرت خلیل صرصری اپنی ... ت سے سات دن پہلے مرتبۂ قطبیت پر فائز ہوئے ــــ حضرت علی بن ھیتی کا وصال ــــ وصال اقدس سرکار غوثیت سے تین سال بعد ۵۶۴ھ میں ہے۔ پھر حضرت سید رفاعی قطب ہوئے اور ۵۷۸ھ میں وصال ہوا۔

---

[1] سورہ البقرۃ آیت ۱۱۱

[2] سورہ النور آیت ۱۳

[3] سورہ طٰہٰ آیت ۶۱

بہجہ مبارکہ میں ہے ایک روز عارف باللہ ابوالخیر محمد بن محفوظ اور دس حضرات طالبان آخرت اور تین شخص طالبان وزارت وغیرہا مناصب عہدے دنیا حاضر بارگاہ عالم پناہ سرکار غوثیت تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہر ایک اپنی حاجت عرض کرے میں اسے عطا فرماؤں سب نے اپنی اپنی دینی و دنیوی مرادیں عرض کیں۔ ان میں شیخ خلیل صرصری کی غرض یہ تھی کہ میں اپنی زندگی میں مرتبہ قطبیت پاؤں۔ حضور نے فرمایا: كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا[1]۔ یعنی "ہم ان کی اور ان کی سب کی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔" عارف موصوف فرماتے ہیں خدا کی قسم جس نے جو مانگا تھا پایا ______ اسی میں حضرت سیدی ابوعمرو عثمان بن یوسف و حضرت علی بن سلیمان خبّاز و حضرت ابوالغیث ابن جمیل یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ ان سب نے فرمایا قطب الشیخ خلیل الصرصری رحمۃ اللہ تعالیٰ قبل موتہٖ بسبعۃ ایام یعنی حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے قطب کئے گئے۔ یہ قطبیت بمعنی غوثیت ہے اور اقطاب اصحاب خدمت کو بھی کہتے ہیں جو ہر شہر و ہر لشکر میں ہیں شک نہیں کہ ہر غوث اپنے دورہ میں ان سب اقطاب کا افسر و سرور ہے کہ وہ تمام اولیاء دورہ کا سردار ہوتا ہے تو اس معنی پر ہر قطاب یعنی غوث قطب الاقطاب ہے بلکہ غوث کے نیچے جو عہدہ داران تمام اصحاب خدمت کا افسر ہو بایں معنی

---

[1] سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۰

قطب الاقطاب ہے مگر قطب الاقطاب بمعنی اوّل یعنی غوث الاغواث کہ دورِ کل کے غوثوں کا غوث ہو ـــــ غوثوں کو غوثیت اس کی عطا سے ملتی ہو اور غوث اپنے اپنے دورے میں اس کی نیابت سے غوثیت کرتے ہوں۔ وہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضور پر نور محی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ والدین ابو محمد ولی الاولیاء امام الافراد غوث الاغواث غوث الثقلین غوث الکل غوث اعظم سید شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور تا ظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مرتبہ عظمیٰ اسی سرکار غوثیت بار کے لئے ہے گا۔ حضرت رفاعی اور ان کے امثال قبل و بعد کے قطبوں کو حضور پر تفضیل دینی ہوس باطل و نقصان دینی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس کے بیان کو ہم چند احادیث مرفوعۃ الاسانید امام اجل اوحد سیدی نور الملۃ والدین ابو الحسن علی شطنوفی قدس سرہ الشریف کی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار معدن الانوار سے ذکر کرتے ہیں اور اس سے پہلے اتنا واضح کر دیں کہ یہ امام جلیل صرف دو واسطہ سے حضور سرکار غوثیت کے مستفیضین بارگاہ میں ہیں ان کو محدث جلیل القدر ابو بکر محمد ابن امام حافظ تقی الدین انماطی سے تلمذ ہے۔ ان کو امام اجل شہیر علام موفق الدین ابن قدامہ مقدسی سے ان کو حضور قطب الاقطاب غوث الاغواث غوث الثقلین غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

نیز ان کو امام قاضی القضاۃ محمد ابن امام ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی سے ان کو امام ابو القاسم ہبۃ اللہ بن منصور نقیب السادات سے

ان کو حضور سید السادات سے۔

نیز ان کو شیخ جنید ابو محمد حسن بن علی لخمی سے ان کو ابوالعباس احمد بن علی دمشقی سے ان کو سرکار غوثیت سے۔

نیز ان کو امام صفی الدین خلیل بن ابی بکر مراغی و امام عبدالواحد بن علی بن احمد قرشی سے ان دونوں کو امام اجل ابونصر موسیٰ سے ان کو اپنے والد ماجد حضور سیدنا غوث اعظم سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان کے سوا اور بہت سے طرق سے ان امام جلیل کی سند حضور تک ثُنائیَ یعنی صرف دو واسطہ سے ہے۔ ۷۱۳ھ میں ان کا وصال شریف ہے۔ اکابر اجلاّ نے انھیں امام مانا۔ یہاں تک کہ امام فن رجال شمس ذہبی نے باآنکہ اَوّلاً۔ ان کی نگاہ دربارہٗ رجال کس درجہ بلند و دشوار پسند واقع ہوئی ہے۔ ثَانِیًا۔ انھیں حضرات صوفیہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے علوم الٰہیہ سے بہت کم عقیدت بلکہ تقریبا بالکلیہ مجانبت ہے۔ ثَالِثًا۔ اشاعرہ کے ساتھ ان کا برتاؤ معلوم ہے خود ان کے تلمیذ اجل امام تاج الدین سبکی بن امام اجل برکۃ الانام تقی الملۃ والدین علی بن عبدالکافی قدس سرہما نے تصریح فرمائی کہ ہمارے استاذ ذہبی جب کسی اشعری پر گذرتے ہیں تو لگی نہیں رکھتے کچھ باقی نہیں چھوڑتے اور امام اجل صاحب بہجہ اشعری ہیں۔ رَابِعًا۔ معاصرت دلیل منافرت ہے اور ذہبی ان امام جلیل کے زمانے میں تھے ان کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے ہیں بایں ہمہ ان کے مداح ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں انکو الامام الاوحد کے لفظ سے یاد فرمایا۔ یعنی امام یکتا امام الشان ۔ ذہبی کے

یہ دولفظ تمام مدائح ومدارج توثیق وتعدیل واعتماد وتعویل کو جامع ہیں فرماتے ہیں "علی بن یوسف لخمی شطنوفی امام یکتا صاحبِ تعلیم فرقان حمید تمام بلادِ مصر میں شیخ القراء ابوالحسن کنیت ان کی۔ اصل شام سے اور ولادت قاہرہ میں ۶۴۴ھ میں ہوئی اور جامع ازہر میں درس وتعلیم کی صدارت فرمائی میں ان کی مجلس درس میں حاضر ہوا اور ان کی روش وخاموشی سے اُنس پایا۔

امام جلیل عبداللہ بن اسعد یافعی قدس سرہ الشریف مرآۃ الجنان میں فرماتے ہیں۔ "حضورِ پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات شمار سے زیادہ ہیں انھیں سے کچھ ہم نے اپنی کتاب نشر المحاسن میں ذکر کیں اور جتنے مشاہیر اکابر اماموں کے وقت میں نے پائے سب نے مجھے یہی خبر دی کہ سرکار غوثیت کی کرامات متواتر یا قریب تواتر ہیں اور بالاتفاق ثابت ہے کہ تمام جہان کے اولیاء میں کسی سے ایسی کرامتیں ظاہر نہ ہوئیں جیسی حضور پرنور سے ظہور میں آئیں۔ اِس کتاب میں، مَیں اُن میں سے صِرف ایک ذکر کرتا ہوں وہ جسے روایت کیا شیخ امام فقیہ مقری ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد شافعی لخمی نے مناقب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں) اپنی پانچ سندوں سے عظیم اولیاء ہدایت کے نشانوں عارفین باللہ کی ایک جماعت (یعنی سیدی عمر کیمانی وسید عمر بزار وسیدی ابوالسعود مدلل وسیدی ابوالعباس احمد صرصری وامام اجل سیدنا تاج الملۃ والدین ابوبکر عبدالرزاق وسیدی امام ابوعبداللہ محمد بن ابی المعالی بن قائد اوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقد خرجت عن حقی فیہ للہ عزوجل ولک)

سے کہ ایک بی بی اپنا بیٹا خدمت اقدس سرکار غوثیت میں چھوڑ گئیں کہ اس کا دل حضور سے گرویدہ ہے میں اللہ کے لئے اور حضور کے لئے اس پر اپنے حقوق سے درگذری حضور نے اسے قبول فرما کر مجاہدے پر لگا دیا ایک روز ان کی ماں آئیں، دیکھا لڑکا بھوک اور شب بیداری سے بہت زار نزار زرد رنگ ہو گیا ہے اور اسے جَو کی روٹی کھاتے دیکھا جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں دیکھا حضور کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں جسے حضور نے تناول فرمایا ہے۔ عرض کی اے میرے مولیٰ حضور تو مرغ کھائیں اور میرا بچہ جَو کی روٹی! یہ سنکر حضور پر نور نے اپنا دست اقدس ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا "قومی باذن اللہ الذی یحیی وھی رمیم" جی اٹھ اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو جِلائے گا۔ یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً زندہ صحیح سالم کھڑی ہو کر آواز کرنے لگی۔ حضور اقدس نے فرمایا جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے تو جو چاہے کھائے۔

اور انھیں سب ائمہ عارفین نے فرمایا کہ ایک بار حضور کی مجلس وعظ پر ایک چیل چِلّاتی ہوئی گزری اس کی آواز سے حاضرین کے دل مشوش ہوئے حضور نے ہَوا کو حکم دیا اس چیل کا سر لے۔ فوراً چیل ایک طرف گری اور اس کا سر دوسری طرف۔ پھر حضور نے کرسی وعظ سے اتر کر اس چیل کو اٹھا کر اس پر دست اقدس پھیرا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا فوراً وہ چیل زندہ ہو کر سب کے سامنے اڑتی چلی گئی۔

قادرا قدرت تو داری ہرچہ خواہی آن کنی
مردہ را جانے دہی و زندہ را بیجاں کنی

امام محدث شیخ القراء شمس الملۃ والدین ابوالخیر محمد محمد محمد بن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ کتاب نہایۃ الدرایات فی اسماء رجال القراءت میں فرماتے ہیں:
"علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاد نورالدین ابوالحسن لخمی شطنوفی شافعی، استاد محقق بارع یعنی ایسے جلیل فضائل والے کہ انھیں دیکھ کر آدمی حیرت میں رہ جائے۔ تمام بلاد مصریہ کے شیخ ۶۴۴ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر میں مسند درس پر جلوس فرمایا اور ان کے فوائد و تحقیق کے باعث لوگوں کا ان پر ہجوم ہوا اور مجھے خبر پہونچی ہے کہ شاطبیہ مبارکہ پر ان کی شرح ہے اگر یہ شرح ملتی تو اس کی سب شرحوں سے بہترین شرح ہوتی۔ ان کے حواشی فائدہ بخش ہیں۔ ذہبی نے کہا ان کو سرکار غوثیت سے عشق تھا حضور کے حالات و کمالات تین مجلد میں جمع کئے ہیں۔ میں شمس جزری فرماتا ہوں کہ یہ کتاب قاہرہ میں خانقاہ حضرت صلاح الدین انار اللہ برھانہ کے وقف میں موجود ہے۔ ہمارے استاذ حافظ الحدیث محی الدین عبدالقادر حنفی وغیرہ استاذوں نے ہمیں اس کتاب کی روایات کی خبر و مضامین کی اجازت دی۔ حضرت مصنف کتاب ممدوح کا روز شنبہ وقت ظہر وصال ہوا اور روز یکشنبہ بیسویں ذی الحجہ ۷۱۳ھ کو دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

امام عمر بن عبدالوہاب فرضی حلبی نے اپنے نسخۂ کتاب مبارک بہجۃ الاسرار شریف پر لکھا "بیشک میں نے اس کتاب بہجۃ الاسرار شریف کو اول تا آخر جانچا تو اس میں کوئی روایت ایسی نہ پائی جسے اور متعدد اصحاب نے روایت نہ کیا ہو اور اس کی روایتیں امام یافعی نے اسنیٰ المفاخر ونشر المحاسن

و روض الریاحین میں نقل کیں۔ یوہیں شمس الدین زکی حلبی نے کتاب الاشراف میں۔ اور سب سے بڑی چیز جو بہجۃ شریفہ میں نقل کی حضور کا مردے جلانا ہے جیسے وہ مرغ زندہ فرما دیا اور مجھے اپنی جان کی قسم یہ روایت امام تاج الدین سبکی نے بھی نقل کی اور یہ کرامت ابن الرفاعی وغیرہ اولیاء سے بھی منقول ہوئی اور کہاں یہ منصب کسی غبی جاہل حاسد کو جس نے اپنی عمر تحریر سطور کے سمجھنے میں کھوئی اور تزکیہ نفس و توجہ الی اللہ چھوڑ کر اسی پر بس کی کہ اسے سمجھ سکے جو کچھ تصرفوں کی قدرت اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں کو دنیا میں آخرت میں عطا فرماتا ہے اسی لئے سیدنا جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "ہمارے طریقے کا سچ ماننا بھی ولایت ہے۔"

اقول بحمد اللہ تعالیٰ یہ تصدیق ہے امام مصنف قدس سرہ کے اس ارشاد کی خطبۂ بہجۃ کریمہ میں فرمایا: لخصته کتابا مفردا مرفوع الاسانید معتمدا فیھا علی الصحۃ دون الشذوذ یعنی میں نے اسے کتاب یکتا کر کے مہذب و منقح فرمایا اور اس کی سندیں منتہیٰ (آخر) تک پہونچائیں جن میں خاص اس صحت پر اعتماد کیا کہ شذوذ سے منزہ ہو یعنی خالص صحیح و مشہور روایات لیں جن میں نہ ضعیف ہے نہ غریب و شاذ والحمد للہ رب العالمین۔

امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ میں فرماتے ہیں "علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی امام یکتا نور الدین ابو الحسن دیار مصر میں شیخ القراء۔ قاہرہ میں ۶۴۴ھ میں

پیدا ہوئے اور جامع ازہر میں مسند تدریس پر جلوس فرمایا، طلبہ کا ان پر ہجوم ہوا۔ ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں انتقال فرمایا۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دھلوی زبدۃ الاسرار میں فرماتے ہیں بہجۃ الاسرار تصنیف شیخ امام اجل فقیہہ عالم مقری یکتا بارع نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف شافعی لخمی ان میں اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دو واسطے ہیں۔"

نیز اپنے رسالہ صلاۃ الاسرار میں فرماتے ہیں "کتاب عزیز بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار معتبر و مقرر و مشہور و مذکور است و مصنف آں کتاب از مشاہیر و علماست میان وے و حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو واسطہ است و مقدم است بر امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ ایشاں نیز از منتسبان سلسلہ و محبان جناب غوث الاعظم اند۔" اسی میں ہے "ایں فقیر در مکہ معظمہ بود در خدمت شیخ اجل اکرم اعدل شیخ عبدالوھاب متقی کہ مرید امام ھمام حضرت شیخ علی متقی قدس اللہ سرھما بودند فرمودند بہجۃ الاسرار کتاب معتبر ست ما نزدیک ایں زمان مقابلہ کردہ ایم و عادت شریف چناں بود کہ اگر کتابے مفید و نافع باشد مقابلہ می کردند و تصحیح می نمودند دریں وقت کہ فقیر رسید بمقابلۂ بہجۃ الاسرار مشغول بودند۔"

الحمدللہ ان عبارات ائمہ واکابر سے واضح ہوا کہ امام ابوالحسن علی نورالدین مصنف کتاب مستطاب پاکیزہ بہجۃ الاسرار امام اجل امام یکتا محقق بارع فقیہہ شیخ القراء منجملہ مشاہیر مشائخ و علماء ہیں اور یہ کتاب مستطاب معتبر و معتمد کہ

اکابر ائمہ نے اس سے استناد کیا اور کتب حدیث کی طرح اس کی اجازتیں لیں دیں۔ کتب مناقب سرکار غوثیت میں باعتبار علوّ اسانید اس کا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں موطائے امام مالک کا اور کتب مناقب اولیاء میں باعتبار صحت اسانید اس کا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں صحیح بخاری کا بلکہ صحاح میں شاذ بھی ہوتی ہیں اور اس میں کوئی حدیث شاذ بھی نہیں۔ امام بخاری نے صرف صحت کا التزام کیا اور ان امام جلیل نے صحت و عدم شذوذ دونوں کا اور بشہادت علامہ عمر حلبی وہ التزام تام ہوا کہ اس کی ہر حدیث کے لئے متعدد متابع موجود ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

ایسے امام اجل اوحد نے ایسی کتاب جلیل معتمد میں جو احادیث صحیحہ اس باب میں روایت فرمائی ہیں یہاں عدد مبارک قادریت سے تبرک کے لئے ان میں سے گیارہ حدیثیں ذکر کر کے باذنہ تعالیٰ برکات دارین میں وباللہ التوفیق۔

حدیث اوّل حضرت ابوالحسن علی بن یوسف نے فرمایا کہ ہم سے ابو محمد سالم بن علی دمیاطی نے حدیث بیان کی کہا ہم کو چھ مشائخ کرام پیشوایان عراق حضرت ابو طاہر صرصری و ابوالحسن خفاف و ابو حفص بریدی و ابوالقاسم عمر الدردانی و شیخ ابوالولید زید بن سعید و شیخ ابو عمر و عثمان بن سلیمان نے خبر دی ان سب نے فرمایا کہ ہم کو حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بھانجوں حضرت ابوالفرج عبدالرحیم و ابوالحسن علی نے خبر دی کہ ہم اپنے شیخ حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کی خانقاہ مبارک ام عبیدہ میں حاضر تھے حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اپنی گردن مبارک بڑھائی اور فرمایا علی رقبتی میری گردن پر ہم نے اس کا سبب پوچھا فرمایا اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد میں فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں تمام اولیاء اللہ کی گردن پر۔

حدیث دوم تا پنجم

حضرت ابوالحسن نے فرمایا کہ ہم سے فقیہ جلیل القدر رزق اللہ بن محمد بن علی بن احمد بن یوسف رقی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو شیخ صالح ابواسحاق ابراہیم رقی نے خبر دی کہ ہم کو منصور نے خبر دی کہ ہم کو شیخ امام ابوعبداللہ محمد بن ماجد رقی نے خبر دی ــــ نیز ہمیں سند عالی سے ابوالفتوح نصراللہ بن یوسف بن خلیل بغدادی محدث نے خبر دی کہ ہم کو شیخ ابوالعباس احمد بن اسماعیل بن حمزہ ازجی نے خبر دی کہ ہم کو ابوالمظفر منصور بن مبارک وامام ابومحمد عبداللہ بن ابی الحسن اصبہانی نے خبر دی۔ ان سب حضرات نے فرمایا کہ ہم نے سید شریف شیخ امام ابوسعید قَیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اس وقت اللہ عزوجل نے ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ ان کے لئے خلعت بھیجی اور تمام اولیائے اولین وآخرین کا مجمع ہوا جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرما گئے تھے ان کی ارواح طیبہ آئیں۔ ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا۔ ملائکہ ورجال الغیب کا اس وقت ہجوم تھا ہوا میں پرے باندھے کھڑے تھے تمام افق ان سے

بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو۔
والحمد للہ رب العالمین ؎

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اُونچے اُونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
تاج فرق عرفاء کس کے قدم کو کہئے
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا
گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے
کشفِ ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

حدیث ششم

حضرت ابوالحسن علی شطنوفی فرماتے ہیں کہ ہم کو ابو محمد حسن بن احمد بن محمد اور خلف بن احمد بن محمد حریمی نے خبر دی کہ ہم کو میرے جد محمد بن دلف نے خبر دی کہ ہم کو شیخ ابوالقاسم بن ابی بکر بن محمد نے خبر دی کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرف ہوا کرتے تھے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کو دیکھا عرض کی یا رسول اللہ، شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے فرمایا۔ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور

ہیں ان کا نگہبان۔ کلب باب عالی عرض کرتا ہے الحمد اللہ، اللہ عزوجل نے ہمارے آقا کو اس کہنے کا حکم دیا کہتے وقت ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم نے خلعت بھیجا۔ تمام اولیاء اولین وآخرین جمع کئے گئے سب کے مواجہہ میں پہنایا گیا۔ ملائکہ کا جمگھٹ ہوا۔ رجال الغیب نے سلامی دی تمام جہان کے اولیاء نے گردنیں جھکا دیں۔ اب جو چاہے راضی ہو جو چاہے ناراض۔ جو راضی ہو اس کے لئے رضا۔ جو ناراض ہو اس کے لئے ناراضی جس کا جی جلے اس سے کہو موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور، مرجاؤ اپنی جلن میں بیشک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔ وللہ الحجۃ البالغۃ۔

حدیث ہفتم حضرت ابوالحسن علی لخمی شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہم سے حسن بن نجیم حورانی نے حدیث بیان کی کہا ہم کو ولی جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہا میں نے حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے آدمیوں کے لئے پیر ہیں قوم جن کے لئے پیر ہیں فرشتوں کے لئے پیر ہیں اور میں سب کا پیر ہوں۔ اور میں نے حضور کو اس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان وزمین میں۔ مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو۔ صدقت یا سیدنا وانت واللہِ الصادق المصدوق۔

حدیث ہشتم امام اوحد حضرت علی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم کو ابوالمعالی صالح بن احمد مالکی نے خبر دی کہ ہم کو دو مشائخ کرام نے خبر دی ایک شیخ ابوالحسن بغدادی معروف بہ خفاف دوسرے شیخ ابومحمد عبداللطیف بغدادی معروف بہ مسطرز۔ اول نے کہا ہمارے پیر و مرشد حضرت شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی قدس سرہ نے ہمارے سامنے ۵۸۰ھ میں فرمایا۔ اور دوم نے کہا ہم کو ہمارے مرشد حضرت عبدالغنی بن نقطہ نے خبر دی کہ ان کے سامنے ان کے مرشد حضرت شیخ ابوعمرو عثمان صریفینی قدس سرہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اولیاء میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ کا مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے ؎

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین و حریم
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

حدیث نہم امام یکتا سیدی ابوالحسن لخمی علیہ الرضوان نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو شیخ ابوالمحاسن یوسف بن احمد بصری نے خبر دی کہ میں نے شیخ عالم ابوطالب عبدالرحمن بن محمد ھاشمی واسطی سے سنا کہتے تھے میں نے شیخ جمال الملۃ والدین حضرت ابومحمد بن عبد بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بصرہ میں سنا۔ ان سے سوال ہوا تھا کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں یا انتقال ہوا۔ فرمایا میں حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا اور عرض کی مجھے حضرت شیخ عبدالقادر کے حال سے خبر دیجئے، حضرت خضر نے فرمایا وہ آج تمام محبوبوں میں یکتا اور تمام اولیاء کے قطب ہیں اللہ تعالیٰ

نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہونچایا جس سے اعلیٰ مقام شیخ عبدالقادر کو نہ دیا
ہو، نہ کسی حبیب کو اپنا جام محبت پلایا جس سے خوش گوار تر شیخ عبدالقادر نے
نہ پیا ہو۔ نہ کسی مقرب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبدالقادر اس سے بزرگ تر نہ ہوں
اللہ تعالیٰ نے ان میں اپنا وہ راز ودیعت رکھا ہے جس سے وہ جمہور اولیاء پر
سبقت لے گئے۔ اللہ عزوجل نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک
دیگا سب شیخ عبدالقادر کے حضور ادب کئے ہوئے ہیں ؎

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

قال رفع اللہ تعالیٰ درجاتہ فی الفردوس۔ ہم کو سید حسینی

حدیث دہم ابو عبداللہ محمد بن خضر موصلی نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد ماجد
کو فرماتے سنا کہ ایک روز میں حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور
حاضر تھا میرے دل میں خطرہ آیا کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت
کروں۔ حضور نے فرمایا کیا شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں،
حضور نے تھوڑی دیر سر مبارک جھکایا پھر مجھ سے فرمایا اے خضر لو یہ ہیں شیخ احمد،
اب جو میں دیکھوں تو اپنے آپ کو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا اور میں نے
ان کو دیکھا کہ رعب دار شیخ ہیں میں کھڑا ہوا اور انھیں سلام کیا اس پر حضرت
رفاعی نے مجھ سے فرمایا اے خضر! وہ جو شیخ عبدالقادر کو دیکھے جو تمام اولیاء
کے سردار ہیں وہ اور میرے دیکھنے کی تمنا!! میں تو ان ہی کی رعیت میں سے
ہوں یہ فرما کر میری نظر سے غائب ہو گئے۔ پھر حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے وصال اقدس کے بعد میں بغداد شریف سے حضرت سیدی احمد رفاعی کی زیارت کو ام عبیدہ گیا انھیں دیکھا تو وہی شیخ تھے جن کو میں نے اس دن حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دیکھا تھا۔ اس وقت کے دیکھنے نے کوئی اور زیادہ ان کی شناخت مجھے نہ دی۔ حضرت رفاعی نے فرمایا اے خضر! کیا پہلی ملاقات تمھیں کافی نہ تھی۔

قال جمعنا اللہ تعالیٰ وایاہ یوم الحشر تحت لواء الحضرۃ

حدیث یازدہم الغوثیۃ ہم کو ابوالقاسم محمد بن عُبادہ انصاری حلبی نے خبر دی کہ میں نے شیخ عارف باللہ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمود بعلبکی مقری کو فرماتے سُنا۔ کہا میں نے اپنے مرشد امام ابو عبداللہ بطائحی کو سُنا کہ فرماتے تھے کہ حضور سرکار غوثیت کے زمانہ میں ام عبیدہ گیا اور حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں چند روز مقیم رہا ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا ہمیں حضرت شیخ عبدالقادر کے کچھ مناقب واوصاف سناؤ۔ میں نے کچھ مناقب شریفہ ان کے سامنے بیان کیں میرے اثنار بیان میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ کیا ہے اور حضرت سید رفاعی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہمارے سامنے ان کے سوا کسی کے مناقب نہ ذکر کرو یہ سنتے ہی حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ فوراً اس کا دم نکل گیا لوگ اس کی لاش اٹھا کر لے گئے پھر حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر کے مناقب کون بیان کر سکتا ہے شیخ عبدالقادر کے مرتبہ کو کون پہونچ سکتا ہے۔ شریعت کا دریا ان کے داہنے

ہاتھ پر ہے۔ اور حقیقت کا دریا ان کے بائیں ہاتھ پر جس میں سے چاہیں پانی لیں ہمارے اس وقت میں شیخ عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں۔ امام ابو عبداللہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضرت رفاعی کو سنا کہ اپنے بھانجوں اور اکابر مریدین کو وصیت فرماتے تھے ایک شخص بغداد مقدس کے ارادے سے ان سے رخصت ہونے آیا تھا فرمایا جب بغداد پہونچو تو حضرت شیخ عبدالقادر اگر دنیا میں تشریف فرما ہوں تو ان کی زیارت اور اگر پردہ فرما جائیں تو ان کے مزار مبارک کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرنا کہ اللہ عزوجل نے ان سے عہد فرما رکھا ہے کہ جو کوئی صاحبِ حال بغداد آئے اور ان کی زیارت کو حاضر نہ ہو اس کا حال سلب ہو جائے۔ اگرچہ اس کے مرتے ذقت۔ پھر حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر حسرت ہیں اس پر جسے ان کا دیدار نہ ملا۔

یہ کمینہ بندہ بارگاہ عرض کرتا ہے ؎

اے حسرت آنانکہ ندید ند جمالت
محروم مدار ایں سگ خود را از نوالت

بحرمة جدك الكريم عليه ثم عليك الصلاة والتسليم

مسلمان ان احادیث صحیحہ جلیلہ کو دیکھے اور اس شخص کے مثل اپنا حال ہونے سے ڈرے جس کا خاتمہ حضرت غوثیت کی شان میں گستاخی اور حضرت سید رفاعی کے غضب پر ہوا۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

اے شخص ظاہر شریعت میں حضرت سرکار غوثیت کی محبت بایں معنی رکن ایمان نہیں کہ جو ان سے محبت نہ رکھے شرع اسے فی الحال کافر

ہے یہ تو صرف انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے ہے مگر واللہ کہ ان کے مخالف سے اللہ عزوجل نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے۔ خصوص کا انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے عبدالقادر کا انکار قادر مطلق عزوجلالہ کے انکار کی طرف کیونکر نہ لے جائے گا ؎

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا
شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

والعیاذ باللہ القادر رب الشیخ عبد القادر وصلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علی جد الشیخ عبد القادر ثم علی الشیخ عبد القادر ـــــ آمین

تذییل اخیر میں ہم دو جلیل القدر اجلہ مشاہیر علماء کبار مکہ معظمہ کے کلمات ذکر کریں جن کی وفات کو تین تین سو برس سے زائد ہوئے۔ اوّل امام اجل ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ دوم علامہ علی قاری مکی حنفی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ وغیرہ کتب جلیلہ۔ دو غرض سے ایک یہ کہ اگر دو سطر و دوں مخذولوں گمناموں مجہولوں واسطی قربانی کی طرح کسی کے دل میں کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف سے آگ ہو تو ان سے لاگ کی تو کوئی وجہ نہیں یہ بالاتفاق اجلہ اکابر علماء ہیں دوسرے یہ کہ دونوں صاحب اکابر مکہ معظمہ سے ہیں تو اس افتراء کا جواب ہوگا جو مخالف نے اہل عرب پر کیا حالانکہ غالباً تاریخ الحرمین وغیرہ میں ہے اور حاضری حرمین طیبین سے مشرف ہونے والا جانتا ہے کہ اہل حرمین طیبین بعد حضور پر نور سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے اٹھتے بیٹھتے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہیں اور حضور کے برابر کسی کا نام نہیں لیتے۔ ان حضرات کی بھی گیارہ ہی عبارات نقل کریں۔

(۱) علامہ علی قاری حنفی مکی متوفی ۱۰۱۴ھ کتاب نزہۃ الخاطر الفاطر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر میں فرماتے ہیں " بیشک مجھے اکابر سے پہونچا کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بخیال فتنہ وبلایہ خلافت ترک فرمائی اللہ عزوجل نے اس کے بدلے ان میں اوران کی اولاد امجاد میں غوثیت عظمیٰ کا مرتبہ رکھا پہلے قطب اکبر خود حضور سیدنا امام حسن ہوتے اور اوسط میں صرف حضور سیدنا سید شیخ عبدالقادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اس عبارت میں لفظ حصر ملحوظ رہے۔

(۲) اسی میں ہے حضرت حماد دباس حضور سیدنا غوث اعظم کے مشائخ سے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ایک روز انہوں نے سرکار غوثیت کی غُیْبَت میں فرمایا ان جوان سید کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا انھیں اللہ عزوجل حکم دیگا کہ فرمائیں میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اوران کے زمانے میں جمیع اولیاء اللہ ان کے لئے سر جھکائیں گے اوران کے ظہور مرتبہ کے سبب ان کی تعظیم بجالائیں گے۔ مامور من اللہ ہونا ملحوظ رہے اور جمیع اولیاء زمانہ میں بیشک حضرت سیدی رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی داخل۔

(۳) اسی میں ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" فرمانا اور اولیاء حاضرین وغائبین کا گردنیں جھکانا اور

قدم مبارک اپنی گردنوں پر لینا اور ایک شخص کا انکار کرنا اور اس کی ولایت سلب ہو جانا بیان کرکے فرماتے ہیں وهذا بينة مبينة على انه قطب الاقطاب و الغوث الاعظم۔ یہ روشن دلیل قاطع ہے اس پر کہ حضور تمام قطبوں کے قطب اور غوث اعظم ہیں۔

④ اسی میں ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی اپنے اوپر نعمتیں ظاہر فرمانے کو جو کلام ارشاد فرمائے ان میں سے یہ ہے کہ فرمایا مجھ میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان اور زمین میں۔ مجھے کسی سے نسبت نہ دو اور مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو ـــ اس پر علامہ علی قاری فرماتے ہیں اس لئے کہ سلاطین کا رعیت پر قیاس نہیں ہوتا اور یہ سب غیب کے فتوحات سے ہے جو ہر عیب سے پاک وصاف ہے۔

⑤ اسی میں ہے۔ امام عبداللہ بن علی بن عصرون تمیمی شافعی سے روایت ہے میں جوانی میں طلب علم کے لئے بغداد گیا۔ اس زمانہ میں ابن السقا مدرسہ نظامیہ میں میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا ہم عبادت اور صالحین کی زیارت کرتے تھے بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے اور ان کی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں جب چاہیں نظروں سے چھپ جائیں ایک دن میں اور ابن السقا اور اپنی نوعمری کی حالت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ان غوث کی زیارت کو گئے راستہ میں ابن السقا نے کہا آج ان سے وہ مسئلہ پوچھونگا جس کا جواب انھیں نہ آئے گا۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ الاعلیٰ نے فرمایا معاذ اللہ کہ میں ان کے سامنے ان سے کچھ پوچھوں میں

توان کے دیدار کی برکتوں کا منتظر رہوں گا۔ جب ہم ان غوث کے یہاں حاضر ہوئے ان کو اپنی جگہ نہ دیکھا تھوڑی دیر میں دیکھا تشریف فرما ہیں۔ ابن السقا کی طرف نگاہ غضب کی اور فرمایا تیری خرابی اے ابن السقا تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ۔ بیشک میں کفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی دیکھ رہا ہوں۔ پھر میری طرف نظر کی اور فرمایا اے عبداللہ تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے کہ دیکھو میں کیا جواب دیتا ہوں تمھارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ۔ ضرور تم پر دنیا اتنا گوبر کریگی کہ کان کی لوتک اس میں غرق ہو گے بدلہ تمھاری بے ادبی کا۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر کی طرف نظر کی اور حضور کو اپنے نزدیک کیا اور حضور کا اعزاز کیا اور فرمایا اے عبدالقادر بیشک آپ نے اپنے حسن ادب سے اللہ و رسول کو راضی کیا گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمع بغداد میں کرسی وعظ پر تشریف لے گئے اور فرمارہے ہیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اور تمام اولیاء وقت نے آپکی تعظیم کے لئے گردنیں جھکائی ہیں۔ وہ غوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئے کہ پھر ہم نے انھیں نہ دیکھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو نشان قرب ظاہر ہوگئے کہ وہ اللہ عزوجل کے قرب میں ہیں خاص و عام ان پر جمع ہوئے اور انھوں نے فرمایا میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور اولیاءِ وقت نے اس کا ان کے لئے اقرار کیا۔ اور ابن السقا ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوا اور اس سے نکاح کی درخواست کی اس نے نہ مانا مگر یہ کہ نصرانی ہو جائے اس نے قبول کر لیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔ رہا میں میرا دمشق جانا ہوا وہاں سلطان نورالدین شہید نے مجھے افسر اوقاف کیا اور دنیا بکثرت میری طرف آئی۔

غوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا۔" اولیاء وقت میں حضرت رفاعی بھی ہیں۔ یہ مبارک روایت بہجۃ الاسرار شریف میں دو سندوں سے ہے اور ایک یہی کیا۔ علامہ علی قاری نے اس کتاب میں چالیس روایات اور بہت کلمات ذکر کئے سب بہجۃ الاسرار شریف سے ماخوذ ہیں۔ یوہیں اکابر ہمیشہ اس کتاب مبارک کی احادیث سے استناد کرتے آئے مگر محروم محروم ہے۔

(۶) اسی میں ہے "حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے عزت پروردگار کی قسم بیشک سعید و شقی سب مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں بیشک میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں ہے میں تم سب پر اللہ کی حجت ہوں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا نائب اور تمام زمین میں ان کا وارث ہوں اور فرمایا کرتے آدمیوں کے پیر ہیں قوم جن کے پیر ہیں فرشتوں کے پیر ہیں اور میں ان سب کا پیر ہوں۔" علی قاری اسے نقل کر کے عرض کرتے ہیں اللہ عزوجل کی رضوان حضور پر ہو اور حضور کے برکات سے ہم کو نفع دے۔

(۷) اسی میں ہے "سید کبیر قطب شہیر سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا شیخ عبدالقادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر ان کے داہنے ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندر ان کے بائیں ہاتھ جس میں سے چاہیں پانی لیں اس ہمارے وقت میں سید عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۸) امام ابن حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں "کبھی اولیاء کو کلمات بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ جو ان کے مقامات عالیہ سے ناواقف ہے اسے اطلاع ہو یا شکر الٰہی اور اس کی نعمت کا اظہار کرنے کیلئے

جیساکہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ہوا کہ انھوں نے اپنی مجلس وعظ میں دفعتاً فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کے گردن پر فوراً تمام دنیا کے اولیاء نے قبول کیا (اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیاء جن نے بھی) اور سب نے اپنے سر جھکا دیئے اور سرکار غوثیت کے حضور جھک گئے اور ان کے ارشاد کا اقرار کیا مگر اصبہان میں ایک شخص منکر ہوا فوراً اس کا حال سلب ہو گیا۔"

(۹) پھر فرمایا "حضور کے ارشاد پر جنھوں نے اپنے سر جھکائے ان میں سے (سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے پیران پیر) حضرت سیدی عبدالقاہر ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور کہا (گردن کیسی) میرے سر پر میرے سر پر۔ اور ان میں سے حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انھوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی انھیں میں سے ہے جنکی گردن پر حضور کا پاؤں ہے۔ اس کہنے اور گردن جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر لہذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ یہ چھوٹا سا احمد بھی انھیں میں سے ہے۔ اور انھیں میں سے حضرت سیدی ابومدین شعیب مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے سر مبارک جھکایا اور کہا میں بھی انھیں میں ہوں الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے قدمی کا ارشاد سنا اور حکم مانا۔ اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گردن مبارک بچھائی اور کہا سچ فرمایا سچے مانے ہوئے سچے نے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(۱۰) پھر فرمایا "اولیاء کرام جو ہم نے ذکر کئے یعنی حضرت نجیب الدین سہروردی

وحضرت سید احمد رفاعی وحضرت شعیب مغربی وحضرت عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم انھوں نے اور ان کے سوا اور بہت عارفین کرام نے تصریح فرمائی کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا بلکہ اللہ عزوجل نے ان کی قطبیت کبریٰ ظاہر فرمانے کے لئے انھیں اس فرمانے کا حکم دیا ولہٰذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ بچھاتا اور قدم مبارک اپنی گردن پہ نہ لیتا بلکہ متعدد سندوں سے بہت اولیاء کرام متقدمین سے مروی ہوا کہ انھوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارکہ سے تقریباً سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہوں گے اور یہ فرمائیں گے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر اس فرمانے پر اس وقت کے تمام اولیاء ان کے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اور اس قدم کے سایہ میں داخل ہوں گے۔ اللھم لك الحمد وصل علی محمد وابنہ وذویہ۔

(۱۱) پھر فرمایا "امام ابو سعید عبداللہ بن ابی عصرون نے جو اپنے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے ذکر فرمایا کہ میں بغداد مقدس میں طلب علم کے لئے گیا، ابن السقا اور میں مدرسہ نظامیہ میں شریک درس تھے اور اس وقت بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے تھے" (وہی پوری حدیث کہ ۵ میں گذری۔ ان غوث کا ہمارے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت دینا کہ آپ برسر منبر مجمع میں فرمائیں گے میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور تمام اولیائے عصر آپ کے قدم پاک کی تعظیم کے لئے اپنی گردنیں خم کریں گے اور پھر ایسا ہی واقع ہونا۔ حضور کا یہ ارشاد فرمانا اور تمام اولیاء عالم کا اقرار کرنا کہ بیشک حضور کا قدم ہم سب کی گردن پر ہے) آخر میں امام ابن حجر نے فرمایا وھذہ الحکایۃ کادت ان تتواتر فی المعنی لکثرۃ ناقلھا وعدالتھم یعنی یہ حکایت قریب تواتر کے ہے کہ اس کے ناقلین بکثرت ثقہ عادل ہیں۔ فتاویٰ حدیثیہ نے ابن السقا کی بدانجامی میں یہ اور زائد کیا کہ جب وہ بدبخت کہ بڑا جید عالم اور علوم شرعیہ میں اپنے اکثر اہل زمانہ پر فائق اور حافظ قرآن اور علم مناظرہ میں کمال سربرآوردہ تھا جس سے جس علم میں مناظرہ کرتا اسے بند کر دیتا ایسا شخص جب شانِ

غوث میں گستاخی کی شامت سے معاذ اللہ معاذ اللہ نصرانی ہو گیا۔ بادشاہ نصاریٰ نے اسے بیٹی تو بیدی مگر جب بیمار پڑا اسے بازار میں پھینکوا دیا بھیک مانگتا اور کوئی نہ دیتا ایک شخص کہ اسے پہچانتا تھا گذرا اس سے پوچھا تو تو حافظ تھا اب بھی قرآن کریم میں سے کچھ یاد ہے! کہا سب محو ہو گیا صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ [1] کتنی تمنائیں کریں گے وہ جنھوں نے کفر اختیار کیا کہ کسی طرح مسلمان ہوتے۔ امام ابن عصرون فرماتے ہیں پھر ایک دن میں اسے دیکھنے گیا اسے پایا کہ گویا اس کا سارا بدن آگ سے جلا ہوا ہے وہ نزع میں تھا میں نے اسے قبلہ کی طرف کیا وہ پورب کو پھر گیا میں نے پھر قبلہ کو کیا وہ پھر پھر گیا۔ اسی طرح میں جتنی بار اسے قبلہ رخ کرتا وہ پورب کو پھر جاتا یہاں تک کہ پورب ہی کی طرف منہ کئے اس کا دم نکل گیا وہ ان غوث کا ارشاد یاد کیا کرتا اور جانتا تھا کہ اسی گستاخی نے اس بلا میں ڈالا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اگر کہیے پھر اسلام کیوں نہیں لاتا تھا کلمہ پڑھ لینا کیا مشکل تھا؟

اقول اس کا جواب قرآن عظیم دے گا، وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ [2] تم کیا چاہو جب تک اللہ نہ چاہے جو مالک سارے جہان کا۔ اور فرماتا ہے؛ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ [3] کوئی نہیں بلکہ ان کی بداعمالیوں نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دی ہے۔ اور فرماتا ہے: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ [4] یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی کہ اب انھیں کچھ سمجھ نہ رہی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

امام ابن حجر فرماتے ہیں "اس واقعہ میں اولیاء کرام پر انکار سے کمال جھڑکنا اور سخت منع ہے اس خوف سے کہ منکر اس مہلک فتنے میں پڑ جائے گا جو ہمیشہ ہمیشہ کا ہلاک ہے اور جس سے بدتر کوئی خباثت نہیں جس میں ابن السقا پڑ گیا۔ اللہ عزوجل کی پناہ۔ ہم اللہ عزوجل سے اس کے وجہ کریم اور اس کے حبیب رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کے وسیلے سے مانگتے ہیں کہ ہم کو اپنے احسان وکرم کے ساتھ اس سے اور ہر فتنہ ومحنت سے امان بخشے۔ نیز اس واقعہ میں کمال ترغیب ہے اس کی کہ اولیاء کرام کے ساتھ

---

[1] سورۃ الحجر آیت ۲۔ [2] سورۃ التکویر آیت ۲۹ [3] سورہ المطففین آیت ۱۴ [4] سورہ المنافقون آیت ۳

عقیدت وادب رکھیں اور جہاں تک ہو ان پر نیک گمان کریں"۔

فقیر کوئے قادری امید کرتا ہے کہ اتنے بیان میں اہل انصاف وسعادت کے لئے کفایت ہو اللہ عزوجل مسلمان بھائیوں کو اتباع حق وادب اولیاء کی توفیق دے اور ابن السقا بجہنم اس شخص کے حال سے پناہ دے جس نے بزعم خود حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حق نیازمندی ادا کیا اور نتیجہ معاذ اللہ وہ ہوا کہ سید کبیر کے غضب اور حضور غوثیت کی سرکار میں اسارت ادب پر خاتمہ ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے برادر! مقتضائے محبت اتباع وتصدیق ہے نہ کہ نزاع وتکذیب۔ سچا محب حضرت احمد کبیر کے ارشادات کو بالائے سر لے گا اور جس بارگاہ ارفع کو انھوں نے سب سے ارفع بتایا اور ان کا قدم اقدس اپنے سر مبارک پر لیا انھیں کو ارفع واعظم مانے گا۔ عبد الرزاق محدث شیعی تھا مگر حضرات عالیہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے افضل کہتا۔ اس سے پوچھا جاتا تو جواب دیتا "کفی بی وزراان احبہ ثم اخالفہ" یعنی امیر المومنین نے خود حضرات شیخین کو اپنے نفس کریم سے افضل بتایا ہے مجھے یہ گناہ بہت ہے کہ علی سے محبت رکھوں پھر ان کا خلاف کروں۔

واقعی تکذیب ومخالفت اگرچہ بزعم عقیدت ومحبت ہو اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اللہ عزوجل اپنے محبوبوں کا حسن ادب روزی کرے اور انھیں کی محبت پر خاتمہ فرمائے اور انھیں کے گروہ پاک میں اٹھائے۔ آمین آمین آمین۔

بجاہہم عندک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین الی یوم الدین عدد کل ذرۃ ذرۃ الف الف الف مرۃ فی کل آن وحین الی ابد الآبدین آمین والحمد للہ رب العالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ — کہ تلوا تاج اہل دل ہے یا غوث
مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل — بحکم اولیاء باطل ہے یا غوث
وہ کیا جانے گا فضل مرتضیٰ کو — جو تیرے فضل کا جاہل ہے یا غوث
ستم کوری وہابی رافضی کی — کہ ہندو تک ترا قائل ہے یا غوث

رضا کے سامنے کی تاب کس میں
فلک وار اس پہ تیرا ظل ہے یا غوث

اعلیٰ حضرت کی جلالتِ علمی دیکھیں، ہزار سے اوپر تصانیف، پچاس سے زائد علوم پر مہارت، عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں تمام علماء میں بے مثال و بے نظیر۔ اُردو نعت گوئی میں آج تک کوئی مدمقابل نہیں اور سرکار کی منقبتیں، شاندار، عشق سے بھرپور، ایک ایک شعر کسی نہ کسی واقعہ سے منسلک ہے ؎

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا — تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے — افقِ نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا
مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں — ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے — سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا
سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف — کعبہ کرتا ہے طوافِ در والا تیرا
کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز — کون سے سلسلے میں فیض نہ آیا تیرا
مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر — کون سی کِشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت — میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے — حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا

اے رضاؔ یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو　　سیّدِ جیدِ ہر دھر ہے مولا تیرا

نائبِ غوثِ اعظم، سلطان الفقراء حضرت صوفی غلام محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ :

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہزاروں عاشقِ صادق گزرے اور ہزاروں آئیں گے مگر ان تمام میں میرے مرشد، نائبِ غوث اعظم، سلطان الفقراء حضرت صوفی غلام محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے منفرد شان ہے۔ آپ ازلی طور پر سرکار کے عاشق تھے۔ ابھی چند سال کے ہی تھے کہ خواب میں سرکار محبوبِ سبحانی کی زیارت ہوئی، سرکار نے سفید رنگ کی کوئی چیز کھانے کو دی صبح اُٹھے تو بِلا کسی کے پڑھائے خود بخود قرآن پڑھ رہے تھے، گھر والے حیران ہوئے تو آپ نے فرمایا رات کو خواب میں ایک باباجی تشریف لائے اور انہوں نے سفید رنگ کی کوئی چیز کھانے کو دی جس کے بعد سے یہ حال ہے۔ گاؤں میں اسکول کی چند کلاسیں پڑھ سکے پھر جذب و مستی ایسی بڑھی کے جنگلوں میں نکل گئے، ۱۳ سال چلہ کشی میں مصروف رہے اور سیّدنا غوث اعظم اور پنجتن پاک کی خصوصی عنایات سے تمام منازلِ سلوک طے کر گئے۔ بعد از تکمیل آپ کو بیعت ہونے کا حکم ہوا۔ آپ فرماتے ہیں میں گاؤں کی پہاڑی پر ایک جگہ بیٹھا تھا میں نے دیکھا کہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ارواحِ اولیاء کے ہمراہ تشریف لائے اور مجھے ایک سمت جانے کا حکم دیا۔ میں آپ کے حکم کے بموجب چل پڑا۔ طویل فاصلہ طے کر کے ایک جگہ پہنچا جہاں سیّد رجب علی شاہ قادری میرے منتظر تھے انہوں نے فرمایا سرکار غوثیت مآب نے آپ کو میری ہی طرف آنے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے صوفی صاحب کو بیعت کیا اور پیالہ میں رکھا پانی پینے کو دیا۔ فرمایا اسے پی لو کہ اس میں تیس ہزار علوم ہیں۔ صوفی صاحب نے پانی پی لیا۔ صوفی صاحب میں کوئی تغیر نہ دیکھ کر وہ بڑے حیران ہوئے۔ فرمایا میں تو سمجھ رہا تھا کہ آپ تاب نہ لاسکیں گے اور مجذوب ہوجائیں گے۔ صوفی صاحب نے فرمایا یہ آپ کا حکم تھا تو میں نے پی لیا وگرنہ میرے سرکار مجھے بچپن میں ہی سمندر کے سمندر پلا چکے ہیں۔ وہاں سے صوفی صاحب رجب علی شاہ صاحب کے پیرومرشد سائیں ٹکا کے مزار پر کامرہ شریف گئے۔ جیسے ہی مزار

پر پہنچے مزار شق ہو گیا۔ سائیں ٹکا شاہ قادری باہر تشریف لے آئے اور صوفی صاحب کو سینے سے لگا کر ایک خاص نعمت عطا کی۔

سیّدنا غوث الاعظم سے صوفی صاحب کے عشق کا یہ عالم تھا کہ پاس بیٹھے والے خودبخود سرکار محبوب سبحانی سے محبت کرنے لگتے اور سرکار کے گرویدہ ہوجاتے۔ کامرہ شریف سے اوپر پنج پیر کی ڈیری ہے۔ صوفی صاحب وہاں گئے اور تھکن اُتارنے کے لیے ایک پتھر پر لیٹ کر سو گئے۔ خواب میں سرکار تشریف لائے اور فرمایا بیٹا یہ میرے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہ پانچ پیر ہیں اور تجھے دُنیا میں اس مقصد کے لیے بھیجا گیا ہے۔ صوفی صاحب اُٹھے اور اس جگہ کو ادب سے بوسہ دیا۔

بغداد شریف میں سرکار کے گدی نشین سیّد ابراہیم کو سرکار نے حکم دیا کہ پاکستان جا کر میرے اس خاص بندے اور بیٹے سے ملاقات کریں۔ سیّد ابراہیم پاکستان آئے، صوفی صاحب سے ملاقات کی۔ چند روز ان کے ہمراہ قیام فرمایا، سرکار کے تبرکات و فیوضات صوفی صاحب کو منتقل کیے اور صوفی صاحب استفادہ کرکے واپس تشریف لے گئے۔

پنڈی کے نواح میں جنگل میں سیّد جلال شاہ جلالی نامی بزرگ تشریف فرما تھے۔ صوفی صاحب اکثر ان کے پاس جاتے۔ جب بھی جاتے تو جلال شاہ جلالی صوفی صاحب کے احترام میں کھڑے ہوجاتے۔ صوفی صاحب کے پوچھنے پر فرماتے میں آپ کے سر پر پنجتن پاک اور سرکار محبوب سبحانی کو سایہ فگن دیکھتا ہوں اور ان کے احترام میں کھڑا ہوجاتا ہوں۔

سیّد جلال شاہ جلالی کے ایک خالہ زاد بھائی سیّد ولایت حسین شاہ بھی جنگلوں میں متمکن تھے۔ صوفی صاحب ایک دفعہ ان سے ملنے گئے تو وہ بڑے حیران ہوئے، کہنے لگے میں نے پانچ ہزار فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے۔ یہاں کوئی پرندہ پر نہیں مارسکتا آپ کیسے آگئے؟ پھر فرمانے لگے میں نے ڈیوٹی پر متعین فرشتوں سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ہم نے دیکھا سرکار غوثیت مآب کا ایک عاشقِ صادق محض آپ کی زیارت کی غرض سے آرہا ہے تو ہم نے احتراماً ان کے لیے راہ چھوڑ دی۔

صوفی صاحب کے مرید و محبوب سیّد امان اللہ شاہ صاحب غزنوی کی جب پہلی مرتبہ صوفی صاحب سے ملاقات ہوئی تو صوفی صاحب نے سرکار غوثیت مآب کے فضائل و

مناقب پر گفتگو فرمائی۔ اُس رات امان اللہ شاہ صاحب کو سرکار محبوبِ سبحانی کی زیارت نصیب ہوئی اور سرکار نے انہیں صوفی صاحب سے منسلک ہونے کی تلقین کی۔

صوفی صاحب کے چھوٹے بھائی صوفی محمد افضل فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی باطنی طور پر سرکار غوثیت مآب کی بارگاہ کی طرف پرواز کی میں نے صوفی صاحب کو اپنے ہمراہ پایا۔

صوفی صاحب کا قیام ناتھا خان گوٹھ میں واقع ایک کمرہ کے مکان میں تھا۔ محلّے میں ایک خاتون جو بچّوں کو قرآن شریف پڑھاتی تھیں، کبھی کبھی صوفی صاحب کے واسطے کھانا تیار کر کے بھیج دیتیں۔ صوفی صاحب کے کرم سے اسے ۱۵ روز تک کبھی حضور ﷺ اور کبھی سرکار غوثیت مآب کی زیارت ہوتی رہی اور اس نے ہمیشہ صوفی صاحب کو ان دونوں بزرگ ترین ہستیوں کے ہمراہ تشریف فرما دیکھا۔

صوفی صاحب کے ایک مرید نذیر حسین جنھیں صوفی صاحب نے سرکار کے حکم سے بیعت کیا، انہیں صوفی صاحب نے قصیدہ غوثیہ کا مکمل اذن دیا۔ اگر وہ پانی میں ہاتھ ڈال کر قصیدہ پڑھتے تو پانی کھولنے لگ جاتا۔ قصیدہ شریف کے دیگر اسرار و رموز ان کے مشاہدہ میں آئے۔ ایک مرتبہ ان کی ملاقات فیض علی قلندر سہروردی سے ہوئی۔ نذیر حسین نے کہا کہ جناب آپ نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ قصیدہ غوثیہ ایسا ہے کہ کاملین بھی اس کے ایک شعر کی اجازت نہیں دے پاتے۔ مجھے میرے مرشد سے پورے قصیدہ کی اجازت ہے اور اس کے اسرار و رموز بھی مجھ پر عیاں ہیں۔ انہوں نے کہا میں اس بات کا جواب تمھیں کل دوں گا۔ اگلے روز فرمانے لگے کہ مجھ پر منکشف ہوا کہ تمہارے پیر و مرشد پر اور ان کے طفیل تم پر سرکار غوثیت مآب کا خصوصی کرم ہے وگرنہ تم پورے قصیدہ کو سہار نہ پاتے۔

امان اللہ شاہ صاحب کے دفتر کے ایک ساتھی صدیقی صاحب، امان اللہ شاہ صاحب کے توسل سے صوفی صاحب کے پاس آتے تھے، چشتیہ سلسلے سے منسلک تھے، بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ ایک دن صوفی صاحب سے کہنے لگے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ صوفی صاحب نے آپ، کو لاالٰہ الا اللہ کے ذکر کی تلقین کی۔ صدیقی صاحب

نے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ذکر شروع کیا۔ چند دنوں میں نگاہوں کے سامنے سے حجابات اُٹھ گئے اور یہ عالم ہوگیا کہ نماز میں خانہ کعبہ کو سامنے دیکھتے یا خود کو بیت اللہ شریف میں پاتے۔ ذکر جاری رکھا پھر رُوحانی پرواز شروع ہوگئی اس کے بعد صدیقی صاحب پر تجلّیات کا نزول شروع ہوگیا۔ دن ہو یا رات ہر وقت تجلّیات کا نزول رہتا مگر ابھی ذاتِ باری تک رسائی نہ ہوئی تھی۔ ایک دن صوفی صاحب گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے کہ سرکار غوثیت مآب رُوحانی طور پر تشریف لائے اور فرمایا آپ لوگوں کے عقائد خراب کررہے ہیں۔ آپ نے صدیقی صاحب کو یہ اذن دیا جس کے سبب وہ اس مقام تک پہنچ گئے اب آگے دریائے وحدت ہے اگر وہ اس میں چلے گئے تو ان پر اپنے پیر کا حال و مقام منکشف ہوجائے گا اور وہ اپنے پیر طریقت سے بدظن ہوجائیں گے جس کے سبب ان کا ایمان زائل ہوجائے گا لہٰذا ان کی پرواز یہیں تک روک دیں، چنانچہ صوفی صاحب نے صدیقی صاحب کی پرواز اس مقام تک روک دی۔

دستگیر بلاک ۱۴ میں واقع مصطفیٰ مسجد میں صوفی صاحب جمعہ کی نماز ادا کرنے گئے۔ نمازیوں کے ہمراہ صفوں میں بیٹھے تھے۔ خطیب مسجد فاروق شاہ صاحب تقریر کررہے تھے کہ ایک دَم چیخ اُٹھے کہ ان صفوں میں اللہ کا ایک ایسا بندہ ہے جس پر آسمان سے فرشتے نازل ہورہے ہیں۔ نماز کے بعد انہوں نے صوفی صاحب سے ملاقات کی اور ان کے بڑے گرویدہ ہوگئے۔

ارشاد باری ہے **انّ الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولاتحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔** ’’جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر اس بات پر ڈٹ گئے تو ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو ان سے کہتے ہیں کہ مت ڈرو، نہ غمگین ہو اور انہیں جنت کی بشارت دیتے ہیں۔‘‘

بعض اوقات ان امور کا دوسرے اہلِ نظر بھی مشاہدہ کرلیتے ہیں۔ ابوالعلائی سلسلے کے خلیفہ فاروق شاہ صاحب کا بھی یہی حال ہوا۔

صوفی صاحب نے فرمایا میں نے کچھ لوگوں کو جن میں نذیر حسین اور امان اللہ شاہ صاحب شامل ہیں، اذن دیا تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت میں سرکار غوث پاک

کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہے۔

حشر میں یہ دیکھتے ہی وجد لائے گا حسنؔ

مرشد کامل کے ہاتھوں میں لوائے غوثِ پاک

صوفی صاحب نے فرمایا مجھے اس بات کا حکم ہوا کہ آپ لوگوں کے سامنے یہ راز ظاہر کروں کہ جس طرح حضور اقدس ﷺ نے سرکار غوثیت مآب کو اپنا بیٹا اور لاڈلا فرمایا اس طرح سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنا بیٹا اور اپنا لاڈلا فرمایا ؎

دیکھو غلام ہوں میں کیسے فقیر کا

مرشد مرا ہے لاڈلا پیرانِ پیر کا

صوفی صاحب کی محافل سیّدنا غوث الاعظم کے فضائل و مناقب سے لبریز ہوتیں۔ اہلِ مجلس کا دل یہی چاہتا کہ وقت ٹھہر جائے، یہ مجلس کبھی ختم نہ ہو۔ ہم صوفی صاحب کے پُرنور رُخِ پاک کو دیکھتے رہیں اور سرکار کے عشق و محبت سے بھرپور کلام سنتے رہیں۔ نہ صرف آپ کے پاس بیٹھنے والے بلکہ آپ کی آل اولاد سب سیّدنا غوث الاعظم کی اُلفت سے معمور تھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے افتخار احمد کی شادی کے موقع پر سیّدنا غوث الاعظم کی شان میں قوالی کی ٹیپ چل رہی تھی۔ دولہا افتخار احمد وجد میں آگئے اور ایسا حال ہوا کہ اپنے کپڑے پھاڑ لئے اور بے ہوش ہوگئے۔ صوفی صاحب کی اہلیہ کو اکثر نماز کی حالت میں سرکار کی زیارت ہوتی۔ انہوں نے ایک بار میرے سامنے ذکر کیا تو صوفی صاحب نے فرمایا میں نے اسے سرکار کے تصور کا اِذن دیا ہوا ہے۔ آپ کے سب بچوں کا سرکار کے ذکر پر رنگ بدل جاتا اور وہ پُرکیف ہوجاتے۔ چھوٹے صاحبزادے اعجاز احمد صاحب کو متعدد بار سرکار محبوب سبحانی کی زیارت ہوئی اور یہ سب صوفی صاحب کے سرکار سے شدید عشق کا نتیجہ تھا کہ آگ کے نزدیک تمام چیزوں میں آگ کی حرارت سرایت کرجاتی ہے۔

صوفی صاحب ہر رات سرکار کی مجلس میں حاضر ہوتے۔ کبھی فرماتے کہ رات سرکار نے اس موضوع پر کلام فرمایا۔ کبھی فرماتے کہ سرکار کی مجلس میں، میں نے اس موضوع پر کلام کیا، اس آیت کی وضاحت کی اور سرکار نے میری تحسین فرمائی۔

آپ کے ایک عقیدت مند چودھری امانت علی نے صوفی صاحب سے کہا ''جو

سرکار کے چاہنے والے ہیں اُن کے پاس بیٹھنے والوں کا کیا کوئی حق نہیں؟'' یہ سُن کر صوفی صاحب پر ایک کیفیت طاری ہوگئی، آپ مراقب ہوگئے (غالباً اس وقت آپ سرکار کے حضور باطنی طور پر حاضر ہوگئے اور سرکار کے اذن سے) فرمایا کیوں نہیں ان کا بھی حق ہے۔ سرکار سے نسبت کے سبب آپ سرکار کی اولادِامجاد کی بڑی تعظیم فرماتے۔ ان کے سامنے مودب رہتے اور کلام نہیں فرماتے۔

دیگر فقرائے کاملین کی طرح صوفی صاحب کی ساری زندگی تکالیف، مصائب اور ابتلاء میں گزری۔ ان مصائب کے نزول پر آپ ہمیشہ صابروشاکر اور رضائے الٰہی پر راضی رہتے اور فرماتے خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے یاد کیا۔ ۱۹۸۶ء میں آپ پر فالج کا شدید حملہ ہوا۔ میں عیادت کو گیا تو فرمایا جیسا مقام ہوتا ہے ویسی ہی آزمائش ہوتی ہے۔ ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۰ء تک آپ نے شدید مصائب و تکالیف کا سامنا کیا۔ ایک بزرگ نے فرمایا اس عرصہ میں صوفی صاحب نے جن مصائب و ابتلاء کا سامنا کیا ہے پوری ایک صدی میں ایسی تکالیف کسی اور فقیر پر نہ گزریں۔ ہم لوگوں کے بے حد اصرار پر بھی آپ نے اپنے حق میں صحت یابی کی دُعا نہ کی بلکہ رضائے الٰہی پر راضی رہے۔ ہمارے ساتھی ریاض احمد نے صوفی صاحب کی صحت یابی کے لیے سرکار غوثیت مآب کی بارگاہ میں رجوع کیا تو دیکھا کہ صوفی صاحب سرکار کے ہمراہ تشریف فرما ہیں اور سرکار صوفی صاحب کی طرف دیکھ کر مسکرار ہے ہیں اور فرما رہے ہیں انہیں اختیار ہے یہ جب چاہیں ٹھیک ہوجائیں مگر آپ نے اپنے اس اختیار کو اپنے حق میں استعمال نہ کیا۔ رضائے الٰہی پر راضی رہے۔ بالآخر ۱۷/اکتوبر ۱۹۹۰ء مطابق ۲۷/ربیع الاوّل شبِ جمعرات ۱۴۱۱ھ کو یہ آفتابِ طریقت عالم ظاہر میں غروب ہوکر عالم باطن میں ہمیشہ کے لیے طلوع ہوگیا۔ آپ کا مزار سخی حسن قبرستان کراچی میں مرجع خلائق ہے۔ چہلم کے موقع پر قلندریہ سلسلے کے ایک بزرگ سمیع اللہ صاحب عرف سمن شاہ قلندر نے جوں ہی فاتحہ سے پہلے درودِتاج کا وِرد شروع کیا ان کی حالت غیر ہوگئی، پورے جسم پر لرزہ طاری، آنکھیں پھٹی ہوئیں، امین صاحب پر بھی رقّت طاری تھی۔ بہ مشکل سمیع اللہ صاحب نے فاتحہ شریف ختم کیا، دُعا مانگی۔ بعد میں ہم لوگوں کے استفسار پر بتایا کہ جیسے ہی میں نے درودِتاج شروع کیا حضورِ اقدس ﷺ اور سرکار غوثیت مآب تشریف لے آئے،

انہیں دیکھ کر اِردگرد کے تمام اولیاء رُوحانی طور پر حاضر ہوگئے اور ایسی محفل سجی جو بیان سے باہر ہے۔ امین صاحب نے بھی اس مشاہدہ کی تصدیق فرمائی۔

مکاشفات:

۱۱؍ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ کی شب میرے غریب خانے پر بڑی پُرنور محفل گیارھویں شریف منعقد ہوئی جس میں اس حقیر نے سرکار محبوب سبحانی کی شانِ اقدس میں مقالہ پڑھا جس میں کئی بزرگوں کے اقوال اور سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے کلماتِ طیبات سے ثابت کیا گیا تھا کہ سرکار محبوبِ سبحانی، نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے برگزیدہ ہیں۔ دوسرے دن محترم امین صاحب نے فرمایا جب آپ سرکار کے مناقب پڑھ رہے تھے تو سرکار غوثیت مآب آپ کے سر پر فضا میں تشریف فرما تھے۔

ریاض صاحب کی صحت یابی کے لیے اس حقیر نے گیارھویں شریف کی منّت مانی تھی۔ حضور غوث الثقلین کے صدقہ اور طفیل حق تعالیٰ نے ریاض صاحب کو مکمل صحت دی۔ حسب منّت غریب خانہ پر گیارھویں شریف کی پُرنور محفل کا انعقاد ہوا۔ ریاض صاحب نے مشاہدہ فرمایا کہ سرکار محبوب سبحانی تشریف فرما ہیں۔ سرکار کے اُوپر نورانی بادل چھائے ہوئے ہیں۔ سرکار کے قدموں میں ہمارے آقا وملجا حضور قبلہ صوفی صاحب ہیں اور صوفی صاحب کے قدموں میں یہ حقیر بیٹھا سرکار کے مناقب بیان کررہا ہے اور مجھ سے نیچے دیگر اہلِ مجلس ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف ''مفتاح الفتوح'' شرح فتوح الغیب، صوفی صاحب نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ترجمہ کروا کر شائع کروائی تھی۔ کافی عرصہ ہوا یہ کتاب ختم ہوگئی تھی۔ دکانداروں اور سرکار کے عقیدت مندوں کے بے حد اصرار پر کتاب چھوٹے سائز میں دوبارہ شائع کروائی گئی۔ دوسری اشاعت کو ریاض صاحب کے توسل سے صوفی صاحب کے حضور پیش کیا۔ صوفی صاحب یہ کتاب سرکار غوثیت مآب کی بارگاہ میں لے گئے۔ سرکار غوث الاعظم نے اپنے کرم سے اس کاوش کو قبول فرمایا اور مجھے اس پر مبارک باد دی۔ پھر سرکار کی ذاتِ مقدسہ سے ایک تجلّی ظاہر ہوئی جس نے ہم سب کو اپنی

آغوش میں لے لیا۔

ہمارا ایک پیر بھائی محسن نامی امریکہ میں قیام پذیر ہے۔ اس کے والد کا انتقال ہوگیا۔ وہ امریکہ سے آیا، چہلم کے موقع پر۔ ہم لوگ اس کے والد کی قبر پر گئے۔ فاتحہ پڑھتے وقت ریاض صاحب نے محسن کے والد کی رُوح سے ملاقات کی اور احوال پوچھے۔ محسن کے والد جماعت اسلامی سے منسلک تھے، کبھی ان کی صوفی صاحب سے ملاقات بھی نہ ہوئی، نہ ہی وہ انہیں جانتے تھے، مگر انہوں نے احوال پوچھنے پر برجستہ کہا کہ صوفی صاحب بہت عظیم بزرگ ہیں، انہوں نے بڑا کرم فرمایا، منکر نکیر کے سوالات کے وقت دہشت وخوف کے باعث میں جوابات بھول گیا تھا، قریب تھا کہ مجھ پر عذاب شروع ہوجاتا کہ اچانک محترم صوفی صاحب تشریف لے آئے، انہوں نے مجھے جوابات سکھائے، میں نے فرشتوں کو جوابات دیے۔ فرشتوں کے جانے کے بعد صوفی صاحب نے فرمایا اب تم آرام سے سوجاؤ۔ قبرستان سے واپسی پر میں، ریاض صاحب، چراغ صاحب، محسن کے ہمراہ اس کے گھر پر بیٹھے تھے۔ صوفی صاحب نے کرم فرمایا اور سرکار محبوب سبحانی کا ذکرِ خیر شروع ہوگیا۔ میں سیّدنا غوث الاعظم کے قول مبارک قَدَمی ھٰذِہٖ علٰی رَقْبَۃِ کُلِّ وَلی اللّٰہ پر گفتگو کر رہا تھا کہ آنجناب رضی اللہ عنہ کا یہ قول تمام متقدمین اور متاخرین اولیاء کو شامل ہے۔ جب سرکار نے اذنِ الٰہی سے یہ فرمایا تو نہ صرف روئے زمین پر موجود تمام اولیاء نے آپ کا یہ قول سنا بلکہ عالمِ برزخ میں گزرے ہوئے تمام اولیاء کی ارواح نے اور عالمِ ارواح میں دُنیا میں آنے والے تمام ارواح اولیاء نے یہ قول سنا اور اس فرمان کے آگے اپنا سر تسلیم خم کردیا۔ جو بھی خدا کا ولی ہے وہ آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے زیرِ قدم ہے اور جو آپ کے زیرِ قدم نہیں وہ خدا کا ولی ہی نہیں۔ گفتگو کے دوران ریاض صاحب مراقب تھے۔ بات چیت کے اختتام پر ریاض صاحب نے بتایا کہ دورانِ گفتگو صوفی صاحب کے کرم سے مجھے اس محفلِ پاک کا مشاہدہ نصیب ہوا جس مجلس میں سرکار غوثِ اعظم نے امرِ ربی سے یہ عالی شان فرمان کہا۔ میں نے دیکھا کہ عالمِ ارواح سے ہمارے مرشد سلطان الفقراء حضرت صوفی غلام محمد قادری رحمتہ اللہ علیہ کی رُوحِ مبارک دا ہنی جانب سے آئی اور آپ نے سرکار کے ولی گر قدموں کے نیچے اپنی گردن رکھ دی۔ سبحان اللہ

اس سے ظاہر ہے جناب غوث کی شانِ عُلا
اولیاء و اصفیاء ہیں زیرِ پائے غوثِ پاک

صوفی صاحب کا تیسرا عرس مبارک غریب خانے پر منعقد ہوا۔ دربار شریف پر غسل و چادر شریف کے بعد نعت و منقبت اور ذکر کی محفل ہوئی۔ دورانِ محفل ریاض صاحب نے دیکھا کہ صوفی صاحب سبز رنگ کی انتہائی قیمتی اور دیدہ زیب قبا زیب تن کیے سر پر تاج پہنے بے حد نفیس اور قیمتی کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ آپ کی قبا انتہائی دلکش نقش و نگار سے مزین تھی۔ رُخِ پُرنور کے جلووں کا یہ عالم تھا کہ نگاہ نہ ٹھہرتی تھی۔ پھر یہ منظر تبدیل ہوا، دیکھا کہ صوفی صاحب روضۂ انور کے اوپر عام لباس میں اپنے مخصوص انداز میں تشریف فرما ہیں، آپ کے اوپر فضا میں سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ بالکل اُسی انداز میں تشریف فرما ہیں اور سرکار محبوب سبحانی کے اُوپر بالکل اُسی انداز میں حضورِ اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں۔

تیسرے عرس کے بعد اگلے ماہ گیارہ ربیع الاوّل کو گیارھویں شریف کی محفل ناصر صاحب کے ہاں منعقد ہوئی۔ مختصر مگر انتہائی پُرنور محفل تھی۔ بعد میں محترم امین صاحب نے خبر دی کہ صوفی صاحب محفل میں شریک تمام حاضرین کو لے کر سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے روضے پر حاضر ہوئے، وہاں اولیاء اللہ کا اژدھام تھا مگر صوفی صاحب کو دیکھ کر جبہ و دستار میں ملبوس بڑے بڑے اکابر اولیاء، صوفی صاحب کے احترام میں ایک طرف ہو گئے اور ہم لوگوں کے گذرنے کے لیے راستہ بن گیا۔ ریاض صاحب نے خبر دی کہ سرکار غوثیت مآب اور صوفی صاحب پوری محفل میں تشریف فرما رہے اور اہلِ مجلس پر باطنی خلعتوں کا نزول ہوا۔ امین صاحب اور آصف صاحب کو سبز رنگ کی خلعت عطا ہوئی، اس حقیر کو سفید رنگ کی اور باقی حاضرینِ محفل کو سیاہ رنگ کی خلعتیں عطا ہوئیں۔ نیز ریاض صاحب نے دیکھا کہ سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے کرم خاص سے بیشتر حاضرین مجلس کی گردنوں کو اپنے مبارک اور ولی گر قدمِ مبارک سے سرفراز فرمایا اور ریاض صاحب کی گردن پر اپنے دونوں قدم رکھے ؎

گُر ولایت کا یہی ہے ، دوستوں سمجھو ذرا
اپنی گردن کو جھکا دو زیرِ پائے غوثِ پاک

دعوتِ اسلامی کے شرکاء پر فیضانِ غوثِ پاک:

اسی سال نومبر میں دعوتِ اسلامی کا رُوح پرور اجتماع کورنگی عیدگاہ گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ ہم لوگوں نے حسب سابق اپنی کتابوں کا اسٹال لگایا ہوا تھا۔ جمعہ کے روز اجتماع کا عالم دیدنی تھا۔ مخلوقِ خدا کا اتنا بڑا اجتماع میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ہر طرف سبز عمامہ پہنے عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ عصر کے بعد حضرت علامہ الیاس قادری کا بیان ہوا۔ بعد مغرب محفلِ ذکرودُعا ہوئی۔ ذکر سے قبل حضرت الیاس قادری صاحب نے اجتماعی بیعت لی جس میں اجتماع میں موجود بیشتر لوگ سلسلہ قادریہ میں داخل ہوگئے۔ اس وقت ریاض صاحب نے دیکھا کہ سرکارِ غوثیت مآب کا فیضان ہمارے مرشد حضرت قبلہ صوفی صاحب کے توسل سے نور کے ایک بڑے آبشار کی صورت میں تمام حاضرینِ محفل پر برس رہا ہے۔ سبحان اللہ

محترم شائق الخیری صاحب:

علامہ راشد الخیری کے پوتے محترم شائق الخیری سے میری ملاقات ''حیات المعظم فی مناقب سیّدنا غوث الاعظم'' (حصّہ اوّل) کے توسل سے ہوئی۔ آپ نے یہ کتاب پڑھی، بے حد پسند فرمایا اور مزید کتابیں حاصل کرنے کے لیے میرے پاس آئے۔ میں نے آپ کو سیّدنا غوث الاعظم کے عشق میں چُور پایا۔ عشق محبوبِ سبحانی میں ایک جنون کی سی کیفیت تھی۔ میں نے پوچھا سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے عشق کی یہ دولت آپ کو کیسے نصیب ہوئی؟ فرمایا بچپن میں گھر کی بزرگ خواتین سے سرکار کا تذکرہ، آپ کی کرامات سنتے سنتے دل میں سرکار کی محبت جاگزیں ہوئی۔ پھر پنجاب میں ایک قادری بزرگ سے بیعت ہوا۔ ۱۲ سال مرید رہا مگر تشنگی رہی۔ میں نے سرکار کی جناب میں عرض کیا کہ میں آنجناب کی اولادِ پاک میں سے کسی سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ ایک دن دفتر میں مصروف تھا کہ کراچی کے کور کمانڈر کا فون آیا، کہنے لگے شائق الخیری صاحب میں آپ کو نہیں جانتا، آپ مجھے نہیں جانتے۔ PC ہوٹل میں سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے گدی نشین سیّد یوسف الگیلانی تشریف فرما ہیں۔ انھوں نے آپ کو یاد کیا ہے۔ میں یہ سُن کر حیران رہ گیا۔ PC پہنچا تو

وہاں عقیدت مندوں کا اژدھام، جیسے ہی سیّد یوسف الگیلانی کی نظر مجھ پر پڑی انہوں نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ مجھے بیعت سے مشرف فرمایا اور پانی منگوا کر تھوڑا سا پیا اور باقی مجھے پلا دیا۔ پھر میں نے نشتر پارک میں ''جشنِ غوث الاعظم'' کے عنوان سے ایک عظیم الشان محفل کا انعقاد کروایا جس میں ملک بھر سے علماء و مشائخ تشریف لائے اور اس عظیم الشان محفل کے مہمانِ خصوصی بغداد شریف کے گدی نشین سیّد یوسف الگیلانی تھے (راقم الحروف کو بھی اپنے پیرومرشد اور پیر بھائیوں کے ہمراہ اس عظیم الشان پُرنور محفلِ پاک میں شرکت کا شرف نصیب ہوا)

شائق الخیری صاحب دس مرتبہ بغداد شریف سرکار کے روضے پر حاضر ہو چکے ہیں اور گیارہویں بار حاضری کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے بتایا جب میں پہلی بار بغداد شریف جانے لگا تو گوجرانوالہ کے ایک پیر صاحب جو بے حد نیک اور متقی پرہیزگار تھے، مجھ سے کہنے لگے بیٹا! میری بھی ایک عرض سرکار کی بارگاہ میں کر دینا۔ میری ایک بیٹی ہے جس کے پیٹ میں گولا گردش کرتا ہے۔ ڈاکٹروں حکیموں سے بے حد علاج کرایا افاقہ نہ ہوا۔ ہر طرح کے ٹیسٹ کروائے سب ٹھیک نکلے۔ جادو ٹونے کے علاج کا میں خود ماہر ہوں۔ ہر طرح سے کوشش کر ڈالی مگر سب ناکام۔ اس بچّی کی شفایابی کی درخواست بحضور غوث پاک کر دینا۔ میں سرکار کے روضہ پر حاضر ہوا۔ ایک دن ظہر کے بعد آنجناب کے حضور مراقب تھا کہ اُن بزرگوں کی عرض یاد آئی۔ میں نے سرکار کی خدمت میں پیش کی۔ اِدھر اُن بزرگوار نے خواب میں دیکھا کہ سیّدنا غوث الاعظم تشریف لائے، میں ایک چھوٹے سے بچے کی طرح سرکار کی اُنگلی پکڑے ہوئے تھا۔ سرکار نے اُن بزرگوں سے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ تو ازل سے ہمارا ہے بس اس نے کہہ دیا تمہارا کام ہو گیا۔ وہ لڑکی پھر مکمل طور پر شفایاب ہو گئی اور اُسے کبھی دوبارہ وہ شکایت نہ ہوئی۔

خیری صاحب نے بتایا ۱۹۷۴ء میں مجھے پہلی بار سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ میں دروازے کے پیچھے سے چھپ چھپ کر سرکار کی زیارت کر رہا ہوں۔ پھر مجھ پر کئی روز تک سرکار کے عشق میں جنون کی سی کیفیت طاری رہی۔ پھر ایک شب خواب میں سرکار محبوب سبحانی تشریف لائے، فرمایا: جو میرا مرید بنتا

ہے میں سات سال تک اس کا امتحان لیتا ہوں، اگر وہ کامیاب ہو جائے تو میں اسے اپنے اندرونی حلقے (خاص مریدوں) میں داخل کرتا ہوں۔ جا تیرا کوئی امتحان نہیں۔''

شادی سے پہلے میں نئی گاڑی لینا چاہتا تھا مگر وسائل نہ تھے میں نے اپنے ایک دوست جہانگیر سے بات کی، وہ سات بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا۔ بہنوں کی شادی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔ میں نے اس سے 60ہزار روپے قرض لئے، اس شرط پر کہ جب میرے پاس ہوں گے میں خود ہی لوٹا دوں گا میں نے رقم لے کر گاڑی کی ادائیگی کر دی ۔ چند دنوں بعد جہانگیر بڑی پریشانی کی حالت میں آیا اور بتایا کہ دو بہنوں کے لئے رشتے آئے ہوئے ہیں، مجھے وہ رقم واپس چاہیئے یہ سن کر میرے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ میں نے کچھ وقت مانگا۔ رات کو سیدنا غوث الاعظم کے روضہ مبارک کی طرف متوجہ ہوا اور ساری رات فریاد کرتا رہا مگر کوئی اشارہ نہ ملا یہاں تک کہ فجر ہوگئی۔ میں بے حد مایوس تھا۔ مایوسی میں کہا آج مجھے اپنی اوقات کا پتہ چل گیا۔ میں سب سے یہ کہتا تھا کہ میں غوث پاک کا کتا ہوں۔مگر آج پتہ چلا کہ میں کچھ بھی نہیں۔ میں نے بے دلی سے نماز فجر ادا کی، جیسے ہی جائے نماز اٹھائی تو دیکھا کہ ہزار ہزار کے بالکل نئے نوٹ ، گنے تو پورے 60ہزار تھے۔ میں دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اور یا غوثِ پاک یا غوثِ پاک پکارتا ہوا بے حال ہو گیا۔

شائق الخیری صاحب نے بتایا میں ایک بار اسلام آباد گیا میرا چھوٹا بیٹا میرے ساتھ تھا وہ اچانک ہاتھ چھڑا کر بھاگا اور ایک گاڑی کی زد میں آ گیا میں نے فوراً پکارا ''یا پیروں کے پیر میرا بچہ'' سرکار کو پکارنے کی دیر تھی کہ گاڑی اچانک ہوا میں اچھلی اور میرے بچے کو کراس کرتے ہوئی آگے جا کر رک گئی۔ بچہ صحیح سلامت بچ گیا۔ گاڑی چلانے والا نیوی کا افسر حیران کہ گاڑی ہوا میں کیسے اچھلی؟ میرے پیران پیر کے کرم سے بچے کی جان بچ گئی۔

خیری صاحب نے بتایا :لاہور میں میرے ایک دوست عبدالجبار کی بیٹی نے مجھ سے کہا، انکل میری شادی کو تیرہ سال ہو گئے مگر کوئی اولاد نہیں، آپ سیدنا غوث الاعظم کی بارگاہ میں میرے لئے عرض کریں۔ سرکار نے کرم فرمایا اور اس کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی۔ ایک دن میں جبار کے ہاں گیا تو کہرام مچا ہوا تھا۔ گھر سے رونے کی آوازیں آرہی

تھیں پتہ چلا وہ بچہ جواب دس سال کا ہو گیا تھا، اس کا انتقال ہو گیا۔عبدالجبار نے بتایا کہ نواسے کا انتقال ہو گیا اور اس کی ماں کا رو رو کر برا حال ہے۔ میں نے کہا مجھ اس بچے کے پاس لے چلو۔ کمرے میں چارپائی پر اس کی لاش پڑی تھی، ماں غم سے نڈھال آہ و فغاں کر رہی تھی۔ مجھ سے اس کا رونا نہ دیکھا گیا۔ میں نے چارپائی پکڑ کر دیوانگی میں غوث پاک کو پکارنا شروع کر دیا۔ بس ایک ہی تکرار تھی کہ سرکار اس بچے کو زندہ کر دو۔ میں نے دیکھا سیدنا غوث الاعظم روحانی طور پر تشریف لائے، بچے کی گردن کے نیچے ہاتھ دے کر سہارے سے بچے کو بٹھایا اور غائب ہو گئے۔ چارپائی کی دوسری طرف مولانا امانت علی شاہ بھی آہ و فغاں کر رہے تھے۔ انہوں نے بچے کو زندہ ہوتے دیکھا تو ان پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور وہ بھی دیوانہ وار یا غوث پاک یا غوث پاک پکارنے لگے۔ موصوف اس واقعے کے چشم دید گواہ ہیں اور آج بھی ۹۹ سال کی عمر میں حیات ہیں۔غوث پاک کے کرم سے وہ بچہ بنام رمضان علی حیات ہے، پاک آرمی میں کرنل ہے اور آج کل کسی بیرون ملک پاکستان کے سفارت خانے میں تعینات ہے۔

خیری صاحب نے بتایا میرے تایا رازق الخیری طویل عرصے سے پھیپھڑوں کے مرض میں مبتلا تھے۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا ان کی اہلیہ خدمت کر رہی تھیں۔ ایک دن تائی نے غنودگی کے عالم میں دیکھا کہ سیدنا غوث الاعظم کئی سفید پوش بزرگوں کے ہمراہ تشریف لائے اور ان لوگوں سے کہا اسے (رازق الخیری) ٹھیک کرو۔ ان لوگوں نے سینہ چاک کیا اور خراب پھیپھڑے نکال کر نئے پھیپھڑے لگا دیئے پھر وہ تمام وہاں سے چلے گئے۔ کچھ دیر بعد میرے تایا نے کہا میں اپنے آپ کو بہت اچھا محسوس کر رہا ہوں، وہ بستر سے اٹھے اور چلنے لگے اس کے بعد وہ کئی سال زندہ رہے۔

شائق الخیری صاحب نے بتایا کہ میری شادی میں بڑی تاخیر ہوئی۔ میری والدہ بڑی پریشان تھیں۔ ایک مرتبہ میں بغداد میں حاضر تھا۔ میں نے سرکار کی جناب میں عرض کی کہ سرکار میری والدہ بے حد پریشان ہیں کرم فرمائیں۔ مراقبے میں آواز آئی ایک ماہ کے اندر تیری شادی ہو جائے گی۔ اس روز سرکار نے خواب میں مجھے ایک لڑکی دِکھائی۔ تین دن تک میں اسے دیکھتا رہا۔ بغداد شریف سے واپس لاہور آ گیا۔ ایک دن میری والدہ کا

فون آیا کہ ایک رشتہ دیکھا ہے تم آ کر لڑکی دیکھ لو۔ میں نے کہا اگر آپ کو مناسب لگتا ہے تو ہاں کر دیں۔ جہاں آپ ہاں کر دیں گی میں شادی کر لوں گا۔ والدہ نے کہا ٹھیک ہے مگر لڑکی والوں نے تو تمہیں دیکھنا ہے۔ خیر میں پہنچا تو دیکھ کر حیران ہوا کہ وہی لڑکی تھی جسے خواب میں دکھایا گیا تھا۔ میرے چاروں بچّے پہلے سے سرکار نے خواب میں دِکھا دیے۔ پہلے تین بیٹے ہوئے۔ پھر سلسلہ کئی سال رُک گیا۔ میں نے سرکار سے عرض کی کہ سرکار ایک بیٹی بھی گھر میں ہونی چاہیے۔ سرکار نے پھر بیٹی بھی عطا فرما دی۔

جب میں نیوی میں ملازم تھا تو نیوی کا ایک بہت بڑا افسر میرے کمرے میں آیا۔ وہ سرکار کا نام ''غوث الاعظم'' دیوار پر کننده دیکھ کر معترض ہوا کہ تمہارے جیسا افسر پیری فقیری کا قائل ہے۔ ان چیزوں میں کچھ نہیں رکھا۔ میں نے صرف اتنا کہا کہ یہ تو میرا دین و ایمان ہیں۔ پھر دوسری باتیں چھیڑ دیں۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے روتے ہوئے سرکار سے عرض کی کہ اس نے آپ کی شان میں بے ادبی کی اور میں کچھ نہ کر سکا۔ سرکار نے فرمایا یہ جلد ذلیل کر کے نکالا جائے گا۔ ایک ماہ میں ہی اس کے اسکینڈل سامنے آئے۔ اسے نوکری سے برخواست کیا گیا۔ وہ امریکہ بھاگا پھر وہاں سے ہتھکڑی لگا کر پاکستان لایا گیا۔ جتنا پیسا اس نے حرام طریقے سے بنایا تھا واپس کرنا پڑا۔

میں نے شائق الخیری صاحب سے کہا میرے پاس سرکارِ غوثیت مآب کی شبیہہ مبارک ہے۔ جن لوگوں کو سرکار کی زیارت ہوئی انہوں نے تصدیق کی کہ اس میں مشابہت ہے، لیکن ہوتا یہ ہے کہ شبیہہ دیکھ کر لاشعور میں وہ عکس بیٹھ جاتا ہے پھر دیکھنے والا خواب یا کشف میں اس کے مطابق دیکھتا ہے، کیونکہ آپ نے وہ شبیہہ نہیں دیکھی اور سرکار کی زیارتِ باسعادت سے متعدد بار مشرف ہو چکے ہیں لہٰذا آپ زیادہ بہتر تصدیق کر سکتے ہیں۔ کہنے لگے میرے پاس بھی سرکار کی شبیہہ ہے اور وہ مصدقہ ہے۔ خود سرکار نے اس کی تصدیق فرمائی ہے۔ پھر آپ نے بتایا کشمیر کے راجہ کے ہاں سرکار کا ایک عاشق راجہ کا وزیر تھا۔ راجہ نے کسی بات پر ناراض ہو کر اسے بھوکے شیر کے پنجرے میں ڈالنے کا حکم دیا۔ جب اسے ڈالا گیا تو اُس عاشق صادق نے سرکار کو پکارا اور فی البدیہہ سرکار کی شان میں یہ منقبت پڑھی ؎

غوث الاعظم بمنِ بے سر و ساماں مددے
قبلہ دین مددے کعبہ ایماں مددے

شیر نے بجائے سرکار کے اس عاشق کو پھاڑ کھانے کے، اس کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا۔ راجہ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اسے رہا کیا۔ اس سے معافی مانگی، اس کے منصب پر اُسے دوبارہ بحال کر دیا۔ اس عاشق کو خواب میں غوث پاک کی زیارت ہوئی۔ اس نے آپ کی شبیہہ بنانے کی اجازت مانگی۔ اجازت ملنے پر وہ شبیہہ بنائی جس کا عکس میرے پاس ہے۔ میں نے جب بھی سرکار کی اس شبیہہ کے سامنے رورو کر کسی بھی معاملے میں عرض کیا۔ میں نے دیکھا کہ سرکار کی چشمانِ مبارک شبیہہ میں محترک ہوجاتی ہیں اور وہ مسئلہ آنجناب کے بے پایاں تصرف سے حل ہوجاتا ہے۔ میں نے صرف چند لوگوں کو سرکار کی اجازت سے وہ شبیہہ دی۔ ہمارے حلقے کی ایک خاتون کی بچّی کی شادی کا مسئلہ تھا۔ بچّی کی عمر ۳۲ سال ہوچکی تھی۔ انہوں نے مجھ سے سرکار کی شبیہہ مانگی۔ میں نے سرکار کی خدمت میں عرض کیا۔ جب اجازت ملی تو انہیں شبیہہ مبارک کا عکس دے دیا۔ اس خاتون نے سرکار کی شبیہہ مبارک کے سامنے رورو کر اپنا مسئلہ ذکر کیا اور اس نے بھی دیکھا کہ سرکار کی چشمان مبارک متحرک ہوئیں۔ سرکار نے اُس روز اسے خواب میں بتایا کہ تمہارے گھر میں فلاں مقام پر تعویذ دبا ہے جب تک اسے ضائع نہ کروگی شادی میں رُکاوٹ رہے گی۔ وہ بیدار ہوئیں اس مقام پر تلاش کیا، تعویذ مل گیا، اسے ٹھنڈا کیا اور صرف دو ماہ میں اس کی بیٹی کی شادی ہوگئی۔ راقم الحروف نے تصدیق کے لیے اگلے دن اپنے پاس موجود شبیہہ مبارک کا عکس شائق الخیری صاحب کو ای۔میل کیا تو فوراً آپ کا جواب آیا یہ وہی شبیہہ ہے جو میرے پاس ہے، مگر میری پاس موجود شبیہہ زیادہ بہتر اور زیادہ سچّی ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے اس بات کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ اپنے لیے بھی شائق الخیری صاحب سے ان کے پاس موجود شبیہہ مبارک کا ایک عکس مانگ لیتے۔ میں نے کہا کہ میں اس قابل کہاں کہ سیّدنا غوث الاعظم کی جناب میں میرے لیے اجازت مانگی جائے۔ دو ہفتے بعد محترم شائق الخیری، غریب خانے پر تشریف لائے اور اپنے بے پایاں الطاف سے اس حقیر کو اُس شبیہہ مبارک کا عکس بلا مانگے عطا فرمایا۔ میں نے واقعی اس

شبیہہ مبارک کو زیادہ بہتر اور سچا پایا۔ وہ کچھ دیر غریب خانے پر رونق افروز پُرنم آنکھوں سے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے واقعات بیان فرماتے رہے۔ اس مختصر سی مجلس کا سرور کئی روز قائم رہا۔ آپ نے فرمایا میں نے اس شبیہہ کو رنگین بھی بنوایا ہے۔

چند روز بعد آپ کا فون پر پیغام آیا کہ رنگین شبیہہ مبارک کا نیگیٹو دینے کے لیے کیا میں آجاؤں؟ میں نے جواب بھیجا کہ میں وائرل فیور میں مبتلا ہوں۔ چند روز بعد انشاء اللہ خود حاضر خدمت ہوں گا۔ آپ کا جواب آیا ''خداوند آپ کو جلد صحت یاب فرمائے''۔ پیغام پڑھتے ہی طبیعت بہتری کی طرف گامزن ہوگئی۔ دو دن بعد میں نے فون کیا کہ میں آنا چاہتا ہوں۔ رات کو اجازت لے کر حاضر خدمت ہوا تو آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ دن میں ۱۱ر بجے کے وقت میرے کانوں میں سرکار غوث پاک کی آواز آئی کہ ''احمد حسن آج آئے گا''۔ میں سوچ رہا تھا کہ آپ کو وائرل فیور ہے اور یہ کئی روز لیتا ہے، آپ کیسے آسکیں گے کہ شام کو آپ کا فون آ گیا۔ زہے نصیب، کہاں یہ حقیر پُرتقصیر، کہاں سردارِاولیاء۔ آنجناب کا صادق و مصدوق فرمان ہے ''نیک مرید میرے لیے ہے اور میں گناہگاروں کے واسطے ہوں''

گر ہمارے دل سے پوچھو تو ہے بس حسرت یہی
تاابد اللہ رکھے زیرِ سائے غوثِ پاک
کان میں اُن کا سخن ہو ، لب پہ ہو اُن کی ثناء
اور ہوں آنکھیں مِری محوِ لقائے غوثِ پاک

شائق الخیری صاحب نے بتایا کہ سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے گرد چاندی کی جالی کراچی کے بہت سے لوگوں نے بنوانے کی کوشش کی، کچھ نے سرکار کے نام پر چندہ جمع کر کے رقم خرد بُرد کی مگر وہ تمام نقصان و مصائب کا شکار ہوئے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کام کا بیڑا اُٹھایا، رقم جمع کی، ایک ایک پائی کا حساب رکھا، پیسہ میرے پاس سیف میں تھا۔ کراچی کے ایک مشہور جیولر سے جالی شریف بنوائی گئی۔ اس اثنا میں کسی شدید ضرورت کے تحت میں نے اس رقم سے دو ہزار روپے اس نیت سے لے لیے کہ جیسے ہی تنخواہ ملے گی میں اس میں واپس رکھ دوں گا۔ پیسے

تو لے کر استعمال کر لیے مگر دل ملول تھا، دل میں خلش تھی۔ اُسی رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں سیف سے پیسے نکال رہا ہوں کہ اتنے میں سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ میں ہیبت سے کانپ کر رہ گیا، مجھ پر لرزہ طاری تھا کہ سرکار نے اشارہ سے تسلّی دی اور فرمایا یہ سب تیرا ہے۔ اگلے دن میں نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ میں نے ضرورت کے تحت جمع شدہ رقم سے دو ہزار روپے لے کر استعمال کیے ہیں۔ وہ سارے ڈر گئے اور کہنے لگے یہ کیا غضب کیا۔ کیا تمہیں فلاں فلاں کا حال نہیں معلوم کہ اس غلطی کے سبب کیسے بے حال ہوئے؟ میں نے کہا گھبراؤ نہیں پھر میں نے انہیں وہ خواب سنایا جس سے اُن کی تسلّی ہوئی۔

آپ نے بتایا کہ ریٹائرمنٹ کے قریب مجھ پر غبن اور مال بنانے کے الزامات لگے۔ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ میں سخت پریشان تھا، رو رو کر سرکار کے حضور عرض کی کہ آپ میرے احوال سے آگاہ ہیں، یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ سرکار تشریف لائے اور فرمایا ''کسی کے باپ میں اتنی جرأت نہیں کہ تیرا بال بھی بیکا کر سکے'' میں مطمئن ہو گیا۔ کمیٹی نے ہر طرح سے تحقیق کر کے بالآخر مجھے تمام الزامات سے بری کر دیا۔

آپ نے فرمایا ایک مرتبہ ایک بدعقیدہ مجھ سے بحث کرنے لگا کہ یہ کیا طریقہ ہے تم لوگ پیر کے ہاتھ پاؤں چومتے ہو، قبر پر بوسہ دیتے ہو، یہ سب شرک ہے۔ میں نے کہا جناب پیر صاحب کے ہاتھ اور پاؤں چوم کر ہم اپنی توحید پرستی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگے یہ کیسے؟ میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کا کوئی ہاتھ اور پاؤں چوم سکتا ہے؟ کہنے لگے نہیں۔ میں نے کہا خدا وہ ہے جس کا ہاتھ اور پاؤں چومنا ممکن ہی نہیں۔ ہم پیر و مرشد کے ہاتھ پاؤں چوم کر اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ ہم پیر و مرشد کو خدا نہیں سمجھتے کیونکہ خدا کا ہاتھ پاؤں چومنا ممکن نہیں۔

محترم شائق الخیری صاحب نے فرمایا میں ایک مرتبہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے روضۂ اقدس کے سامنے حاضر تھا۔ لنگر کے حصول کے لیے لوگوں کی طویل قطار تھی۔ میں نے سرکار سے عرض کیا کہ سرکار آپ کا فرمان ہے کہ جس کسی نے بھی میرے لنگر سے ایک دانہ بھی کھایا وہ جہنم میں نہ جائے گا۔ سرکار میں نے آپ کا لنگر کھانا ہے، روز کھانا ہے، مگر

اتنی طویل قطار۔ میں عرض گزار تھا کہ اتنے میں سرکار کے گدی نشین، میرے پیر و مرشد سیّد یوسف الگیلانی تشریف لائے، اگرچہ یہ آپ کے آنے کا وقت نہ تھا مگر آپ نے آتے ہی اُردو میں فرمایا لنگر کھانا ہے، آؤ میرے ساتھ، مجھے لے کر لنگر خانے گئے۔ تمام خدام ان کے احترام میں سب کام چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا شائق الخیری کو صبح و شام لنگر سے پیالہ بھر کر اس کے کمرہ میں پہنچایا جائے۔ وہاں کے سارے خدام مجھے جانتے ہیں۔ میں جب بھی بغداد جاتا ہوں وہ سارے خوشی سے پکارتے ہیں، خیری آ گیا خیری آ گیا۔ مجھے ان میں ایسا سکون و اطمینان ملتا ہے جیسے میں اپنے ہی گھر میں ہوں۔ ایک دن میں سرکار محبوب سبحانی کے روضۂ اقدس کے سامنے مراقبہ میں سرنگوں تھا کہ ایک ۲۰ یا ۲۱ سالہ لڑکی میرے برابر آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے مجھے مراقبہ سے بیدار کیا اور کہا کہ ابوصالح (سیّدنا غوث الاعظم) کے حضور میری سفارش کر دو۔ میری شادی کو ۴ سال ہو گئے ہیں مگر اولاد نہیں ہوتی۔ میں نے سرکار کے حضور ہاتھ جوڑ دیے کہ سرکار لاج رکھ لیں اسے اولاد سے نواز دیں۔ دو سال بعد جانا ہوا۔ میں نے لوگوں سے اس لڑکی کے بارے میں پوچھا تو بتایا کہ اسے اولاد ہو گئی۔

فرمایا میں ایک مرتبہ لاہور گیا۔ بیساکھی کا میلہ چل رہا تھا، متعدد سکھ یاتری آئے ہوئے تھے۔ وہاں ایک فقیر بڑی سُریلی اور درد بھری آواز میں سرکار کی منقبت پڑھ رہا تھا، میں رُک کر سننے لگا۔ دیکھا کہ ایک سکھ زور زور سے یاغوث یاغوث پکار رہا ہے۔ ہم لوگوں نے اس سے سبب پوچھا تو کہنے لگا یہاں سے کچھ گلیوں کے فاصلے پر میرا دو منزلہ مکان تھا۔ برّصغیر کی تقسیم کے وقت ہندوستان میں سکھوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا تو اس کے ردّعمل میں یہاں بھی فسادات کی آگ بھڑک اُٹھی۔ میں اپنے بیوی بچّے جالندھر بھیج چکا تھا اور اگلے دن مجھے بھی جانا تھا کہ میرے مکان کو آگ لگا دی گئی۔ میں چاروں طرف سے آگ میں گھرا تھا۔ بچنے کی کوئی راہ نہ تھی کہ بے اختیار میں نے یاغوثِ پاک یا غوثِ پاک پکارا۔ میرا پکارنا تھا کہ سیّدنا غوث الاعظم تشریف لے آئے اور فرمایا میرے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھو اور مجھے ایک لمحے میں جالندھر اپنے بچوں کے پاس پہنچا دیا۔ سرکار کی اس کرم نوازی اور آڑے وقت میں ایسی مدد نے مجھے آنجناب کا عاشق بنا دیا۔

آپ نے بتایا کہ میری عادت ہے کہ جب بھی سرکار کی کوئی کتاب لاتا ہوں جب تک اسے ختم نہ کرلوں چین نہیں پڑتا۔ جب میں غنیۃ الطالبین لایا تو کئی روز تک کتاب کو ہاتھ لگانے کا دل ہی نہ چاہا۔ میں بڑا حیران تھا کہ آخر کیا سبب ہے۔ مجھے خواب میں سرکار محبوب سبحانی کی زیارت ہوئی۔ سرکار نے فرمایا یہ میری کتاب ہی نہیں۔ پھر میں نے بغداد جا کر بڑی تحقیق کی تو پتا چلا شیخ عبدالقادر بن حسن البغدادی نام کے ایک اور صاحب سرکار کے زمانے میں بغداد میں تھے جو سیّد نہیں تھے، بدعقیدہ تھے، پھر عمر کے آخری حصّہ میں صحیح العقیدہ ہوئے اور حضور غوث الثقلین کے ہاتھ پر بیعت ہوئے، یہ ان کی تصنیف ہے۔ ہم نام ہونے کی وجہ سے یہ سرکار محبوب سبحانی کی طرف منسوب کردی گئی۔ میں نے یہ سُن کر عرض کیا حضرت آپ بالکل سچ فرماتے ہیں۔ ہمارے مرشد سلطان الفقراء حضور قبلہ صوفی غلام محمد قادری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہی فرمایا کہ یہ سرکار کی تصنیف نہیں بلکہ آنجناب کی طرف منسوب ہے۔ اس میں بعض ایسی باتیں ہیں جو سرکار کبھی بھی نہیں فرما سکتے۔ جیسا کہ اس کتاب میں شیعوں کے تیس فرقے بتائے گئے اور انہیں کافر قرار دیا گیا، جبکہ سرکار نے اپنے مریدین کو دس باتوں کی تلقین کی۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ کسی بھی اہل قبلہ کی طرف یقین کے ساتھ کفر وشرک کا فتویٰ نہ دو اور سرکار نے جن باتوں کا اپنے مریدین کو حکم دیا، آپ ان پر پہلے خود عمل پیرا رہے۔ سرکار کی مجالس میں شیعہ آتے، سرکار نے انہیں کبھی نہیں بھگایا۔ بعض اوقات روافض آپ کو آزماتے پھر آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے۔ صوفیاء نے اسلام، محبت و اخوت اور رواداری سے پھیلایا نہ کہ نفرتوں اور عداوتوں اور کفر کے فتووں سے۔

شائق الخیری صاحب نے بتایا کہ میں ۱۹۷۵ء میں لاہور میں بطور ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل کے ڈیوٹی دے رہا تھا۔ ان دنوں میں ایک سخت مشکل میں پھنس گیا۔ ہر طرح سے کوشش کی مگر وہ مسئلہ حل نہ ہوا۔ یہاں تک کہ میرے دل میں بغاوت آنے لگی کہ مزارات پر جانے سے کیا حاصل، یہ نماز روزہ کسی کام کے نہیں۔ وہاں میرے ایک دوست لاہور کے کمشنر تھے۔ پینے پلانے کے بے حد شوقین، کئی دفعہ انہوں نے مجھے دعوت دی مگر میں نے انکار کیا۔ ایک روز تنگ آ کر اور بے حد باغی ہوجانے کے سبب میں نے انہیں

خود فون کیا کہ بھائی پینے پلانے کا انتظام کرو۔ وہ بڑے حیران ہوئے، کہنے لگے مولوی تجھے کیا ہوگیا؟ میں نے کہا بس پینی ہے۔ اُن دنوں شراب کھلے عام ملتی تھی، کوئی پابندی نہ تھی۔ کہنے لگے میں دوپہر کو تمہیں لے لوں گا اور PC میں چل کر لطف اندوز ہوں گے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ وہ دوپہر کو آئے اور گاڑی میں مجھے لے گئے۔ مال روڈ پر ایک جگہ سگنل ریڈ تھا۔ گاڑی رُکی، میں دیکھ کر ششدر رہ گیا کہ سامنے غوث پاک کھڑے مجھے دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ گاڑی آگے چلی، WAPDA ہاؤس کے سامنے سگنل ریڈ تھا، گاڑی رُکی تو میں نے دیکھا سامنے پھر غوث پاک موجود اور مجھے دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ خیر ہم PC ہوٹل پہنچے۔ کمشنر نے کہا کیا پیو گے بتاؤ۔ میں نے کہا بس دو منٹ میں آتا ہوں۔ باہر نکلا اور ٹیکسی پکڑ کر واپس گھر آ گیا۔ رات کو خواب میں حضور غوث الثقلین تشریف لے آئے اور فرمایا تُو نے ہمیں چھوڑ دیا مگر ہم نے تجھے نہ چھوڑا اگر تُو ساتوں زمین کے نیچے چلا جائے تب بھی میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے ہمیشہ سرکار کا جمال دیکھا۔ زندگی میں ایک بار آپ کا جلال دیکھا۔ میری تبدیلی کراچی ہوگئی تھی۔ میرا معمول ہے کہ میں عشاء کے بعد ایک تسبیح استغفار کی، ایک درود شریف کی اور قصیدہ غوثیہ شریف پڑھتا ہوں۔ بس ایک دن مایوس ہو کر میں نے تسبیح دیوار پہ دے ماری اور کہا غوث پاک ووثِ پاک کچھ نہیں۔ آنجناب بڑے جلال میں خواب میں تشریف لائے اور فرمایا میں تیری ہر بات برداشت کرلوں گا، ہر نخرہ اُٹھالوں گا، مگر گستاخی برداشت نہیں کروں گا۔ میں کانپ کر رہ گیا۔

شائق الخیری صاحب نے مجھے گیلان میں موجود سرکار کی جائے ولادت کی تصویر دِکھائی۔ میں نے حیرت سے پوچھا کیا ابھی تک وہ جگہ محفوظ ہے۔ فرمایا ہاں وہاں پر عمارت تعمیر ہے جہاں زائرین کا اژدھام رہتا ہے۔ وہاں سرکار کی والدہ محترمہ کی قبرانور بھی ہے جس کی لوگ زیارت کرتے ہیں۔ میں ہر ماہ سرکار کی والدہ محترمہ ''ماں جی'' کی فاتحہ کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ فیضانِ غوثیت مجھ سے منقطع ہوگیا۔ میں نے بڑی کوشش کی مگر معاملہ صحیح نہ ہوا تو میں نے ماں جی کو وسیلہ بنایا۔ ماں جی کے قدم مبارک پکڑ لیے۔ سرکار کا فیضان پھر سے جاری ہوگیا۔

فرمایا میں نے اپنا ایک درود بنایا ہوا ہے جس میں حضور ﷺ کے والدین پر درود، آپ کی آل و اصحاب پر درود اور سرکار غوثیت مآب پر درود ہے۔ وہ درود یہ ہے:

صلّی اللہُ علٰی حبیبہ سیدنا محمدو والدین کریمینہ و ازواجہ و آلہ و اصحابہ و غوث الاعظم و بارک و سلم۔

(اے اللہ! درود، برکتیں اور سلامتی نازل فرما ہمارے سردار ومددگار حضرت محمد مصطفٰی ﷺ پر، آپ کے والد گرامی پر، آپ کی پیاری والدہ ماجدہ پر، آپ کی آل پر، آپ کے اصحاب پر، آپ کی ذریت پر بالخصوص حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی پر)

شائق الخیری صاحب نے بتایا، جن دنوں میں پنجاب میں تھا۔ میرے ایک دوست دھنکا بابا کے بڑے معتقد تھے اکثر ان کے پاس جاتے رہتے۔ مجھے انہوں نے کئی مرتبہ چلنے کو کہا مگر میں راضی نہ ہوا۔ ایک دن وہ کہنے لگے کہ کیا وہابی ہوگئے؟ میں نے کہا اللہ نہ کرے۔ ان کے بے حد اصرار پر ایک مرتبہ رمضان کے مہینے میں ہم لوگ گئے، سخت گرمی کے دن تھے۔ میں نے دھنکّا بابا سے راستے میں عرض کیا کہ اگر کچھ ہو تو بارش ہی برسادو یہ گرمی کی حدّت کم ہو۔ کچھ نہیں ہوا۔ میں نے پھر عرض کیا کہ جناب سخت پیاس لگی ہے نہ پانی ہے نہ کھانا ہے، یہاں کسی سے مانگیں گے تو وہ مارے گا۔ وہاں کے پہاڑی لوگ بڑے سخت ہوتے ہیں۔ راستہ میں ایک جگہ چشمہ نظر آیا تو ہم نے گاڑی روکی، پانی میں منہ ہاتھ دھویا، پانی پی رہے تھے کہ قریب ہی گاؤں کے گھر کا دروازہ کھلا، اس نے پوچھا کیا کرتے ہو۔ میں نے کہا مسافر ہیں، روزہ نہیں ہے پانی پی رہے ہیں۔ اس نے کہا میرے گھر میں آجاؤ۔ ہم لوگ گئے، فوراً ہی رُوح افزا کا شربت آ گیا۔ میں نے دل میں سوچا گرم گرم پکوڑے بھی مل جائیں تو اچھا ہے۔ پندرہ منٹ بعد میزبان گرم گرم پکوڑے پکوا کر لے آیا۔ ہم لوگوں نے کھائے۔ پھر روانہ ہوئے اور دھنکّا بابا کے پاس پہنچے۔ وہاں ایک اژدھام تھا۔ ڈیڑھ سو آدمی ان کے گرد بیٹھا تھا۔ ان کی بات کوئی نہیں سمجھتا تھا، وہ کسی اور کی نہ سمجھتے تھے، اکثر خاموش ہی رہتے۔ میں اپنے دوست کے ساتھ سب سے پیچھے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر گذری ان کا خادم آیا اور مجھ سے کہنے لگا بابا آپ کو بلا رہے ہیں۔ میں ان کے

پاس گیا تو کہنے لگے خوب، چشمہ کے پانی سے ٹھنڈے ہوئے ، رُوح افزا بھی پیا پکوڑے بھی کھائے۔ اور کیا چاہیے۔ میں نے کہا حضرت کچھ نہیں چاہیے۔ کہنے لگے غوثِ پاک کے مرید ہو۔ پھر خادم کو بولا ان لوگوں کو فوراً کھانا کھلاؤ۔ ہم لوگوں نے ڈٹ کر کھایا اور واپس آ گئے۔ میرے دوست نے کہا کہو بھئی ملاقات کیسی رہی، تمہارے اندر زیادہ خوشی کے آثار نظر نہیں آتے۔ میں نے کہا تمہارا اصرار تھا تو میں چلا گیا وگرنہ جسے سرکار محبوب سبحانی مل جائیں اسے نہ کسی دھنگّا بابا کی ضرورت ہے نہ ہی وہ ان بزرگوں سے متاثر ہوتا ہے۔

فرمایا یہاں کراچی میں قادریہ سلسلے کے ایک بزرگ تھے، سرکار سے بڑی محبت کے دعویدار تھے۔ میں نے سرکار سے ان کے بارے میں کئی مرتبہ پوچھا کہ ان کے بارے میں بتائیں کافی دنوں بعد سرکار نے فرمایا وہ کچھ بھی نہیں۔

شائق الخیری صاحب نے فرمایا کہ یہ جو سرکار کا فرمان ہے کہ ''اسمی کالاسم الاعظم'' میرا نام اسم اعظم کی طرح ہے۔ یہ بالکل حق ہے، میں نے بارہا اس کو آزمایا ہے۔ ایک مرتبہ میں نے نئی ھنڈا کار شوروم سے خریدی اسے لے کر گھر آرہا تھا کہ راستے میں موٹر سائیکل پر سوار دو لڑکوں نے پیچھا شروع کر دیا۔ میں نے جیسے ہی گھر کے سامنے گاڑی کھڑی کی وہ پیچھے سے آ گئے۔ ایک نے ٹی ٹی نکال لی اور چابی مانگی۔ میں نے دل ہی دل میں یاغوث اعظم پکارنا شروع کیا۔ نہ جانے ان لڑکوں نے کیا دیکھا، ایک نے دوسرے سے پنجابی میں کہا جلدی بھاگو اور وہ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر فرار ہو گئے۔

کراچی میں ۱۹۸۱ء میں نشتر پارک میں ایک عظیم الشان جشن غوث الاعظم کا انعقاد کیا گیا۔ اس میں ملک بھر سے علماء اور مشائخ کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ میرِ مجلس سیّدنا غوث الاعظم کے گدی نشین، شائق الخیری صاحب کے پیرومرشد سیّد یوسف الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس سارے پروگرام کا انعقاد ترتیب وتشکیل اور انتظامات محترم شائق الخیری صاحب نے فرمائے۔ آپ نے بتایا اُن دنوں میں صبح سے نکلتا تھا اور رات گئے گھر لوٹتا تھا۔ بس ایک دھن سوار تھی، ان ایّام میں مجھے روز سرکار محبوب سبحانی کی زیارت ہوئی۔ میں سرکار کو مسکراتے ہوئے خوشی کے عالم میں دیکھتا۔ میں نے سرکار سے عرض کیا سرکار

میں آپ کو اس مجلس میں ظاہری آنکھوں سے تشریف فرما دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجلس کے دوران، میں مقررین کی ڈائس کے پیچھے بیٹھا تھا۔ عقیدت مندوں کا سمندر تھا، مگر سرکار کا کہیں پتا نہ تھا۔ بالآخر میں نے کہا سرکار اگر آپ دس منٹ میں تشریف نہ لائے تو اس محفل سے چلا جاؤں گا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حاضرین کے سروں پر چلتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں اور اسٹیج پر آ گئے۔ یہ منظر میں نے اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔

آپ نے بتایا جن دنوں عراق ایران جنگ ہو رہی تھی، بغداد کے لیے تمام فلائٹس بند تھیں۔ اقوامِ متحدہ نے پابندی لگائی ہوئی تھی۔ ان دنوں بے نظیر کی حکومت تھی۔ میں بغداد شریف حاضری کے لیے تڑپ رہا تھا، مگر کوئی ذریعہ نہ تھا۔ میں نے سرکار محبوب سبحانی سے عرض کی کہ مجھے کسی طریقے سے بلوالیں۔ اگلے دن میں نے اخبار میں اشتہار دیکھا کہ PIA کی تین فلائٹس زائرین کو لے کر بغداد جائیں گی۔ آصف زرداری نے شیعوں کو زیارت پر بھیجنے کے واسطے خصوصی اجازت لی تھی۔ میں نے اپنا پاسپورٹ دے کر ایک ساتھی کو ٹکٹ کے حصول کے لیے بھیجا۔ اس نے بتایا کہ جناب یہاں لوگوں کا اژدھام ہے اور ایسا رش ہے کہ میں اندر گھسنے سے قاصر ہوں۔ میں نے PIA کے ایک ڈائریکٹر کو فون کیا۔ اس نے بھی کہا کہ بہت مشکل ہے، تمام فلائٹس فل ہیں۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا مجھے بس کسی بھی طرح سے ایک سیٹ چاہیے۔ میں نے انہیں پاسپورٹ بھجوادیا۔ سرکار نے کرم فرمایا اور ایک سیٹ مجھے مل گئی۔ جہاز میں ہم تین افراد سُنّی تھے باقی تمام شیعہ تھے۔ بغداد پہنچ کر فائیو اسٹار ہوٹل میں سب جمع ہوئے۔ منتظمین نے پاسپورٹ لے لیے اور کہا کہ تین دن بعد یہاں سے دو بجے واپسی کے لیے بس روانہ ہوجائے گی، کسی کا انتظار نہ کیا جائے گا۔ انہوں نے پروگرام بتایا کہ اگلے دن سب کربلا جائیں گے وہاں سے نجف اشرف حاضری دیں گے۔ میں نے بھی پاسپورٹ ان کے حوالے کیا اور کہا کہ میں مقررہ دن دو بجے یہاں پہنچ جاؤں گا۔ میں وہاں سے سیدھا سرکار کے روضہ پر حاضر ہوا۔ جیسے ہی بڑے دروازہ سے اندر داخل ہوا ایک نوجوان نے میرا بریف کیس میرے ہاتھ سے لے لیا۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ کہنے لگے میں یہاں اسلامی ریسرچ کے سلسلے میں

سرکاری طور پر آیا ہوا ہوں۔ میرا تعلق فیصل آباد سے ہے۔کل رات مجھے خواب میں حضور غوث الثقلین کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے آپ کو دِکھا کر فرمایا میرا غلام آرہا ہے اس کا ہر طرح سے خیال رکھنا۔ میں نے کہا انہوں نے میرا نام بھی بتایا؟ کہنے لگا ہاں خیری۔ وہ مجھے اپنے کمرے میں لے گیا۔ میں تین دن سرکار کے حضور حاضر رہا۔تیسرا دن جمعہ کا تھا۔ دو بجے ہوٹل پہنچنا تھا۔ میں نے کہا چاہے کچھ ہوجائے میں جمعہ کی نماز سرکار کی مسجد میں پڑھوں گا۔نماز اَدا کی، پھر ٹیکسی کر کے ہوٹل پہنچا۔ ساڑھے تین بج رہے تھے، بس بالکل تیار کھڑی تھی۔ جیسے ہی میں بیٹھا وہ چل دی۔

11/ اگست 2013ء بروز اتوار شائق الخیری صاحب سے ملاقات ہوئی ۔ آپ نے بتایا کہ 1968ء میں میری تنخواہ چار ساڑھے چار سو روپے تھی میرے دل میں بغداد شریف حاضری کا شوق پیدا ہوا۔ بغداد کا ریٹرن ٹکٹ پانچ ہزار روپے تھا۔ کیسے جاؤں ۔ دفتر کے ایک ساتھی کے مشورہ پر آٹھ ہزار کا قرض دفتر سے لیا دو ہزار میں موٹر سائیکل بیچی اور بغداد شریف پہنچ گیا۔ سرکار کے روضے کے باہر ادب سے کھڑا ہو گیا کہ سرکار بلائیں گے تو جاؤں گا۔

صبح آٹھ بجے سے کھڑا کھڑا شام چار بج گئے ۔ میں نے دیکھا کہ سرکار روضہ مبارک پر تشریف فرما مجھے اشارے سے اندر بلا رہے ہیں ۔ جب میں اندر پہنچا تو سرکار غائب !۔ فاتحہ سے فارغ ہوکر سوچ رہا تھا کہ کسی سے کوئی سستا سا ہوٹل ٹھہرنے کے لیے پوچھوں ۔ پہلی دفعہ بغداد آیا تھا کسی کو بھی نہیں جانتا تھا کہ سرکار کے گدی نشین سید یوسف الگیلانی تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا تم سامنے اوپر والے کمرے میں ٹھہرو ۔ آپ کے ہمراہ خادمین نے میرا سامان اٹھایا اور کمرے میں پہنچا دیا۔ اس کمرے سے سرکار کا روضہ بالکل سامنے نظر آتا تھا۔ وہاں ایک کرد عورت مسجد کے صحن میں جھاڑو لگاتی تھی ۔ مزاج کی بہت سخت تھی کسی اور کو یہ کام نہ کرنے دیتی تھی مگر مجھے اس نے جھاڑو لگانے کی اجازت دے دی۔ پھر میں نے اس سے وہ جھاڑو مانگی مگر اس نے انکار کر دیا۔ میں روضہ پر حاضر ہوا وہاں ایک خادم پھول جھاڑو سے مزار کی چادر صاف کر رہا تھا۔ اس نے وہ جھاڑو مجھے عطا کی ۔ وہ اب تک میرے پاس بطور تبرک رکھی ہوئی ہے ۔شائق الخیری صاحب نے وہ جھاڑو مولف کو

تحفتہً دے دی۔

آپ نے بتایا میں لاہور میں مقیم تھا۔سرکاری نوکری تنخواہ چار ساڑھے چار سو۔ میں سید محمود شاہ محدث ہزاروی سے بیعت تھا۔ایک رات اچانک 15-20 پیر بھائی آ گئے ۔ کہنے لگے ہم یہاں فلاں جگہ آئے تھے مگر انہوں نے چائے پلا کر رخصت کر دیا۔ کھانے کو بھی نہ پوچھا۔ سخت بھوک لگی ہے ۔گھر میں ڈیڑھ کلو چاول اور ڈیڑھ کلو دال تھی میں نے اس کی کھچڑی پکا کر انہیں کھلا دی ۔ اگلے دن پریشان ، جیب میں چند روپے کرائے کے لیے ۔ اب کھاؤ پیوںگا کیا؟ سرکار کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا تیرے گھر سے جو بھی کھائے گا۔ وہ میرا لنگر کھائے گا اس سے اگلے دن ایک بہت پرانا دوست اچانک مل گیا۔ وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا کئی سال بعد اس سے ملاقات ہوئی تھی ۔ وہ مجھے ہوٹل لے گیا ۔کھانا کھلایا پھر جیب سے 2000 روپے نکال کر دیئے ۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسے ہیں اس نے کہا کالج کے زمانے میں میرے پاس فیس نہیں تھی تو اس وقت یہ تم نے مجھے دیئے تھے ۔اس زمانے میں 2000 روپے بہت بڑی بات تھی ۔

بابا سیف الرحمن کو حیات المعظم حصہ دوم پڑھنے کو دی ۔ اسے خواب میں سرکار کی زیارت ہوئی ۔ وہ دل میں سوچنے لگا کہ ہمارا خیری کہاں ہے ۔ اس نے دیکھا کہ میں آیا اور سرکار کے قدموں میں جا گرا۔

15 ستمبر 2013ء بروز اتوار شائق الخیری صاحب سے آپ کے گھر پر ملاقات ہوئی ۔ فرمایا جب نیوی میں تھا تو ایک خاتون ہمارے ساتھ کام کرتی تھیں۔ پچھلے دنوں ان کا فون آیا کہنے لگیں مجھے سرکار غوثیت مآب کا عشق چاہیئے ۔شائق الخیری صاحب نے فرمایا میں آپ کو طریقہ بتا سکتا ہوں مگر کامیابی سرکار کے کرم سے مشروط ہے ۔ ان کا ایک مسئلہ تھا جس میں وہ سخت پریشان تھیں ان کا بیٹا شادی شدہ تھا مگر ایک اور عورت سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ وہ بار بار مجھے فون کرے کہ میں کسی کی بچی گھر لائی ہوں یتیم بچی ہے ۔ اپنے بیٹے کو ہر طرح سے سمجھایا مگر وہ نہیں مانتا۔ ابھی پچھلے دنوں اس کا فون آیا اس نے بتایا کہ رات خواب میں آپ تشریف لائے اور مسئلہ کے حل کی نوید سنائی ۔ دوسرے دن بیٹے نے خود دوسری جگہ شادی سے انکار کر دیا۔ میں نے کہا کہ اب آپ نے لازماً گیارہویں شریف کی محفل

کروانی ہے۔

شائق الخیری صاحب نے بتایا جن دنوں میں لاہور میں تھا میرے بنگلے سے کچھ فاصلے پر ایک حکیم صاحب رہتے تھے میری ان سے دعا سلام تھی اکثر ان کے ہاں چلا جاتا وہاں ایک مجذوب نما بابا مطب کے باہر اکثر نظر آتا۔ وہ اپنے آپ سے باتیں کرتا رہتا تھا۔ میں نے حکیم صاحب سے اس کے بارے میں پوچھا تو کہا یہ اللہ لوگ ہے(اللہ والا ہے) دن بھر گھومتا پھرتا ہے رات کو میرے مطب میں سو جاتا ہے ۔ ایک دن حکیم صاحب نے پائے پکوائے اور مجھے کھانے پر بلوایا۔ سردیوں کے دن تھے ۔ اس زمانے میں لاہور میں شدید سردی پڑتی تھی۔ کھانا کھاتے گپیں مارتے دیر ہو گئی ۔ حکیم صاحب نے کہا اب اتنی رات کو سردی میں کہاں جاؤ گے یہیں میرے مطب میں سو جاؤ۔ میں نے کہا یہ بابا مخل ہو گا۔ فرمایا یہ کچھ نہیں کہتا اپنے حال میں مگن رہتا ہے ۔ خیر میں سو گیا۔ آدھی رات کو دستک ہوئی فلیگ لگی ہوئی گاڑی مطب کے باہر کھڑی تھی ۔ حکیم صاحب اٹھے پتہ کیا تو معلوم ہوا برٹش ہائی کمشنر ہے اسے ایک شخص یہاں لایا تھا اس نے بتایا اس کا ایک مسئلہ ہے میں نے اسے بابا کے بارے میں بتایا تھا تو یہ مجھے لے کر یہاں آ گیا حکیم صاحب نے مجھے کہا کہ اس گورے سے پوچھو کیا مسئلہ ہے ۔ اب میں اس سے پوچھ کر بابا کو ترجمہ کر کے اردو میں بتاتا گیا۔ ہائی کمشنر نے بتایا میری بیوی ہسپتال میں داخل ہے زچگی کے سلسلے میں اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یا تو بچہ بچے گا یا تمہاری بیوی۔ لاہور میں ایک امریکن ہسپتال میں اس کی بیوی داخل تھی ۔ میں نے بابا کو ساری بات بتائی کہ یہ دعا کے واسطے آیا ہے اس کا مسئلہ حل کریں۔ بابا نے مصلہ منگوایا اور اس کو بچھایا تو وہ الٹا تھا اس پر کھڑے ہو کر اس نے سب کو کہا پیچھے صف میں آ جاؤ اب ہم سب بمعہ گورے کے اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے اس نے اللہ اکبر کہا اور ہاتھ باندھ کر سیدھا سجدے میں گر گیا اور ایک ہی جملہ کہتا رہا'' یا غوث الٹے کو سیدھا کرنا تیرا کام ہے''۔'' یا غوث الٹے کو سیدھا کرنا تیرا کام ہے ۔'' ابھی کچھ دیر گزری کے ہم سب کے کانوں میں بچے کے رونے کی آواز آئی۔ بابا نے سجدہ سے سر اٹھایا اور کہا جاؤ بچہ ہو گیا اور تیری بیوی بھی زندہ ہے ہائی کمشنر نے جیب سے پونڈ نکال کر اسے ایک گڈی دی اور چلا گیا بابا نے وہ سارے نوٹ قریب کے نالے میں پھینک دیئے ۔

ایک دن اچانک وہ بابا کہنے لگا میری بدلی ہوگئی ہے اور میری ڈیوٹی ملائشیا میں لگا دی گئی ہے میں وہاں جا رہا ہوں۔ حکیم صاحب نے کہا بابا نہ تمہارے پاس پاسپورٹ ہے نہ پیسہ نہ ٹکٹ کیسے ملائیشیا جاؤ گے اس نے کہا وہ سب آ رہا ہے۔ چند روز بعد ڈاک سے اس کے لیے پاسپورٹ، ویزہ اور ٹکٹ آ گئے اور وہ ملائیشیا روانہ ہو گیا۔ میں ایک مرتبہ ملائیشیا گیا تو میں نے اسے تلاش کیا کہ بابا عبد الرحمن کہاں ہے۔ پتہ چلا وہ ایک کالج میں دینیات پڑھاتا ہے اور وہیں قریب میں رہتا ہے۔ میں ملنے گیا تو وہ مجھے پہچان گیا اس کی حالت بدل گئی تھی داڑھی منڈوا کر کلین شیو سر پر ٹوپی اور سادے سے کچے مکان میں رہتا تھا۔ میرے پاس اس کا ایڈریس تھا مگر وہ گم ہو گیا۔ پھر اس سے رابطہ نہ ہو سکا۔

29 ستمبر 2013ء بروز اتوار ریاض صاحب کے ہاں گیارہویں شریف کی محفل منعقد ہوئی۔ بڑی ہی پر نور محفل تھی، شائق الخیری صاحب بھی شریک مجلس تھے۔ سرکار محبوب سبحانی کی شانِ مبارک میں بڑی ہی عمدہ منقبتیں پیش کی گئیں بعد میں اس عاجز و مسکین نے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شان، اپنے علم کے مطابق بیان کی جس میں آنجناب کے تصرفات، فریادرسی اور ماورائے گماں شانِ مبارک کا بیان کیا گیا۔ پھر سرکار کی شان میں میرا تحریر کردہ سلام پیش کیا گیا۔ پھر فاتحہ اور دعائے خیر ہوئی۔ محفل کے اگلے روز میں نے ریاض صاحب سے پوچھا تو بتایا کہ آج تک ایسی محفل نہ ہوئی۔ سرکار محبوبِ سبحانی اور ہمارے مرشد ساری محفل میں تشریف فرما رہے۔ سلام پڑھتے وقت سرکار نے قیام فرمایا اور دعا کے وقت بھی آپ ہاتھ اٹھائے آمین فرماتے رہے۔

الحمد للّٰہ و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سید محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و اولیائہ و علیٰ سیدنا محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ و علیٰ جمیع فقرائے کاملین و مریدین اجمعین۔

محترم شائق الخیری صاحب نے فرمایا میں ایک شادی کی تقریب میں شریک تھا۔ میرے ساتھ مختلف الخیال لوگ موجود تھے ان میں شاہجہاں نامی ایک بدعقیدہ شخص بھی تھا۔ اس کا تعلق ڈاکٹر عثمانی کی جماعت حزب اللہ سے تھا۔ اس نے دورانِ گفتگو سرکار کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا کہ تیرا غوث پاک کیا کر سکتا ہے؟ میں نے بات ٹالنے کی

کوشش کی مگر وہ مصر رہا کہ غوث پاک کچھ نہیں کر سکتے میں بڑا ملول تھا۔ گھر آ کر میں نے سرکار محبوب سبحانی سے رجوع کیا اور روتے ہوئے عرض کیا کہ سرکار اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی ہے اس کی دونوں ٹانگیں توڑ دیں۔ رات خواب میں سرکار تشریف لائے اور فرمایا میں رحمۃ اللعالمین کا بیٹا ہوں، تو مجھ سے لوگوں کی ٹانگیں تڑواتا ہے؟ اگلے دن پھر سرکار کے حضور میں عرض گزار ہوا کہ اس شخص کی دونوں ٹانگیں توڑ دیں اور میں مسلسل اصرار کرتا رہا۔ تین چار دن کے بعد شاہجہاں کا ایکسیڈینٹ ہو گیا۔ دونوں ٹانگیں چور ہو گئیں اور ڈاکٹروں نے رانوں سے دونوں ٹانگوں کو کاٹ دیا۔

فرمایا جن دنوں میں جشن غوث الاعظم کی تیاریوں میں مصروف تھا ایک دیوانگی کا عالم تھا۔ روز اخبار میں اشتہار دیتا۔ علمائے کرام مشائخ عظام سے ملاقاتیں کرتا۔ ان دنوں دعوت اسلامی کے امیر الیاس قادری میرے پاس آئے اس وقت تک وہ مشہور نہ ہوئے تھے۔ فرمانے لگے یہ آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں میرے لائق کوئی خدمت ہو، کوئی کام ہو تو بتائیں۔ دوران گفتگو میری زبان سے نہ جانے کیا بات نکلی تو مولانا الیاس قادری نے فرمایا یہ تو آپ نے کفر کر دیا آپ کا نکاح فسخ ہو گیا آپ توبہ کریں اور تجدید نکاح کریں۔ میں بڑا پریشان ہوا۔ گھر آیا اس فکر میں تھا کہ اب کیا کروں۔ دوبارہ نکاح پڑھواؤں؟ لوگ کیا کہیں گے؟ رات کو خواب میں سرکار محبوبِ سبحانی تشریف لائے اور فرمایا۔ کچھ نہیں ہوا، کسی تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔

خیری صاحب نے فرمایا آپ نے کتاب میں میرے واقعات لکھ دیئے اور میرے لیے یہ مصیبت ہو گئی ہے کہ جو جاننے والا یہ واقعات پڑھتا ہے میرے پیچھے پڑ جاتا ہے کہ میرا یہ کام ہے سرکار سے کروا دیں! میرے جاننے والے لوگوں نے یہ کتابیں اپنے جن عزیزوں کو دیں انہیں میرا فون نمبر بھی دے دیا۔ اب فون پر فون چلے آتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں ایک صاحب کا فون آیا کہنے لگے میری بچی کا گھر برباد ہو رہا ہے۔ اس کا شوہر اسے طلاق دینا چاہتا ہے۔ آپ سرکار سے عرض کریں بچی کا گھر برباد ہونے سے بچ جائے۔ میں سرکار کی بارگاہ میں فریاد کرتا رہا اور سرکار کے کرم سے اس بچی کا گھر اجڑنے سے بچ گیا۔

ماہ صفر کی بیس تاریخ کو قوالی کی محفل میں جاتے ہوئے آپ نے بتایا کہ پچھلے دنوں عجیب واقعہ ہوا۔ میں نے اپنے ایک دوست حافظ شہناز کو یہ کتاب حیات المعظم بھیجی تھی اور آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے ماہ اس کا آپ کے سامنے واہ کینٹ سے فون آیا تھا اور آپ کی بھی اس سے بات ہوئی تھی۔ میں نے کہا ہاں مجھے یاد ہے۔ فرمایا اس نے وہ کتاب اپنے ایک دوست حافظ صدیق کو پڑھنے کو دی۔ حافظ صدیق صاحب نے کتاب کو پڑھ کر مجھے فون کیا اور اپنا تعارف کرایا کتاب کی پسندیدگی کا اظہار کیا اور کہا کہ میں آپ کو پھر فون کروں گا۔ چند روز بعد اس کا پھر فون آیا کہنے لگا ایک مسئلہ پوچھنا ہے کہ کیا کسی لڑکی سے محبت کرنا، اس نیت سے کہ اس سے شادی کی جائے، جائز ہے؟ میں نے کہا کہ مسائل تو آپ کسی مفتی صاحب سے پوچھیں وہ بہتر جواب دے سکتے ہیں میرے مسلک میں محبت کی شادی بالکل جائز ہے بشرطیکہ کوئی غیر شرعی کام نہ کیا جائے۔ حافظ صاحب کہنے لگے میں اپنے ماموں کی لڑکی سے محبت کرتا ہوں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں مگر ماموں مجھے پسند نہیں کرتے اور انہوں نے لڑکی کی شادی کہیں اور طے کر دی ہے۔ چند روز بعد اس کی شادی ہونے والی ہے اور اگر اس کی شادی کہیں اور ہوگئی تو میں اپنی جان دے دوں گا۔ میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں نے حافظ صاحب کو فون پر سمجھایا کہ کوئی ایسا جذباتی قدم نہ اٹھانا میں تمہارے لیے سرکار کی جناب میں عرض کروں گا۔ میں سرکار کے حضور حاضر ہوا اور عرض کیا کہ سرکار احمد حسن صاحب نے مجھے مروا دیا ہے۔ آپ کرم فرمائیں اور اس غریب کا یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ میں نے سرکار کی جناب میں اس کے حق میں فریاد کی، کوئی جواب نہ ملا، چند روز بعد اس کا پھر فون آیا وہ زار و قطار رو رہا تھا اور خودکشی پر مصر تھا۔ میں نے اسے تسلی دی اور سرکار سے پھر رجوع کیا تو میں نے دیکھا کہ شبیہہ مبارک میں سرکار کی آنکھیں متحرک ہوئیں۔ دو روز کے بعد رات ڈیڑھ بجے حافظ صدیق کا پھر فون آ گیا وہ زار و قطار رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ جناب اگلے ہفتے اس لڑکی کی شادی ہے کچھ کریں نہیں تو میں مر جاؤں گا۔ میں اٹھا اور تہجد ادا کی اور سرکار کے حضور فریاد رس ہوا۔ خواب میں سرکار کی زیارت ہوئی۔ فرمایا کہہ تو دیا کہ اس کا کام ہو جائے گا۔ صبح میں نے حافظ صدیق صاحب کو فون کر کے خوشخبری دی۔ ایک ہفتے کے بعد حافظ صدیق صاحب کا

فون آیا کہنے لگا آپ نے تو کہا تھا کہ میرا کام ہو جائے گا اور ادھر بارات آ گئی ہے اور نکاح کے کاغذ بھرے جا رہے ہیں۔ اب میں کیا کروں۔ میں نے کہا کہ سرکار نے فرما دیا ہے کہ تمہارا کام ہو جائے گا۔ کیسے ہوگا؟ یہ میں نہیں جانتا مگر مجھے یقین ہے کہ تمہارا کام ہو جائے گا اور اگر تمہیں یقین نہیں تو آئندہ مجھے فون نہ کرنا یہ کہہ کر میں نے لائن کاٹ دی۔ تیسرے دن حافظ صدیق کا فون آیا کہنے لگا عجب معاملہ ہوا نکاح سے پہلے نہ جانے کس بات پر دولہا کو غصہ آ گیا اور اس نے لڑکی کے بھائی کو مکہ مار دیا پھر لڑکی کے بھائی اور اس کے کزن نے مل کر دولہا کی پٹائی کر ڈالی اور وہ شادی نہ ہوسکی، بارات واپس چلی گئی۔ چند روز بعد لڑکی کے والد ہمارے گھر آئے اور میری ماں سے کہا کہ تم لوگ یہ رشتہ چاہتے تھے تو ہم حافظ صدیق سے لڑکی بیاہنے پر تیار ہیں اور اس طرح یہ رشتہ طے پا گیا۔ میں نے کہا اب مانتے ہو میرے غوث پاک کے تصرفات کو؟ اس نے کہا دل و جان سے قائل ہو گیا ہوں۔

جمعہ 31؍جنوری 2014ء قوالی کی محفل میں جاتے ہوئے سرکار کے اس عاشقِ صادق نے بتایا کہ میرا چھوٹا بیٹا شادی کے لیے اور وہاں مستقل طور پر ٹھہرنے کے لیے امریکہ جا رہا ہے۔ ویزے کے حصول میں کافی دشواریاں تھیں اور بظاہر ویزہ ملنا ناممکن نظر آ رہا تھا۔ امریکی سفارتخانے نے بے شمار کاغذات و تفصیلات طلب کی تھیں جنہیں انٹرویو میں دکھانا تھا۔ میں نے اپنی اہلیہ اور بیٹے کو اسلام آباد بھیج دیا اگلے دن انٹرویو تھا اور رات کو میں سرکار کے حضور فریادرس تھا کہ یہ کام ہونا چاہیے مسلسل التجا کے باوجود کوئی اشارہ نہ ہوا، نہ ہاں کا نہ نا کا۔ دو بجے رات کو میں اشکبار سرکار کی شبیہہ مبارک سے یہ کہتا اٹھا کہ سرکار یہ کام نہ ہوا تو میں آپ سے ناراض ہو جاؤں گا۔ جا کر سو گیا۔ خواب میں سرکار محبوب سبحانی تشریف لائے اور فرمایا ناراض کیوں ہوتے ہو ویزہ لگ گیا۔ میں خوش خوش اٹھا اور اہلیہ کو فون کر کے خواب کے بارے میں بتایا۔ صبح سب سے پہلا نمبر میری اہلیہ اور بچے کا تھا۔ چند سرسری سوالات کے بعد آفیسر نے کہا آپ کو مبارک ہو آپ کا ویزہ لگ گیا۔ میری اہلیہ نے کہا آپ نے اتنے سارے کاغذات منگوائے ہیں، انہیں نہیں دیکھیں گے؟ اس نے کہا نہیں، آپ کا ویزہ لگ گیا ہے۔ میں نے اس بات کی خبر بچے کی ہونے والی

ساس کو دی جوان باتوں کونہیں مانتی تھی۔ وہ بھی بڑی حیران ہوئی اور کہنے لگی کیا مجھے بھی گیارہویں کرنی ہوگی میں نے کہا کرلیں تو بہت اچھا ہے۔

آپ نے فرمایا میں سید محمود شاہ محدث ہزاروی سے 12 برس منسلک رہا میں ان کے بے حد قریب تھا۔ ان کی بڑی خدمت کی لوگ مجھے ان کا بیٹا سمجھتے تھے۔مگر جب خلافت دینے کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے نظر انداز کر دیا اور تین دوسرے لوگوں کو خلافت عطا کی۔ مجھے اس بات کا سخت صدمہ تھا۔ دل بڑا افسردہ تھا کہ رات کو خواب میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ایک صندوق منگوایا اسے کھولا اس میں ایک اور صندوق نکلا اسے کھولا تو اس میں ایک سونے کی خوبصورت ٹوپی تھی آپ نے اسے میرے سر پر رکھی اور فرمایا یہ رہی تیری خلافت۔

5-2-2014 کو ناظم صاحب کے ہمراہ یامین صاحب کی عیادت کو گیا اور انہیں گیارہویں شریف میں شرکت کی دعوت دی۔ 11 فروری بروز منگل شبِ گیارہ ربیع الثانی کو غریب خانے پر بڑی پر نور محفل گیارہویں شریف منعقد ہوئی۔ یامین صاحب بھی تشریف لائے۔سرکار کی شان میں بڑی عمدہ منقبتیں پڑھی گئیں۔سرکار کی سیرت مبارکہ اور فضائل ومناقب اور تعلیمات پر اس حقیر کا بیان ہوا پھر میرا لکھا ہوا سرکار کی شان میں سلام پڑھا گیا۔

ریاض صاحب نے خبر دی کہ آج کی محفل ،تمام محفلوں سے افضل واعلیٰ تھی۔ ہر محفل میں صوفی صاحب مسند پر تشریف رکھتے تھے۔آج وہ سامعین میں بیٹھے تھے گویا یہ محفل ان کی طرف سے سیدنا غوث الاعظم کے واسطے منعقد کی گئی تھی۔ جب میرے والد کی سرکار کی شان میں لکھی گئی منقبت آصف صاحب نے پڑھنی شروع کی تو سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے پھر ساری محفل میں آخر تک شریک رہے اور فضاء میں روحانین کا اژدھام تھا جو تمام شریک محفل تھے،سرکار نے اہل مجلس کو مغفرت کی بشارت سے نوازا۔ ریاض صاحب کے گمان میں آج شب منعقدہ محفل گیارہویں۔ روئے زمین پر آج منعقدہ تمام گیارہویں کی محافل سے زیادہ مقبول اور فضیلت والی تھی۔ واللہ اعلم

پائیں گے دو جہاں درِغوث الورا سے ہم　　　حاصل کریں گے رب کی رضا اب یہاں سے ہم

اے غوث پاک آپ سے نسبت کے میں   پہچانے جائیں گے ترے نام ونشاں سے ہم نثار

شائق الخیری صاحب اپنے گھر میں منعقدہ گیارہویں شریف کے سبب اس محفل میں شریک نہ ہو سکے بعد میں جب ملاقات ہوئی تو میں نے آپ کو ان بشارتوں سے مطلع فرمایا۔ اگلے دن قوالی کی محفل میں جاتے ہوئے خیری صاحب نے بتایا کہ جب میں گھر آیا تو دل بڑا ملول تھا ۔ بے حد افسوس تھا کہ میں کیوں اس محفل میں شریک نہ ہوا کہ میرے حق میں بھی مغفرت کی بشارت مل جاتی رات خواب میں سرکار محبوب سبحانی کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا تو کیوں افسردہ ہے، تو پہلے ہی سے بخشا بخشایا ہے تو تو ازل سے میرا ہے ۔ یہ بشارت سن کر دل باغ باغ ہو گیا۔

محترم شائق الخیری صاحب نے بتایا اپریل ۲۰۱۲ء میں میرا ۵ مہینے کا پوتا شدید بیمار ہو گیا۔ اسے ہر وقت 103/102 بخار رہنے لگا۔ آنکھیں، گال اور ہونٹ بہت زیادہ سرخ ہو گے۔ کئی ماہر ڈاکٹروں کو دکھایا گیا۔ طرح طرح کے ٹیسٹ کرائے گئے۔ ہر ٹیسٹ صحیح اور کلیئر نکلا۔ ڈاکٹروں اور اسپیشلسٹس نے رنگ برنگی اینٹی بائیوٹک ننھے سے بچے کو کھلائیں۔ مگر ان سب کا نتیجہ کچھ نہ نکلا اور بچہ بدستور 28/29 دن شدید بیمار رہا۔ آخر میں ڈاکٹروں نے فرما دیا کہ بچے میں کوئی مخفی انفیکشن ہے اس کے ساتھ ہی انہوں نے اور کئی اینٹی بائیوٹک دوائیں تجویز کر دیں۔ کوئی ان سے پوچھے کہ جب تم مخفی انفیکشن کا نام تک نہیں جانتے تو اتنی ننھی سی جان کو اینٹی بائیوٹک دوائیں کس مقصد کے لئے دے رہے ہو؟ ان ناخداؤں نے 3 دن بچے کو اسپتال میں داخل رکھا۔ المختصر بچہ کسی صورت نہ تو صحت یاب ہوا اور نہ ہی صحتیابی کے کوئی آثار نظر آئے۔

میں بہت مایوس اور انتہائی حالتِ اذیت میں ایک رات اٹھا ۔حضرت غوث پاک کے لئے میں نے اپنے کمرے میں ایک مسند بنا رکھی ہے۔ اس کے آگے میں اوندھے منہ لیٹ کر حضور کو حاضر جان کر ناک رگڑنے لگا اور بلک بلک کر آپ کو پکارنے لگا اور بچے کی صحت اور زندگی کے لئے آہ و بکا کرنے لگا۔ لگ بھگ آدھے گھنٹے بعد مجھے محسوس ہوا کہ میرا منہ کسی کے پیر سے ٹکرایا۔ میں نے منہ اٹھا کر دیکھا تو مسند شریف پر جناب

غوث پاک تبسم فرماتے ہوئے اس طرح جلوہ افروز تھے کہ سارے جسم مبارک سے روشنی کی شعائیں نکل کر میرے کمرے میں پھیل کر ہلکا سا اجالا کر رہی تھیں۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا ''کیوں پریشان ہے۔ بچے کو کچھ نہیں ہوا۔ کوئی انفیکشن نہیں۔ بچے ایک ایک دو دو دانت نکالتے ہیں۔ یہ بچہ سات دانت ایک ساتھ نکال رہا ہے بس اس کا زور ہے اور اس لئے بخار ہے اور کچھ بھی نہیں۔ میں نے تڑپ کر عرض کیا : سرکار آج 28 دن ہو گئے اور بخار ایک لمحے کے لئے بھی نہیں اترا۔ ہماری تو نیندیں حرام ہیں۔ آپؓ نے فرمایا :اب نہیں ہو گا بخار۔ تو بچے کو ''کیمو ملا'' دے۔ کیمو ملا ہومیو پیتھی کی ایک دوا ہے۔ صبح نو، ساڑھے نو بجے میری بہو بچے کو لے کر میرے پاس آئی اور کہنے لگی : ''پاپا آج 28/29 دن کے بعد میرے بچے کو بخار نہیں ہوا اور بچہ سکھ سے ساری رات سوتا رہا''۔ وہ دن اور آج کا دن بچے کو پھر بخار نہ ہوا اور بچہ سو فیصد صحت یاب ہے۔ الحمدللہ۔

یکم اگست 2014ء بعد عصر محترم شائق الخیری صاحب کو فون کیا۔ میں نے بتایا کہ میرا ارادہ حیات المعظم حصہ اول اور حصہ دوم کو ملا کر چھپوانے کا ہے اور میں نے آپ کے نام کو حذف کر کے اسے سرکار کے ایک عاشق سے تبدیل کر دیا ہے۔ فرمایا یہ آپ نے بہت اچھا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ آج یامین صاحب سے ملاقات ہوئی تھی اور میں نے اس بات کا ان سے بھی ذکر کیا تو یامین صاحب نے کہا کہ اگر آپ نام نہ لکھیں گے تو لوگ اسے افسانوی بات سمجھیں گے۔ لہٰذا نام کا اظہار کریں۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ حصہ دوم کی اشاعت میں کیونکہ پہلے آپ کے نام کا اظہار ہو چکا ہے تو جو آپ کے جاننے والے ہیں وہ ویسے ہی آگاہ ہیں کہ وہ عاشق کون ہے اور جو آپ کو نہیں جانتا اس سے چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ کا اور میرا مقصد صرف اور صرف سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شان اور تصرفات کا اظہار ہے اپنی تعریف و توصیف کرانا مقصود نہیں۔ آپ نے اجازت دی کہ جیسا آپ چاہیں کریں کہ آپ سیدنا غوث الاعظم کے پسندیدہ لوگوں میں سے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضرت کیا کہہ رہے ہیں خیری صاحب نے فرمایا خدا کی قسم، خدا کی قسم مجھے دو مرتبہ سرکار محبوب سبحانی نے فرمایا ''احمد حسن سے پیار کرتے رہنا کہ یہ مجھے بہت پسند ہے۔'' آپ چاہیں تو یامین صاحب کے ذریعے اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ میں

نے عرض کیا کہ میں تو کچھ بھی نہیں یہ محض سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا کرم ہے ۔ آنجناب کی خصوصی عنایت ہے ۔ اے ارحم الراحمین اپنے کرم خاص سے ہمیں ایسے اعمال ، افعال اقوال اور احوال نصیب فرما جن سے تیرے محبوب سبحانی راضی ہو جائیں اور ہمیشہ راضی رہیں۔ اے پیارے رب ! ہمیں آنجناب کی محبت میں زندہ رکھ، ان کی محبت میں مار اور پھر ان کی محبت میں اٹھا اور آنجناب کے قدموں تلے محشور فرما۔ آمین بجاہ نبی الکریم۔

{باب پنجم}

واصفان غوث پاک

ہر دور اور ہر زمانے میں اولیاء اللہ ، سردار اولیاء ، محبوب سبحانی، شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف کرتے رہے۔ آپ کی شان وعظمت، بزرگی و

سرداری کے معترف رہے۔ ان میں سے کچھ کا تذکرہ عارفانِ غوث پاک اور عاشقانِ غوث پاک کے عنوانات کے تحت گزر چکا ہے۔ چند اور بزرگوں کے ارشادات اور مدح سید السادات غوث شش جہات یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ:

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی تعریف میں یہ مشہور شعر مولانا روم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے:

چوں محمد درمیانِ انبیاء غوث الاعظم درمیانِ اولیاء

جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جملہ انبیاء کے درمیان ہیں یعنی تمام انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں تمام انبیاء کو فیضان نبوت تقسیم کرنے والے ہیں بالکل اسی طرح سردار اولیاء سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ جملہ اولیاء کے درمیان ہیں یعنی تمام اولیاء اللہ کے سردار اور جملہ اولیاء میں فیضان ولایت تقسیم فرمانے والے ہیں۔

مولف نے پوری مثنوی مولانا روم میں اس شعر کو تلاش کیا، نہ ملا لوگوں سے پوچھا سب نے بتایا کہ یہ شعر مثنوی میں نہیں ہے مگر مولانا کی طرف منسوب ہے۔ حیرت انگیز طور پر پوری مثنوی شریف میں بظاہر سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے اگرچہ مولانا روم سیدنا غوث الاعظم کے بعد رونق آرائے گیتی ہوئے۔ میں نے یہ سوال کئی اہل علم سے پوچھا مگر کوئی بھی تسلی بخش جواب نہ دے سکا بڑا غور وفکر کیا تو دو جوابات القا ہوئے ایک تو مولانا روم کے دو اشعار جو نام کا اظہار کئے بغیر سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں ہیں سامنے آئے۔

گفت پیغمبر کہ ہست از امتم کو بود ہم گوھر وہم ہمتم

پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایسا شخص ہے جو میرے جوہر علم اور ہمت میں شریک ہے۔

مرمرازاں نور بیند جان شاں کہ من ایشاں راہمی بینم بداں

اس کی روح مجھے اس نور (نورِ الٰہی) سے دیکھ سکے گی، جس سے میں اس کو دیکھتا ہوں۔

اگر ان اشعار میں کئی لوگوں کی طرف اشارہ ہے تب بھی ان تمام اولیاء میں سب سے زیادہ فضیلت شرف اور حضور ﷺ سے قرب و فنائیت سیدنا غوث الاعظم کو حاصل ہے۔ حضور اقدس ﷺ جیسی ہمت والا، آپ ﷺ جیسے علم والا وہی ہو سکتا ہے جو حضور اقدس ﷺ کی ذات مقدسہ میں فنائے تامہ رکھتا ہے اور یہ شرف تمام اولیاء میں سب سے زیادہ، سب سے منفرد اور سب سے کامل طور پر سیدنا غوث الاعظم کو حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تااللہ ھذا وجود جدی ولا وجود عبدالقادر یعنی اللہ عزوجل کی قسم یہ میرا وجود میرے جد امجد جناب رسول اللہ ﷺ ہے عبدالقادر کا وجود نہیں۔

دوسری بات جو القا ہوئی وہ یہ کہ جس طرح جملہ انبیاء میں حضور ﷺ فیض ہے اب جس نبی کی بھی تعریف کریں درحقیقت وہ حضور ﷺ ہی تعریف ہے۔ بالکل اسی طرح ازل سے لے کر ابد تک جملہ اولیاء اللہ میں سردار اولیاء سیدنا غوث الاعظم کا فیض ہے خواہ ان اولیاء کو خبر ہو یا نہ ہو، فیض ولایت ایک ہی در سے آ رہا ہے۔ اس بات پر دلیل عبدالرحمن طفسونجی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ درکات میں موجود بارہ ہزار اولیاء کو جو خلعتیں تقسیم ہوئیں وہ تمام سیدنا غوث الاعظم کے توسل سے ہوئیں مگر وہ تمام اولیاء اور ان سب میں سب سے بڑے عبدالرحمن طفسونجی اس بات سے بے خبر تے۔ تو علم ہو یا نہ ہو فیض ولایت ایک ہی در سے آ رہا ہے۔ جب یہ بات ہے تو جس ولی کی بھی تعریف کی جائے بباطن اور درحقیقت وہ سردار اولیاء کی تعریف ہے جب یہ نقطہ منکشف ہوا تو ساری مثنوی مولانا روم سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ذکر سے بھر گئی۔

حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ:

مولانا الحاج محمد یوسف نوشاہی ہر ماہ ختم گیارہویں شریف کا اہتمام کرتے، حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ ابجد کے لحاظ سے بابو کے عدد گیارہ ہیں اس لئے انہوں نے یہ لفظ اپنے نام کا جزو بنا لیا تھا۔ ایک مرتبہ انہوں نے حافظ شیرازی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا زمانہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

کے بعد کا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے ان کی توصیف میں کچھ نہیں لکھا؟ یہ کہہ کر دیوان حافظ سے فال نکالی تو یہ شعر نکلا:

حافظ از معتقد انست، گرامی دارش
زانکہ بخشائش بس روح مکرم با اوست

حافظ معتقدین میں سے ہے، اس کی عزت کرو، کیونکہ بہت ہی مکرم روح کی عنایات اس کے شامل حال ہیں۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

مکاشفہ غیبیہ میں مجدد الف ثانی تحریر فرماتے ہیں:

''جاننا چاہئیے کہ واصلانِ ذات میں جو بزرگوار ''افراد'' کے لقب سے ممتاز ہیں وہ بہت ہی تھوڑے ہیں اکابر صحابہ اور اہل بیت میں سے بارہ امام اس دولت سے مشرف ہیں اور غوث الثقلین، قطب ربانی، محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اس دولت سے مشرف ہونے میں ممتاز ہیں اور اس مقام میں وہ خاص شان رکھتے ہیں۔ جو دوسرے اولیائے کرام کو نصیب نہیں۔آپ کا یہی امتیاز علو مرتبت کا باعث ہے۔آپ کا ارشاد ہے کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ اگرچہ دوسرے اولیائے کرام کے فضائل و کرامات بہت ہیں مگر آپ کا قرب خصوصیت کے ساتھ عروج میں سب سے زیادہ ہے، اور اس کیفیت کو کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم کا مالک ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی:

شاہ ولی اللہ اپنی کتاب 'ہمعات' کے ہمعہ میں لکھتے ہیں:

''اور امت کے اولیائے عظام میں سے راہ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل و مکمل طور پر اس نسبت اویسیہ کی اصل کی طرف رجوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا ہے وہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں اور اس وجہ سے کہتے ہیں کہ

آنجناب اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔‘‘

حضرت شاہ ولی اللہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں : ’’حق تعالیٰ نے آنجناب رضی اللہ عنہ کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ دور ونزدیک ہر جگہ یکساں تصرف فرماتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے ہم عصر اور بعد میں آنے والے تمام اولیائے کرام کے لئے حصول ولایت اور وصول فیض کا وسیلہ کبریٰ اور واسطہ عظمیٰ ہیں‘‘

ایک اور مقام پر حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں : ’’قادریہ سلسلے میں اگرچہ تعلیم بظاہر شیخ سے ہی ہوتی ہے لیکن سلسلہ قادریہ اویسی روحانیت کا مظہر ہے۔ شیخ کے ساتھ طالب کا ربط ہو یا طالب کی طرف شیخ کی توجہ، اس طریقے میں دونوں ہی ایک ایسے مخصوص انداز سے موجود ہیں جو دوسرے طریقوں میں نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی اپنے اندر ایک ایسا سوتا رکھتی ہے جس کے اندر عالم میں بسیط ہو کر پھیل جانے کی صلاحیت موجود ہے کیونکہ وصال کے بعد آپ نے ملاء اعلیٰ کی سی ہیئت اختیار کر لی ہے اور آپ کے اندر وہ حقیقت منعکس ہو گئی جو سارے عالم میں جاری و ساری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے طریقے میں بھی خاص روح اور زندگی موجود ہے۔‘‘

امداد اللہ مہاجر مکی:

خداوندا بحق شاہ جیلاں　　محی الدین وغوث وقطب دوراں

بکن خالی مرا از ہر خیالے　　ولیکن آں کہ زو پیداست حالے

شیخ محمد اکرم چشتی صابری:

اپنی کتاب اقتباس الانوار میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں

’’جس کسی کو ظاہری، باطنی فیض حاصل ہوا، سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی وساطت سے ہی ہوا۔ خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو۔ کوئی ولی آپ کی مہر کے بغیر منظور اور معتبر نہیں ہو سکتا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دے دی ہے جسے چاہیں، کسی منصب ولایت پر مقرر فرما دیں، جسے چاہیں ایک آن میں معزول فرما دیں۔‘‘

حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ:

جب خواجہ غریب نواز، سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور اکتساب فیض کے لئے بغداد گئے تو قطب الدین بختیار کا کی بھی ہمراہ تھے۔ سرکار محبوب سبحانی نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا یہ لڑکا قطب الاقطاب ہوگا۔ چنانچہ بعد ازاں ایسا ہی ہوا۔ خواجہ قطب الدین، سرکار کی شان میں فرماتے ہیں:

قبلہ اہل صفا، حضرت غوث الثقلین — دستگیر ہمہ جا، حضرت غوث الثقلین
خاکِ پائے تو بود روشنی اہل نظر — دیدہ را بخش ضیاء، حضرت غوث الثقلین

مفتی ہدایت اللہ:

سیدنا غوث الاعظم کی شان میں فرماتے ہیں:

''سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے آنے سے ملت بیضا کو استحکام اور دین مصطفوی کو فروغ نصیب ہوا۔ قسام ازل نے آپ کو وہ فضیلتیں، شانیں اور عظمتیں عطا فرمائیں کہ آپ قطبیت وغوثیت کے قاسم بھی ہیں اور فرد الافراد بھی، سلطان الاولیاء بھی ہیں اور محبوب سبحانی بھی، شیخ طریقت وشریعت بھی ہیں اور شہناز لامکانی بھی۔ المختصر آپ کے مقام ومرتبے اور جاہ وحشم کے سامنے بڑے بڑے ارباب فضیلت سرنگوں ہیں اور آپ کی عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔ آپ نے مقام تمکین پر فائز ہوتے ہوئے یہ الہامی ارشاد فرمایا: ''**قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله**'' جس کو اکابرین ملت اور صوفیائے امت نے پورے انشراح صدر سے قبول کیا۔ آپ نے اس عظمت وفضیلت کو فخر ومباہات کے طور پر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر بیان فرمایا۔ مزید برآں یہ کہ یہ اعزاز وقتی نہیں بلکہ تا ابد یہ مقام ومرتبہ باقی رہے گا اور سلاسلِ روحانیت وطریقت آپ سے فیض لیتے رہیں گے۔

رئیس المکاشفین شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ:

فتوحات کے باب ۷۳ میں فرماتے ہیں: اولیائے اللہ میں سے ایک ولی ایسا ہوتا ہے کہ سوائے حق سبحانہ تعالیٰ کے ہر چیز پر غالب اور متصرف ہوتا ہے اور پر زور دعوے

کرتا ہے مگر اس کا دعویٰ اور بول سچا ہوتا ہے۔ اس مقام کے حامل بغداد میں ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں گویا آپ اس آیت **وھوا القاھر فوق عبادہ** کے مظہر ہیں۔

مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

ایک صاحب نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے دریافت کیا کہ قصیدہ غوثیہ کس کی تصنیف ہے؟ فرمایا سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی۔ وہ عالم کہنے لگا ایسا کلام ان کی شان سے بعید ہے کیونکہ اس میں آتا ہے "**وافعل ماتشاء فالاسم عالی**" (میرے مرید جو چاہے سو کر کہ میرا نام بلند ہے)۔ پیر مہر علی شاہ نے فرمایا تمہارے اس اعتراض میں دو چیزیں مراد ہیں ایک ثبوت تصنیف اور دوسری وجہ استبعاد۔ پہلی چیز کی دلیل ہے تواتر کہ ہر زمانے میں جم غفیر اس بات کے قائل رہے ہیں کہ قصیدہ شریف سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے اور تواتر دلیل قطعی ہے۔ اب رہی وجہ استبعاد، اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے حق میں فرمایا: "**اعملوا ماشئتم قد غفرت لکم**" جو چاہے کرو، ہم نے تمہیں بخش دیا۔ پس یہ فقرہ "**اعملوا ماشئتم** آیت **لاتقربو الزنا** (زنا کے قریب مت جاؤ) کے ساتھ کیونکر درست آسکتا ہے؟ یہاں وجہ استبعاد آپ بیان کر دیں، وہاں میں بیان کر دوں گا۔ اس جواب پر وہ معترض ششدر رہ گیا۔ بات یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی سے راضی ہو جائیں تو اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ شیطان کا بھی اس پر غلبہ نہیں رہتا کہ **ان عبادی لیس لک علیھم سلطان**۔ یعنی اے ابلیس میرے بندوں پر تجھے غلبہ حاصل نہیں۔ ایسے لوگ گناہ و معاصی سے بچے رہتے ہیں اور اگر کسی سے غلطی ہو بھی جائے تو اسے توبہ کی توفیق عطا ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے سچے مریدین ارتکاب گناہ سے بچتے ہیں اور اگر کبھی غلطی ہو جائے تو انہیں توبہ و استغفار کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور وہ بالآخر سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے جاتے ہیں کہ سرکار محبوب سبحانی کا فرمان ہے **مریدی لایموت الاعلی الایمان** میرا مرید نہیں مرے گا مگر ایمان پر۔ اس بات پر آپ نے اللہ عزوجل سے عہد لیا ہے۔ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید قادری کے

وقت آخر سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی روحانی توجہ اور رفاقت نصیب ہوتی ہے اور وہ اس توجہ کے سبب توبہ و استغفار اور کلمہ شریف پڑھتا ہوا ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔

{باب ششم}

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور درود شریف

اللہ عز وجل کے لئے نہ نماز ہے نہ روزہ مگر وہ اپنے محبوب، حضور اقدس ﷺ کے ذکر میں ہمیشہ سے مشغول ہے۔ فرمایا :ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ نبی ﷺ درود بھیجتے ہیں۔ پھر اہل ایمان کو درود و سلام کا حکم دیا یا ایھا الذین امنو اصلو اعلیہ و سلمو اتسلیما اے ایمان والوں تم بھی نبی مکرم ﷺ درود و سلام بھیجو۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ان اولی الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علی الصلوٰۃ بے شک قیامت کے دن مجھ سے وہ زیادہ قریب ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہے۔ اہل ایمان اور اولیاء اللہ بکثرت درود و سلام کے عامل رہے ہیں۔ یہاں بھی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی منفرد شان نظر آتی ہے کہ جس کثرت سے آپ نے درود پڑھا اور پڑھ رہے ہیں اس کی مثال کہیں اور نظر نہیں آتی۔ ذرا آنجناب کے ان اشعار پر غور کریں۔

چو ذرہ ذرہ شود این تنم بہ خاک لحد
تو بشنوی صلوت از جمیع ذرا تم
سلام گویم و صلوٰۃ بر تو ہر نفسے
قبول کن بہ کرم ایں سلام و صلواتم

''اگر میرے جسم کا ریزہ ریزہ قبر کی مٹی میں مل جائے، تب بھی آپ میرے جسم کے تمام ذروں سے درود و سلام کی آواز سنیں گے۔ میرا ہر سانس آپ پر درود و سلام پڑھتا ہے، آپ اپنے کرم سے میرے اس درود و سلام کو قبول فرمالیں۔''

آنجناب کا کوئی سانس درود و سلام سے خالی نہیں۔ حالانکہ آنجناب رضی اللہ عنہ کی دیگر مصروفیات بھی رہیں آپ نے علم حاصل کیا مجاہدہ کیا ساری ساری رات ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن ختم فرمایا۔ نمازیں پڑھیں۔ درس و تدریس کی مصروفیات رہیں۔ چالیس سال تک مخلوق خدا کو وعظ فرمایا۔ ان تمام کے باوجود آپ فرما رہے ہیں کہ میرا کوئی سانس درود و سلام سے خالی نہیں۔ میں نے اس بات پر بڑا غور کیا کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ اور آنجناب سے مبالغہ آرائی یا غلط بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آنجناب کی بزرگی کی

اساس صدق پر ہے۔ خواہ تحریر ہو یا تقریر، اشعار ہوں یا گفتار، آپ نے ہمیشہ سچ بولا اور صدق کی تاکید کی یہانتک کہ جب آپ چھوٹی عمر میں مدرسے جاتے تھے تب بھی آنجناب نے کبھی جھوٹ یا غلط بات نہ کی۔ جب میں نے اس بارے میں سوچا تو وہ واقعہ سامنے آ گیا جس میں آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کو ستر افراد نے افطار کرنے کی دعوت دی آپ نے تمام کی دعوت قبول فرمائی اور بیک وقت اکہتر مقام پر جسمانی طور پر موجود ہو کر افطار فرمایا۔ میرا ایمان ہے کہ اگر اس وقت ستر ہزار آنجناب کو دعوت دیتے تو اللہ عز وجل کی عطا کردہ قوت و قدرت سے آپ ستر ہزار مقامات پر جسمانی طور پر موجود ہو جاتے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ کی شان وراء الورا ہے اسی لئے آپ نے تاکید فرمائی کہ مجھے کسی پر اور کسی اور کو مجھ پر قیاس نہ کرنا۔ مجھ میں اور تم تمام مخلوق میں ایسا بعد ہے جتنا آسمان و زمین میں۔ جب آپ کے جسمانی وجود متعدد مقامات پر جسمانی عوارض کے ساتھ موجود ہو سکتے ہیں تو روحانی جثوں کا کسے اندازہ! آنجناب کے ہزار ہا وجود (روحانی وجسمانی) موجود رہے ان میں کوئی قیام میں ہوگا کوئی ہمیشگی کے ساتھ سجود میں کوئی تسبیح وتہلیل میں کوئی استغفار میں کوئی رکوع مین اور کوئی وجود ہمیشگی کے ساتھ بلا انقطاع درود وسلام پڑھنے میں مشغول ہے۔ کب سے کب تک رہے گا؟ یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ اس بناء پر بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ عز وجل کے بعد حضور اقدس ﷺ سب سے زیادہ کثرت کے ساتھ درود وسلام بھیجنے والے، پڑھنے والے صرف اور صرف سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ہیں اور اس بناء پر بھی آپ حضور اقدس ﷺ سے دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ قریب ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''بیشک قیامت کے دن مجھ سے تمام انسانوں میں وہ سب سے زیادہ قریب ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہے۔''

{باب ہفتم}

سردار انبیاء اور سردار اولیاء

اللہ عز وجل کا ارشاد گرامی ہے **و یحبھم و یحبونه** اور اللہ ان سے محبت فرماتا ہے اور وہ اللہ سے محبت فرماتے ہیں۔

محبت، ظہورِ کائنات کا سبب ہے۔ محبت نہ ہوتی تو مخلوقات کا ظہور نہ ہوتا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے **کنت کنزاً مخفیاً فاحببت فخلقت الخلق ان عرف**۔ میں ایک مخفی خزانہ تھا پس مجھے محبت ہوگئی تو میں نے مخلوقات کو پیدا فرمایا تا کہ پہچانا جاؤں۔

محبت سے ہی زندگی میں رنگ ہے۔ بغیر محبت زندگی بے کیف ہے۔ ایک بوجھ ہے۔ اگر ساری کائنات پاس ہو اور محبت نہ ہو، تو پاس کچھ بھی نہیں اور اگر پاس کچھ نہ ہو، پر محبت حاصل ہو، تو پاس سب کچھ ہے۔ اگر لاکھ نماز روزہ اور دیگر عبادات ہوں اور محبت نہ ہو تو حقیقتاً پاس کچھ بھی نہیں۔ محبت جب در آتی ہے تو ساری برائیوں کو باہر نکال پھینکتی ہے اور محبوب کا رنگ، محبوب کے طور طریقے، محبوب کے اخلاق و کردار کو غالب کر دیتی ہے اسی بناء پر حضور اقدس ﷺ نے ایمان کو سراپا محبت قرار دیا اور فرمایا ہے کہ آگاہ ہو جاؤ جس کے دل میں محبت نہیں اس کے دل میں ایمان نہیں۔ **الایمان ھو الحب کله الا لا ایمان لمن لا محبة له** ایمان سارے کا سارا محبت ہے، خبردار اس کے پاس ایمان نہیں جس کے پاس محبت نہیں۔

یہ بھی جان لیں کہ محبت کی ابتداء اللہ کی طرف سے ہے پھر بندے کو اللہ سے محبت ہوتی ہے جیسا کہ آیت **ویحبھم ویحبونه** سے ظاہر ہے۔

اللہ عز وجل کو سب سے زیادہ محبت اپنے پیارے حبیب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہے، جن کے لئے یہ ساری بزم کائنات سجائی گئی۔ اللہ کو اپنے پیارے حبیب سے کس قدر محبت ہے اس کے لئے محبت کے دلائل پر غور کریں۔

۱۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے : **من احب شیئا فاکثرہ ذکرہٗ** جو جس شے سے محبت کرتا ہے کثرت سے اس کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ عز وجل کی اپنی محبوب سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ وہ کب سے ذکر حبیب میں مشغول ہے۔ فرمایا **ان اللہ و ملائکته**

یصلون علی النبی۔ بیشک اللہ اور اس کے ملائکہ نبی کی تعریف و ثناء میں مشغول ہیں۔ (بخاری میں حضرت ابو العالیہ کا قول ہے صلاۃ بہ معنی ثنا وتعریف)۔

۲۔ حضور ﷺ نے فرمایا **حبک شیئا یعصمی و یعمی**۔ جس شے سے محبت ہو جاتی ہے تو محب اس کے بارے میں اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے یعنی اسے اپنے محبوب میں نہ کوئی عیب نظر آتا ہے اور نہ ہی اس کا عیب و برائی سن سکتا ہے۔ کسی نے ایک عاشق سے پوچھا ارے تیرے محبوب کے چہرے پر چیچک کے داغ ہیں۔ عاشق نے یہ سن کر کہا ارے یہ داغ نہیں بلکہ ستارے ہیں اور چاند ہمیشہ ستاروں میں ہی بھلا لگتا ہے۔ تو محب کو محبوب میں نقص اور عیب نظر ہی نہیں آتا اور نہ ہی وہ سن سکتا ہے تو جنہیں بے عیب محمد ﷺ میں نقص اور عیب نظر آئے وہ بھلا اپنے دعویٰ محبت میں سچے ہو سکتے ہیں؟ حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ مقدسہ نقص اور عیب سے پاک ہے، میں نہیں کہہ رہا، حضور کے روبرو حضرت حسان بن ثابت نے فرمایا ''خلقت مبراً من کل عیب'' یا رسول اللہ! اللہ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا ہے۔ اگر یہ بات غلط ہوتی تو حضور منع فرما دیتے، اس کے برخلاف آیت نازل ہو جاتی۔ مگر حضور نے حضرت حسان کی تحسین فرمائی اور ان کے حق میں دعائے خیر کی۔

۳۔ محب کو گوارا نہیں کہ کوئی اس کے محبوب پر الزام لگائے، بے ادبی کرے۔ ابو لہب نے حضور کی شان میں گستاخی کی۔ اللہ نے فوراً اس کا خود جواب دیا اور پوری سورہ نازل کر دی۔ ولید بن مغیرہ نے حضور کو مجنون کہا۔ حق تعالیٰ نے اس کے دس عیب کھول کھول کر بیان کر دیئے اور یہ تک بتا دیا کہ یہ حرام زادہ ہے۔

۴۔ محب کو محبوب کی ہر ادا، ہر بات سے پیار ہوتا ہے، اس سے متعلقہ ہر چیز محبوب ہو جاتی ہے۔ اللہ نے حضور کے رخ پر نور کی، زلفوں کی قسم اٹھائی۔ فرمایا: **والضحیٰ والیل**۔ آپ کی عمر پاک کی قسم اٹھائی فرمایا: **لعمرک**، مجھے قسم ہے محبوب تیری عمر کی۔ آپ کے زمانے کی قسم اٹھائی فرمایا: **والعصر**۔ آپ سے نسبت کے سبب شہر مکہ کی قسم اٹھائی:

لا اقسم بھذا البلد مجھے اس شہر کی قسم جس میں آپ چلتے پھرتے ہیں۔

۵۔ محب محبوب کی رضا وخوشنودی کا طلبگار ہوتا ہے۔ ہر جتن کر کے محبوب کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ اللہ نے فرمایا **ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ** عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ حضور نے یہ سن کر فرمایا میں راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک ایک امتی جنت میں نہ چلا جائے۔ حدیث قدسی میں حق تعالیٰ نے فرمایا **کلھم یطلبون رضائی و انا اطلب رضاک یا محمد**۔ سارے کے سارے چاہتے ہیں کہ میں راضی ہو جاؤں اور یا محمد میں آپ کی رضا کا طلبگار ہوں۔

۶۔ محبت کی ایک بڑی دلیل رخ یار کو تکتے رہنا ہے۔ محب کومحبوب کے دیکھے بنا قرار ہی نہیں آتا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا **واصبر لحکم ربک فانک باعیننا**۔ اور اپنے رب کے حکم پر صبر فرمائیے بے شک آپ میری نگاہوں میں ہیں۔

تو اللہ عز وجل کو سب سے زیادہ اپنے پیارے حبیب سے محبت ہے۔ پھر ان لوگوں سے ہے جو اس کے محبوب میں فنائے تامہ رکھنے والے ہیں، کامل اتباع کرنے والے ہیں، جو حضور ﷺ لباس ہیں، حضور کا مظہر اتم ہیں۔ ’’انسان کامل‘‘ میں شیخ عبدالکریم جیلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ہر دور میں ایک کامل ترین ہستی ایسی ہوتی ہے جو بظاہر حضور کا غلام ہوتا ہے مگر بباطن حضور میں فنائے تامہ کے سبب حضور اس میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ایسا شخص حضور کا لباس ہے اور کیونکہ ایسے لوگوں میں حق تعالیٰ کو اپنے محبوب کا جلوہ نظر آتا ہے اس بناء پر وہ حق تعالیٰ کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ ایسے تمام کامل ترین افراد میں ہمارے سردار محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی میراں محی الدین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ منفرد اور بلند شان کے حامل ہیں کہ آنجناب کو حضور اقدس ﷺ ذات مقدسہ میں ایسی فنائے تامہ نصیب ہے جو اوروں کو نہیں۔ آپ حضور کا کامل مظہر اتم ہیں کہ تمام اولیاء میں یہ دعویٰ صرف آپ نے فرمایا : ’’**تاللہ ھذا وجود جدی ولا وجود عبدالقادر**‘‘ اللہ کی قسم یہ عبدالقادر کا وجود نہیں بلکہ میرے جد امجد جناب رسول اللہ ﷺ وجود ہے۔

وہ بظاہر شاہ جیلاں اور بباطن مصطفیٰ جس سے آگاہ ہے خدا، وہ سر پنہاں آپ ہیں

جب یہ بات ہے تو جان لیں کہ اللہ عز وجل کو جملہ اولیاء میں سیدنا غوث الاعظم

رضی اللہ عنہ کا ذکر، آنجناب کی تعریف و ثناء، آپ کی رضا مندی سب سے زیادہ محبوب و مرغوب ہے کہ آنجناب کی تعریف و ثنا درحقیقت حضور ﷺ ثنا و تعریف ہے۔

اللہ عز وجل نے اپنے محبوب کے ذکر کو **ورفعنا لک ذکرک** فرما کر رفعت بخشی تو ادھر سیدنا غوث الاعظم کے نام نامی کو اسم اعظم بنا دیا اور ایسا شرف دیا کہ جو بھی آنجناب کا ذکر کرے، اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں:

ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں — وہ تیرا ذاکر و شاعل ہے یا غوث
جو تیرا نام لے ذاکر ہے پیارے — تصور جو کرے شاغل ہے یا غوث
جو سر دے کر ترا سودا خریدے — خدا دے عقل وہ عاقل ہے یا غوث

وہاں حضور پر لگائے گئے الزامات کا خود جواب دیا۔ ادھر جس کسی نے بھی سردار اولیاء کی بارگاہ میں جسارت کی، بے ادبی یا گستاخی کا مظاہرہ کیا حق کی پکڑ میں آ گیا۔ بزاز کے دل میں اعتراض آیا ہی تھا کہ اس قدر قیمتی کپڑا پہنتے ہیں، انہوں نے بادشاہوں کا کوئی لباس نہ چھوڑا۔ اس کے پاؤں میں یہ اعتراض میخ بن کر گھس گیا۔ پھر اس تکلیف سے سرکار نے ہی نجات دی۔ خواجہ گیسو دراز نے صرف اتنا کہا تھا کہ غوث الاعظم جیسا حال مجھے حاصل ہے۔ روحانیت سلب ہوگئی اور ان کے تمام اکابرین نے زور لگانے پر بھی ولایت بحال نہ ہوئی، بالآخر سیدنا غوث الاعظم نے کرم فرمایا اور کھویا حال لوٹایا۔ شیخ صنعان نے آپ نے حکم کے آگے گردن نہ جھکائی ولایت جاتی رہی اور بالآخر سور کا پاؤں گردن پر رکھنا پڑا پھر اس کے مرید کی التماس پر سردار اولیاء نے معاف فرمایا۔ ابن تیمیہ دیگر اولیاء پر کفر کے فتوے لگاتا مگر جانتا تھا کہ سیدنا غوث الاعظم کی مخالفت کرنے والا مارا جاتا ہے لہٰذا جب سرکار کی بات ہوتی تو ڈر کر یہی کہتا کہ حضرت شیخ نے جو فرمایا، سچ فرمایا۔ سردار اولیاء کی شان میں آج بھی ذرا سی بے ادبی ایمان ضائع کر دیتی ہے اور بعض اوقات جان بھی چلی جاتی ہے۔ کراچی میں حزب اللہ کے امیر ڈاکٹر عثمانی نے کہا کل میں غوثوں کا جلوس نکالوں گا، اگلے دن اس کا اپنا جلوس نکل گیا اور لوگ اس کے جنازے کو کاندھا دے رہے تھے

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے — چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے　　یہ گھٹائیں، اسے منظور بڑھانا تیرا
ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر　　بول بالا ہے تیرا، ذکر ہے اونچا تیرا

حق تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کے چہرے، زلفوں، عمر پاک، زمانے اور شہر کی قسم کھائی تو اپنے محبوب سبحانی کو قسمیں دے دے کر کھانے پینے اور کلام کرنے کو کہا:

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا، چاہنے والا تیرا

اگر اللہ عز وجل اپنے محبوب کی رضا کا طلبگار ہے تو یہاں اپنے محبوب سبحانی کو راضی کرنے کے لئے ان کے تمام مریدین محبین معتقدین کے لئے مغفرت کا وعدہ فرماتا ہے۔ سیدنا غوث الاعظم فرماتے ہیں حق تعالیٰ نے مجھے ایسا صحیفہ عطا کیا جو حد نگاہ تک طویل ہے اس میں میرے تمام مریدوں کے نام درج ہیں۔حق تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے ان تمام کو تمہاری خاطر بخش دیا۔سرکار فرماتے ہیں میں نے داروغہ جہنم مالک سے پوچھا کیا تیرے پاس بھی میرا کوئی مرید ہے۔ اس نے کہا آپ کے مرید کو جہنم سے کیا سروکار۔ قیامت میں حضور ﷺ امتی امتی فرما رہے ہوں گے تو سردار اولیاء مریدی مریدی پکار رہے ہوں گے۔سرکار غوثیت مآب فرماتے ہیں میں درگاہِ الٰہی سے اس وقت تک اپنے قدم پیچھے نہ ہٹاؤں گا جب تک اپنے ایک ایک مرید کو بخشوا کر اپنے ساتھ جنت میں نہ لے جاؤں

یا مریدی یا مریدی حشر میں فرمائیں گے
مغفرت دلوائیں گے ایسے مہرباں آپ ہیں

آنجناب رضی اللہ عنہ کا کلام سن کر شیخ حماد باس نے کہا کیا آپ اللہ کے مکر سے بے خوف ہیں؟ آپ نے اپنا ہاتھ شیخ حماد کے سینے پر رکھا اور کہا دیکھو اس پر کیا لکھا ہے۔ شیخ حماد نے دیکھا کہ حق تعالیٰ نے ستر بار اس بات کا عہد کیا کہ اب وہ انہیں نہ آزمائے گا۔ اگر وہاں رخ مصطفیٰ سے حق تعالیٰ کی نگاہیں نہیں ہٹتی تو ادھر ہر روز ستر بار آنجناب سے فرماتا انا اخترتک و لتصنع علیٰ عینی میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا تا کہ تو میری نگاہوں میں پرورش پائے۔

اور یہ سب اس لئے ہے کہ آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ میں فنایت تامہ کے سبب اپنے محبوب کا کامل ترین جلوہ نظر آ رہا ہے اور حق تعالیٰ نے اس بات اظہار بہت پہلے کر دیا کہ یہ دونوں الگ نہیں، حقیقتاً ایک ہیں۔ فرمایا **والفجر ولیال عشر والشفع والوتر** مجھے قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں کی اور قسم ہے جوڑے کی اور قسم ہے ایک کی۔ بعض عارفین اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ جب سرکار محبوب سبحانی، حضور اقدس ﷺ کو شب اسریٰ اپنے کاندھوں پر سوار کر کے عرش پر لے گئے تو حضور ﷺ کے رخ پرنور کی روشنی سے عرش پر صبح طلوع ہو گئی، حق تعالیٰ نے اس فجر کی قسم اٹھائی۔ اس وقت محبوب رب العالمین کے چہرہ انور پر پانچ زلفیں دائیں جانب اور پانچ بائیں جانب تھیں۔ حق تعالیٰ نے ان دس راتوں کی قسم اٹھائی پھر اس جوڑے یعنی محبوب رب العالمین اور محبوب سبحانی کی قسم اٹھائی اور پھر یہ کہہ کر کہ قسم ہے ایک کی، یہ واضح کر دیا کہ ظہور کے اعتبار سے تو یہ دو ہیں حقیقتاً ایک ہیں۔

جس طرح اللہ عز وجل نے اپنے حبیب کی آمد کو مومنوں پر بطور احسان جتلایا۔ فرمایا :**لقد منّ اللہ علی المومنین از بعث فیھم رسولا** ۔ اس طرح محبوب سبحانی، قطب ربانی، سیدنا غوث الاعظم کی بعثت کو کمزوروں ،ضعیفوں اور ناداروں پر بطور احسان جتلایا۔ فرمایا **و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمة و نجعلھم الوارثین** اور ہم چاہتے ہیں کہ زمین پر بسنے والے کمزوروں پر ان میں آئمہ اور انبیاء کے وارث مبعوث کر کے احسان کریں۔ ایسے آئمہ اور وارثین کے آنجناب رضی اللہ عنہ سردار ہیں۔ کمزوروں ،ضعیفوں کے آپ حاجت روا ہیں فریاد رس ہیں۔ اللہ عز وجل نے ہمیشہ آنجناب کو یاغوث الاعظم کہہ کر خطاب فرمایا جس کے معنی ہیں سب سے بڑے فریاد رس۔

رحمت للعالمین کی رحمت جملہ عالمین پر محیط ہے۔ عالمین میں سے جس جس کا اللہ رب ہے حضور اس کے واسطے رحمت ہیں۔ آنجناب غوثیت مآب کے فیضان غوثیت نے جملہ عوالم اور مخلوقات کو اپنے احاطہ میں لیا ہوا ہے۔ اللہ عز وجل کا اپنے دوستوں کے لئے ارشاد ہے **و سخر لکم ما فی السموت و ما فی الارض جمیعا منه** اور ہم نے تمہارے واسطے مسخر کر دیا جو کچھ بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور جو کچھ بھی ان کے مابین ہے

ایسے تمام کاملین اورحق تعالیٰ کے نائبین کے سردار سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔حق تعالیٰ نے آنجناب کو اپنی قدرت کاملہ سے نواز کر جملہ عوالم،مخلوقات، سارے امور یہانتک کہ تقدیر پر بھی متصرف فرما دیا:

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو　　　کن اور کن مکن حاصل ہے یا غوث
جسے مانگے نہ پائیں جاہ والے　　　وہ بن مانگے تجھے حاصل ہے یا غوث
کرامت تیرے مکتب کا سبق ہے　　　تصرف پر ترا عامل ہے یا غوث

زمان و مکان پر آپ کو اختیار وتصرف ہے اجنہ پر آپ کو قبضہ و اختیار ہے۔ تقدیر مبرم پر آپ کو بہ عطائے الٰہی اختیار،جلیل القدر ملائکہ کو آپ کے سامنے دم مارنے کا یارا نہیں، جملہ اولیاء پر آپ کی شہنشاہی ۔ یہ تمام واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل۔ میرا اللہ کے ساتھ ایسا وقت ہوتا ہے جس میں کسی مقرب فرشتے یا نبی مرسل کی دخل اندازی نہیں ہوتی۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انا فی حضرۃ تقریب وحدی　　　یصرفنی و حسبی ذو االجلال

''میں اللہ کے قرب میں واحد و یگانہ ہوں۔ وہ ذوالجلال والاکرام میرے ساتھ ہوتا ہے مجھ میں تصرف کرتا ہے۔''

اگر جملہ انبیاء میں حضور ﷺ فیضان ہے،تمام انبیاء حضور کے نائب ہیں،کسی بھی نبی کی تعریف درحقیقت حضور کی ہی تعریف ہے تو جملہ اولیاء میں فیضان ولایت بانٹنے والے سردار اولیاء سیدنا غوث الاعظم ہیں۔ کسی بھی ولی کو علم ہو یا نہ ہو،فیضِ ولایت سیدنا غوث الاعظم کے طفیل پہنچتا ہے۔تمام اولیاء، اقطاب و عارفین آنجناب کے نائب ہیں اور کسی بھی ولی کی تعریف حقیقتاً سردار اولیاء کی تعریف ہے:

و ولانی علی الاقطاب جمعاً　　　فحکمی نافذٌ فی کل حال

اور میری ولایت وحکومت جملہ اقطاب عالم پر ہے۔ پس ان پر میرا حکم ہر حال میں نافذ ہے۔

کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ　　　کہ تلوا تاج اہل دل ہے یا غوث

مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل　　بحکم اولیاء باطل ہے یا غوث
وہ کیا جانے گا فضل مرتضیٰ کو　　جو تیرے فضل کا جاہل ہے یا غوث
ستم کوری وہابی رافضی کی　　کہ ہندو تک ترا قائل ہے یا غوث
رضاؔ کے سامنے کی تاب کس میں
فلک وار اس پہ تیرا ظل ہے یا غوث

{باب ہشتم}

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰہ

ہر ایک مخلوق اپنے وجود و عدم میں اسباب سے وابستہ ہے۔ ایک دوسرے کی مدد کے بغیر کام نہیں چلتا۔ دین کا نظام ہو یا دنیا کا نظام، پیدائش سے قبر تک بلکہ حشر سے آگے تک، ہم میں سے ہر ایک شخص دوسرے سے قدم قدم پر مدد لے رہا ہے، جو فطرت کے عین مطابق ہے۔ ارشاد باری ہے و تعانوا علی البر و التقویٰ۔ اس آیت میں نیکی، پرہیز گاری اور دین کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم ہے اور دوسرے سے مدد لینے کی اجازت ہے۔ دنیاوی امور میں کامیاب ہونے کے لئے کہیں دنیا داروں کی سفارش اور ذریعہ ڈھونڈا جاتا ہے کہیں بزرگان دین کی دعا سے مدد لی جاتی ہے ان تمام امور کو نہ کوئی شرک کہتا ہے نہ گناہ بلکہ سب اس کے عامل ہیں۔مگر تعجب ہے کہ اگر ایسی استمداد کسی بزرگ سے غا کھانہ بحالت حیات یا بعد از ممات کی جائے تو اس کو شرک کہا جاتا ہے۔ فی زمانہ متعصب اور کوتاہ نظر کم علم لوگ، اولیائے کاملین سے حاضرانہ و غا کھانہ مدد مانگنے اور خصوصاً وظیفہ ’یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ‘‘ پڑھنے کو شرک کہتے ہیں اور عام مسلمانوں کو سختی سے روکتے ہیں۔ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ سیدھے سادھے مسلمان ان کی باتوں میں آ کر راہ راست سے بھٹک جاتے ہیں۔ لہٰذا درج ذیل باتوں کی مختصراً وضاحت کی جاتی ہے:

۱۔ کیا کوئی شخص اللہ کی جناب میں وسیلہ ہوسکتا ہے؟

۲۔ کیا اولیاء اللہ دور ونزدیک سے سن لیتے ہیں؟

۳۔ سننے کی صورت میں مدد کر سکتے ہیں؟

۴۔ کیا اولیاء کی حیات وممات یکساں ہیں؟

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔''

اس آیت کی تفسیر میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ''منصب امامت'' میں لکھتے ہیں ''وسیلہ سے وہ شخص مراد ہے کہ مرتبہ میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہو''اور یہ سب جانتے ہیں کہ ذوات، انبیاء و اولیاء عام لوگوں کے مقابلے میں اللہ سے زیادہ قریب ہیں۔

۲۔ ارشاد باری ہے فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ (بقرہ۔۳۷) ''پس آدم نے اپنے رب سے چند کلمے سیکھ لئے پھر اس کی طرف رجوع کیا''۔

تفسیر درمنثور میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے اس مقام پر یہ لکھا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو کون سے کلمات القا کئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''آدم نے (القا) کے بعد عرض کیا بحق محمد ﷺ اور علی و فاطمہ وحسن وحسین میری توبہ قبول فرما۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی''۔حضور کی آل پاک کا توسل توبہ کی قبولیت کا سبب بنا اور اللہ تعالیٰ نے خود یہ کلمات سکھائے۔

۳۔ بخاری اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے ولی کا دشمن ہے میں اس کو اجازت دیتا ہوں کہ مجھ سے جنگ کرے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ساتھ میرا تقرب حاصل کرتا ہے حتی کہ میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں اور جب میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں۔

اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ بندہ قرب فرائض اور قرب نوافل کے ذریعے خدا کا دوست بن جاتا ہے پھر اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس کے کان خدائی کان

بن جاتے ہیں یعنی جس طرح خدا کی سمع قریب و بعید سے سنتی ہے اس طرح ولی کی قوت سامعہ قریب و بعید سے برابر سنتی ہے۔ اس کی آنکھ، خدائی آنکھ ہو جاتی ہے پھر وہ دور و نزدیک سے یکساں دیکھتی ہے پھر وہ اپنے ہاتھوں سے دور ونزدیک کی جس شے کو چاہے پکڑ سکتا ہے کہ اس کے ہاتھ خدائی ہاتھ بن جاتے ہیں اور اس کے پاؤں خدائی پاؤں بن جاتے ہیں کہ جہاں چاہے ایک آن میں پہنچ جاتا ہے یعنی بندہ فنا فی اللہ ہو کر صفات الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے، صفات باری کا اس سے ظہور ہوتا ہے اور ایسے بندے کو ولی اللہ کہتے ہیں۔

جب یہ امر ثابت ہوا تو اب ایسے ولی کو کوئی کہیں سے بھی پکارے وہ بالضرور سن لے گا، مدد کرے گا چنانچہ ہزار ہا واقعات سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اولیاء ایک آن میں دور دور مقامات سے سنتے مدد کرتے اور تصرف فرماتے ہیں۔ قرآن مجید میں آصف بن برخیا کا واقعہ مذکور ہے کہ وہ ایک آن میں اپنی جگہ سے غائب ہوئے بغیر سینکڑوں میل دور سے تخت بلقیس لے آئے۔

۴۔ بیہقی اور طبرانی نے کبیر میں متعدد طریقوں سے روایت کیا کہ عثمان بن حنیف سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسی ضرورت کے تحت آیا مگر آپ اس کی طرف توجہ نہ فرماتے پھر وہ مجھ سے ملا اور اس امر کی شکایت کی۔ عثمان بن حنیف نے کہا کہ تو وضو کر دو رکعت نماز پڑھ اور اس طرح سے دعا مانگ "**اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیّنا محمد** ﷺ **نبی الرحمۃ۔ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی لیقضی حاجتی**" "اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف بوسیلہ محمد ﷺ نبی رحمت میں توجہ کرتا ہوں۔ یا محمد ﷺ آپ کے ذریعے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تا کہ میری حاجت پوری کی جائے۔" پھر اپنی حاجت بیان کر۔ تب وہ شخص گیا اور جیسا بتایا گیا تھا یہ عمل کیا پھر حضرت عثمان بن عفان کے دروازے پر گیا، آپ کا دربان آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ان کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے اس کو اپنے ساتھ فرش پر بٹھایا اس کا کام پوچھا اور کام کر دیا پھر فرمایا آئندہ جو بھی تمہاری ضرورت ہو، بیان کرنا۔ پھر وہ شخص عثمان بن حنیف سے ملا اور کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے، آپ نے

میری سفارش کی تو میرا کام بن گیا۔ ابن حنیف نے کہا اللہ کی قسم میں نے ان سے کوئی بات نہیں کی۔ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ خدمت میں حاضر تھا اتنے میں ایک نابینا آیا اور اپنے اندھے پن کی شکایت کی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا (یہی چاہئیے) یا کہ صبر کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس کوئی مجھ کو لے جانے والا نہیں اس لئے بڑی مشکل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ وضو کرو پھر دو رکعت نماز ادا کرو اور اس طرح سے دعا مانگو (جس دعا کا اوپر ذکر ہوا) ابن حنیف فرماتے ہیں اللہ کی قسم وہ نابینا ہمارے پاس کچھ دیر میں اس طرح آیا کہ اس کو کوئی تکلیف نہ تھی یعنی وہ بینا ہو گیا تھا۔

اس حدیث سے حضور کی حیاتِ ظاہری میں توسل ثابت ہوا اور اس توسل کی تعلیم خود حضور ﷺ نے دی۔ پھر حضور ﷺ حیات ظاہری کے بعد ایک صحابی نے دوسرے شخص کو یہی دعا سکھائی اور اس کا بھی کام بن گیا۔ محدثین نے اس دعا کو قضائے حاجت میں بیان کیا۔ حصن حصین میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

۵۔ شفا میں قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا تو آپ سے کہا گیا ایسے شخص کو یاد کریں جو آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ نے چلا کر کہا یا محمداہ۔ پھر آپ کا پاؤں کھل گیا۔

اسی طرح کا واقعہ عبداللہ ابن عباس سے بھی مروی ہے اور اس استغاثہ کے مدینہ شریف کے عادی لوگ تھے۔ صحابہ جنگوں میں کامیابی کے لئے یا محمداہ کا نعرہ لگاتے۔

۶۔ امام شرف الدین بوصیری رحمتہ اللہ علیہ پر فالج کا حملہ ہوا۔ نصف بدن بیکار ہو گیا۔ طبیبوں نے جواب دے دیا تو انہوں نے حضور ﷺ مدح میں طویل قصیدہ کہا اور حضور ﷺ سے فریاد کی:

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ سواک عند حلول الحادث العمم

یعنی اے ساری مخلوقات میں سے بزرگ ترین، آپ کے سوا کون ہے جس سے میں اس حادثہ اور مصیبت کے وقت پناہ مانگوں۔ اسی رات خواب میں حضور اقدس ﷺ زیارت ہوئی، حضور کی فرمائش پر سارا قصیدہ حضور کے روبرو پڑھا۔ حضور ﷺ نے خوش ہو کر ان کے مفلوج جسم پر دستِ اقدس پھیرا اور اپنی چادر مبارک انہیں عطا کی۔ آنکھ کھلی تو دیکھا فالج کا

نام نشان نہیں اور حضور ﷺ عطا کرتا چادر ان کے ہاتھوں پر تھی۔ (عطر الوردہ فی الشرح البردہ۔ مولوی ذوالفقار علی دیوبندی)

حضور اقدس ﷺ اور بزرگان دین سے استمداد، استغاثہ کو شرک گرداننے والوں کے جملہ اکابرین ایسا کرتے رہے۔ ان پر یہ فتویٰ نہیں لگاتے بلکہ سیدھے سادھے راسخ عقیدہ مسلمانوں پر شرک کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں۔ ذرا چند حوالے ملاحظہ کریں:

۱۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی قصائد قاسمیہ میں حضور سے استمداد کرتے ہیں:

مدد کر اے کرم احمدی کے تیرے سوا ❊ نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

۲۔ مولوی محمد اسمعیل دہلوی اپنے پیر و مرشد سید احمد بریلوی کے حالات ''صراط مستقیم'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت کو قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ کی نسبت شروع سے حاصل تھی۔ جناب نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے بیعت کی۔ حضرت غوث الثقلین اور خواجہ نقشبند کی روحیں سید صاحب کے حال کی طرف متوجہ رہیں۔ یہ دونوں سید صاحب کو اپنی طرف کھینچتی رہیں۔ کچھ عرصہ بعد دونوں روحیں ان پر ظاہر ہوئیں اور قریباً ایک پہر تک دونوں اماموں نے سید صاحب پر قوی توجہ فرمائی حتیٰ کہ ایک پہر میں دونوں طریقوں کی نسبت حضرت ایشاں (سید صاحب) کے حصے میں آئی۔

دیکھیں ان کے مستند عالم نے حضرت محبوب سبحانی کو غوث الثقلین لکھا یعنی جنوں اور انسانوں کے فریادرس۔ سیدنا غوث اعظم کو بظاہر گزرے زمانہ ہو گیا مگر یہ انہیں جنوں اور انسانوں کا فریادرس مانتے ہیں۔ پھر ان دونوں ارواح مبارکہ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ بریلی میں ایک بزرگ ہیں، چل کر انہیں باطنی فیض دیتے ہیں! یا تو سید صاحب نے خود فریاد کی ہو گی یا بغیر فریاد کے انہوں نے باخبر ہو کر از خود توجہ فرمائی۔ پہلی صورت میں مدعا حاصل ہے کہ سید صاحب نے دور دراز مقام سے فریاد کی، انہوں نے سنا اور مدد فرمائی۔ دوسری صورت میں ان حضرات کا تصرف، وسعت علم غیب و امداد ظاہر ہوتی ہے۔

۳۔ شاہ ولی اللہ محمدث دہلوی نے جواہر خمسہ کی اجازت اپنے شیخ حدیث ابو طاہر مدنی اور شیخ محمد سعید لاہوری سے لی اور اس میں ہے کہ نادعلی سات بار، تین بار یا ایک بار پڑھے۔ نادعلی یہ ہے:

نادعلی یامظہر العجائب　　تجدہ عونا لک فی النوائب

کل ھم وغم سینجلی　　بولایتک یاعلی یاعلی یاعلی

ترجمہ: پکارعلی رضی اللہ عنہ کو جو کہ عجائب امور کے مظہر ہیں تم ان کومصیبتوں میں اپنے لئے مددگار پاؤ گے۔ ہر ایک فکر وغم اے علی اے علی آپ کی ولایت کی برکت سے جاتا رہے گا۔

۴۔ نواب صدیق حسن بھوپالی تحفۃ النبلاء کے صفحہ ۷۳ میں یہ حدیث لکھتے ہیں جس کو طبرانی نے مرفوعاً آنحضرت ﷺ سے روایت کیا کہ : ''جب تمہارا کوئی جانور گم ہو جائے یا کوئی مدد مانگنے کا ارادہ کرے جہاں کوئی غمخوار نہ ہوتو یوں کہے؛ **عباد اللہ اعینونی۔ عباد اللہ اعینونی** یعنی اے اللہ کے بندوں میری مدد کرو، اے اللہ کے بندوں میری مدد کرو۔

نواب صاحب فرماتے ہیں میں نے خود اس حدیث پر عمل کیا اور اس کو مجرب پایا۔ اب یہاں پر بعض اولیاء کرام سے استمداد اور ان کے تصرف و مدد کے واقعات نقل کئے جاتے ہیں۔ خصوصاً حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے جن کو عام طور پر مسلمان یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ کہہ کر پکارتے ہیں۔

۱۔ بہجۃ الاسرار انتہائی معتبر کتاب ہے جسے اکابر علماء محدثین نے مستند مانا ہے ۔ جیسے شیخ شہاب الدین قسطلانی، امام عبداللہ یافعی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ مصنف نے محدثانہ طریق پر روایات کو اسناد کے ساتھ درج کیا بلکہ کتب حدیث سے بڑھ کر یہ التزام کیا کہ یہ روایت میں نے فلاں شہر میں فلاں سال فلاں تاریخ کوسنی۔ اسی کتاب میں ہے:

خبر دی ہم کو ابو العفاف موسیٰ بن شیخ عارف ابو المعالی عثمان بن موسیٰ بقاعی نے قاہرہ میں ۶۳۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو ہمارے باپ نے دمشق میں ۶۱۴ھ میں کہا، خبر دی ہم کو دوشیخوں شیخ ابوعمر عثمان صریفینی اور شیخ ابومحمد عبدالحق حریمی نے بغداد میں ۵۹۹ھ میں، ان دونوں نے کہا ہم اپنے شیخ، شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سامنے مدرسے میں بروز اتوار ۳ صفر ۵۵۵ھ میں بیٹھے تھے، اتنے میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ

عنہ کھڑے ہوئے وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور بلند آواز سے نعرہ مار کر اپنی کھڑاؤں کو ہوا میں پھینک دیا۔ وہ ہماری آنکھوں سے غائب ہو گئی۔ پھر آپ نے دوسرا نعرہ بلند آواز سے مارا اور دوسری کھڑاؤں فضا میں پھینک دی، وہ بھی غائب ہو گئی۔ پھر آپ بیٹھ گئے، آپ کے جلال کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرات نہ ہوئی۔ تینتیس دن بعد بلاد عجم سے ایک قافلہ آیا اور کہنے لگا ہمارے پاس شیخ کی نذر ہے۔ ہم نے حضرت سے اجازت مانگی تو فرمایا ان لوگوں سے نذر لے لو۔ انہوں نے ریشم، ریشمی کپڑے، سونا اور حضرت شیخ کی وہ کھڑاویں جو آپ نے اس روز پھینکی تھیں لا کر دے دیں۔ ہم نے ان سے پوچھا تمہیں یہ کھڑاویں کہاں سے ملیں؟ انہوں نے کہا ہم بروز اتوار ۳ صفر کو چلے جا رہے تھے کہ ہم پر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا ان کے دو سردار تھے انہوں نے ہمارا سارا مال لوٹ لیا ہمارے کچھ لوگ قتل کر دیئے اور جنگل میں اتر کر مال تقسیم کرنے لگے۔ ہم نے آپس میں کہا اگر اس وقت ہم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو یاد کریں تو بہتر ہو، اور اپنے مالوں میں سے آپ کے لئے نذر مانی کہ اگر ہم صحیح سلامت رہے تو ادا کر دیں گے۔ ہم شیخ کو یاد کر ہی رہے تھے کہ دو سخت نعروں کی آواز سے جنگل گونج اٹھا۔ ڈاکو خوفزدہ ہو گئے، ان میں سے کچھ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے آؤ اپنا مال واپس لے لو اور دیکھو ہم پر کیا مصیبت آن پڑی۔ وہ اپنے سرداروں کے پاس لے گئے، ہم نے دیکھا دونوں مرے پڑے تھے اور ہر ایک کے پاس ایک کھڑاؤں پانی سے گیلی موجود تھی۔ انہوں نے ہمارا سارا مال واپس کر دیا اور کہنے لگے اس امر کی بابت کوئی واقعہ ہوا ہے۔

۲۔ دوسری روایت اسی بہجۃ الاسرار میں ہے کہ خبر دی ہم کو ابو المعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب قریشی نے، کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو عبداللہ محمد بن محصود بن نجار بغدادی نے، اس نے کہا مجھ کو عبداللہ جبائی نے لکھا کہ "میں ہمدان میں اہل دمشق کے ایک شخص سے ملا جس کو ظریف کہتے تھے اس نے کہا میں بشر قرظی سے نیشا پور یا خوارزم میں ملا، اس کے ساتھ چودہ اونٹ شکر سے لدے تھے اس نے کہا ہم ایک ایسے جنگل میں اترے کہ جس میں ایک بھائی دوسرے بھائی کے ساتھ خوف کے سبب ٹھہر نہ سکتا تھا۔ رات کو میرے چار اونٹ اندھیرے میں گم ہو گئے۔ میں نے ساری رات تلاش کیا مگر نہ پایا۔ صبح کو مجھے

حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بات یاد آ گئی کہ آپ نے فرمایا تھا: اگر تو کسی مصیبت میں پڑ جائے تو مجھے پکارنا، تمہاری مصیبت دور ہو جائے گی۔ تب میں نے پکارا یا شیخ عبدالقادر میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں۔ میں نے صبح صادق کے وقت مشرق کی جانب ٹیلے پر ایک سفید لباس میں ملبوس بزرگ کو دیکھا کہ وہ مجھے اشارے سے بلا رہے ہیں جب میں ٹیلے پر چڑھا تو کسی کو نہ پایا۔ ٹیلے کے دوسری طرف چاروں اونٹ جنگل میں بیٹھے تھے میں نے انہیں پکڑا اور قافلے سے جا ملا۔

ابو المعالی فرماتے ہیں کہ پھر میں شیخ ابو الحسن نانبائی کے پاس آیا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو فرمایا میں نے شیخ ابو القاسم بزار رحمتہ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے سردار حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ جو شخص مصیبت کے وقت مجھ کو پکارے، اس کی تکلیف دور ہو جائے گی۔ اور جو شخص کسی حاجت کے لئے اللہ عز وجل کی جناب میں میرا توسل کرے، اس کی حاجت پوری ہو گی۔ اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے، پھر رسول اللہ ﷺ پر درود سلام بھیجے اور مجھ کو یاد کرے، پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت کا ذکر کرے تو خدا کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

اس نماز کا نام صلوٰۃ غوثیہ اور صلوٰۃ الاسرار ہے اور یہ روایت ایسی صحیح ہے کہ بڑے بڑے آئمہ حدیث نے اس کے صحیح ہونے کی گواہی دی ہے اور اپنی تصانیف میں اس کا ذکر کیا ہے۔ جیسے شیخ مجد الدین شیرازی فیروز آبادی صاحب قاموس نے الروض الناظرین میں اور شیخ محمد سعید زنجانی نے نزہۃ الخواطر میں اور شیخ شہاب الدین قسطلانی نے الروض الزواہر میں اور امام عبداللہ یافعی نے خلاصۃ المفاخر میں اور شیخ ابو بکر بن نظر نے انوار الناظر میں اور شیخ محمد بن یحییٰ حلبی نے قلائد الجواہر میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے زبدۃ الاسرار اور زبدۃ الآثار میں اور شاہ ابو المعالی نے تحفہ قادریہ میں اور ملا علی قاری نے نزہۃ الخاطر الفاتر میں اس کو ذکر کیا ہے۔

ملا علی قاری نے سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے اس قول کے ذکر کے بعد لکھا ہے :اس وظیفہ فرمودہ غوث الاعظم کا بارہا تجربہ کیا گیا ہے جو صحیح نکلا ہے۔ جان لیں کہ اس

فعل میں کوئی بات شرعاً ناجائز نہیں اگر یہ ناجائز ہوتا تو خود سیدنا غوث الاعظم ایسا کیوں فرماتے اور معتبر علمائے سلف و خلف کیوں جائز رکھتے؟ نماز پڑھنا جیسا کہ بیان کیا گیا اس میں کیا اعتراض ہے؟ عثمان بن حنیف سے مروی حدیث میں صلوٰۃ حاجت کا مرفوعاً ذکر بیان کیا جا چکا ہے اس کے بعد دعا مانگنا بھی ممنوع نہیں، توسل بھی ناجائز نہیں۔ اب رہا گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چلنا سو اس میں بھی کوئی خرابی نہیں کہ یہ امر نماز سے خارج ہے اور توسل بیٹھے کھڑے ہر دو طرح سے جائز ہے۔ ہاں کھڑے ہونے میں زیادہ اہتمام اور ادب ہے کہ توسل سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے ہے اور آنجناب کا مزار مقدس بغداد شریف میں ہے، تو بغداد کی طرف رخ کر کے گیارہ قدم چلنے میں اہتمام ہے اور کچھ نہیں۔ کیا کسی جہت کی طرف چلنا شرک میں داخل ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو منکرین بھی شرک سے نہیں بچ سکتے مگر ضد اور نفسانیت کا کوئی علاج نہیں۔

۳۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ مریدوں کی خبر رکھتے ہیں ان کی پردہ پوشی فرماتے ہیں۔ بہجۃ الاسرار میں آنجناب کا یہ قول مذکور ہے:

"اگر میرے مرید کا پردہ مشرق میں کھل جائے اور میں مغرب میں ہوں تو میں (وہیں سے) اسکو چھپا دیتا ہوں۔

سینکڑوں بزرگان دین سے امداد اور تصرف بحالت حیات و ممات ثابت ہے۔ بزرگان دین اور اکابر اولیاء کی زندگی اور ممات برابر ہوتی ہے۔ جس طرح ان کا تصرف زندگی میں ہوتا ہے ایسا ہی بعد از وصال جاری رہتا ہے، بلکہ وصال کے بعد اور زاید ہو جاتا ہے۔ حدیث قدسی میں بیان ہو چکا کہ وہ قرب نوافل سے صفات خداوندی کا مظہر بن جاتے ہیں اب ان کا سننا، دیکھنا، پکڑنا اور چلنا اللہ کے ساتھ ہوتا ہے، اور بعد از وصال بھی وہ اولیاء اللہ ہی ہوتے ہیں لہٰذا بعد وصال یہ صفات خداوندی ان سے سلب یا ضائع نہیں ہوتیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر دعا کی قبولیت کے لئے تریاق مجرب ہے۔ امام غزالی نے لکھا ہے کہ جس بزرگ سے زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے اس کی وفات کے

بعد بھی اس سے مدد مانگی جاتی ہے۔

بہجتہ الاسرار میں ایک بزرگ سے منقول ہے کہ ۴ مشائخ کو میں نے اپنی قبروں میں اسی طرح تصرف کرتے دیکھا جیسا وہ زندگی میں کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور وہ شیخ معروف کرخی، شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ عقیل منجی اور شیخ حیاۃ بن قیس حرانی ہیں۔

شیخ احمد بن زروق جو مغرب کے بڑے فقہاء علماء مشائخ میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک روز شیخ ابو العباس نے مجھ سے پوچھا زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے یا مردہ کی؟ میں نے کہا بعض کا خیال ہے کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہوتی ہے مگر میں یہ کہتا ہوں کہ فوت شدہ کی مدد زیادہ قوی ہے۔ اس پر شیخ ابو العباس نے کہا ہاں! کیونکہ وہ خدا کے حضور میں ہیں اس بارے میں گروہ صالحین سے اس قدر منقول ہے جس کا شمار نہیں کیا جا سکتا جبکہ کتاب و سنت اور اقوال سلف صالحین میں کوئی ایسی دلیل نہیں پائی جاتی جو اس کو رد کرے۔ آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ روح باقی رہتی ہے۔ اس کو اپنے زائرین کے حالات کا علم و شعور ہوتا ہے۔ جبکہ کاملین کی ارواح کو اللہ عز وجل کی جناب میں قرب و مرتبہ ثابت ہے، ویسا ہی جیسا زندگی میں تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اولیاء کی کرامات و تصرفات روح سے ہوتی ہے۔ روحیں خود باقی ہیں اور یہ زندگی میں اور وصال کے بعد خدائے ذوالجلال میں فانی ہیں اور ان میں متصرف حقیقی حق تعالیٰ ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تذکرۃ الموتٰی والقبور میں لکھتے ہیں کہ حق باری تعالیٰ شہیدوں کے بارے میں فرماتا ہے **بل احیاءٌ عند ربھم** بلکہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور یہ صرف شہیدوں کے ساتھ خاص نہیں ان سے بلند مقام والے انبیاء اور صدیقین کو بھی یہ صفت حاصل ہے اور اولیاء اللہ صدیقین میں سے ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے **فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر**۔ اس ذی قدر بادشاہ کے حضور مقام صدق میں بیٹھنے والے۔ تو اولیاء شہداء سے افضل ہیں کہ یہ ساری زندگی جہاد اکبر میں مصروف رہے۔ حضور نے ایک غزوہ سے لوٹتے ہوئے فرمایا **رجعنا من الجھاد الاصغر الا الجھاد الاکبر**۔ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے۔ اور جہاد اکبر جہاد بالنفس ہے جو ساری زندگی ہر

لمحہ بلا انقطاع جاری رہتا ہے یہاں تک کہ اجساد، سراپا ارواح ہو جاتے ہیں۔ اولیاء اللہ فرماتے ہیں :اروا حنا اجسادنا، اجسادنا اروا حنا۔ ہماری روحیں ہمارے جسم ہیں اور ہمارے جسم ہماری روحیں ہیں۔ ایسی روحوں سے اویسیہ طریق پر فیض باطنی پہنچتا رہتا ہے۔

۴۔ شرح برزخ جو ایک معتبر کتاب حدیث کی ہے، میں مذکور ہے:

احادیث میں مروی ہے کہ جب انسان پر کوئی مشکل کام آن پڑے تو وہ اولیاء اللہ میں سے کسی ولی کو پکارے، اب اگر وہ زندہ ہے تو اس کو ہوا پلک جھپکنے کی دیر میں سنا دیتی ہے یا ولی کو کشف سے اس پکار کا علم ہو جاتا ہے اور اگر وہ فوت شدہ ہے تو اس کو ملائکہ سنا دیتے ہیں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کر کے اس کی مدد کرتا ہے۔

۵۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار میں سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا :یعنی میں ایسا ہی ہر اس شخص کے ساتھ کرتا ہوں جس پر میری عنایت ہو۔ یہ نقل کر کے شیخ عبدالحق استغاثہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :اے غوث! ہم آپ کی طرف منسوب ہیں اور مہربانی آپ کے اختیار میں ہے۔ یا غوث پاک ہم کو اپنی عنایت سے محروم نہ کرنا۔ اگرچہ ہم اس کے قابل نہیں لیکن آپ ہم کو اس قابل بنا دیں کہ موجودات میں آپ تصرف فرماتے ہیں اور آپ پر بدبخت اور نیک بخت پیش کئے جاتے ہیں۔

سبحان اللہ! علمائے اہل سنت کا حقیقتاً ایسا اعتقاد ہوتا ہے

بعد از وصال مدد پر دلائل:

۱۔ حضور اقدس ﷺ کے ظاہری وصال شریف کے بعد صحابہ نے آپ کو پکارا اور آپ نے مدد فرمائی۔

۲۔ قیامت تک کے گناہگاروں کو معافی کا طریقہ بتاتے ہوئے حق تعالیٰ نے فرمایا:

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اور جب تم اپنے نفسوں پر ظلم کر بیٹھو تو حضور کی بارگاہ میں آ جاؤ اور اللہ سے استغفار کرو اور رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے استغفار کریں تو تم اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاؤ گے۔ جس کسی سے بھی گناہ کبیر صادر ہو جائے اور وہ معافی چاہے تو حضور

کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ اگر مدینہ نہیں جا سکتا تو یہیں سے متوجہ ہو جائے کہ حضور بہ عطائے الٰہی امت کے احوال سے آگاہ ہیں۔ حضور کی طرف متوجہ ہو کر توبہ و استغفار کریں۔ حضور سے معافی کے واسطے سفارش کرنے کو کہے، جوں ہی لب مصطفیٰ ﷺ اس کے حق میں وا ہوں گے۔ گناہ گناہ نہ رہے گا، اللہ کا کرم عظیم ہوگا۔

۳۔ امام شرف الدین بوصیری نے فالج کی بیماری کے ازالے کے لئے حضور ﷺ سے استغاثہ کیا۔ حضور نے ان کو شفا بخشی، چادر شریف عطا فرمائی ان کے قصیدہ بردہ کی شرح ''عطر الوردہ'' کے نام سے دیوبند کے عالم مولوی ذوالفقار علی نے کی۔

۴۔ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بعد از وصال تصرفات کے واقعات سے یہ کتاب بھری ہوئی ہے اور اس کتاب میں درج واقعات تمام ایسے واقعات کا 0.0000001 فیصد بھی نہیں۔

۵۔ اولیاء کاملین کے تصرفات بعد از وصال کے واقعات سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ حضرت باقی باللہ سے کسی مرید نے حیات و ممات کی حقیقت پوچھی تو فرمایا جو میرا جنازہ پڑھائے اس سے پوچھنا۔ جنازہ ایک نقاب پوش نو وارد نے پڑھایا۔ مرید نے اس کا دامن پکڑا اور فنا و بقا کے بارے میں سوال کیا۔ اس نے نقاب اٹھایا تو دیکھا سامنے باقی باللہ کھڑے ہیں مرید نے جنازے کی طرف اشارہ کیا کہ وہ کیا ہے فرمایا وہ فنا ہے اور اپنی طرف اشارہ کر کے کہا یہ بقا ہے۔

۶۔ چشتیہ سلسلے کے ایک بزرگ خواجہ نور محمد مہاروی سے ان کے ایک مرید قاضی صاحب نے وعدہ لیا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو جنازہ حضور ہی پڑھائیں خواجہ صاحب نے وعدہ فرمایا اتفاقاً خواجہ نور محمد مہاروی کا انتقال قاضی صاحب سے پہلے ہو گیا۔ قاضی صاحب بے حد روئے اور افسوس کیا۔ کچھ عرصے بعد قاضی صاحب کا بھی انتقال ہو گیا۔ جنازہ تیار ہو گیا تو کیا دیکھا کہ ایک گھڑ سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا آ رہا ہے اس کے ہمراہ چند لوگ اور بھی آ رہے ہیں جب قریب پہنچے تو سب نے پہچان لیا کہ خواجہ نور محمد مہاروی ہیں تمام مرید قدم بوس ہوئے ہر ایک کے ذہن سے یہ نکل گیا کہ حضرت کا انتقال ہو چکا ہے۔ سب کو یہی خیال ہوا کہ آپ حسب وعدہ قاضی صاحب کا جنازہ پڑھانے تشریف لائے

ہیں۔ نماز جنازہ پڑھا کر آپ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے اس وقت سب کو یاد آیا کہ حضرت تو وصال فرما چکے ہیں۔ قاضی خدا بخش فرماتے ہیں مجھے یہ واقعہ ایک ایسے شخص نے سنایا جو اس جنازہ میں شریک تھا۔ سبحان اللہ۔

۷۔ بہجۃ الاسرار میں ہے شیخ علی بن الہیتی نے فرمایا کہ میں سیدنا غوث الاعظم اور شیخ بقا بن بطو کے ہمراہ امام احمد بن حنبل کی زیارت کو گئے۔ میں نے دیکھا کہ امام احمد بن حنبل اپنی قبر سے نکلے اور سیدنا غوث الاعظم کو اپنے سینے سے لگا لیا انہیں خلعت پہنائی اور فرمایا اے عبدالقادر! میں علم شریعت، علم طریقت اور علم حقیقت میں آپ کا محتاج ہوں۔

۸۔ بغداد سے دور ایک تاجر دل میں آنجناب کی عقیدت رکھتا تھا اور دل میں نیت کی ہوئی تھی کہ دنیاوی امور سے فارغ ہو کر حضور کی خدمت میں جاؤں گا، بیعت ہوں گا اور مقصد زندگی حاصل کروں گا۔ چالیس سال گزر گئے۔ فارغ ہو کر بغداد آیا تو پتہ چلا کہ آنجناب کا وصال ہو گیا۔ سخت صدمہ ہوا اور دجلہ پہ جا کر اپنی زندگی کو ختم کرنا چاہا۔ ادھر غوث الثقلین اپنے عاشق صادق کو ملاحظہ کر رہے تھے آپ کا نام لیوا، عقیدت مند اور حرام موت مرے؟ آنجناب کی توجہ اور تصرف سے تاجر کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مرنے سے پہلے حضور کے روضہ انور پر حاضری دے لوں۔ روضہ پاک کی زیارت تو کرلوں۔ چنانچہ قبر انور پر حاضر ہوا سلام کیا اور زار و قطار رونے لگا۔ سید الاولیاء سرکار محبوب سبحانی اپنی قبر انور سے باہر تشریف لے آئے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سلسلے میں داخل کیا اور اپنی نگاہ کیمیا سے ایک لمحہ میں واصل باللہ فرما دیا۔ اس وقت تین سو افراد دربار شریف پر حاضر تھے وہ تمام بھی آنجناب رضی اللہ عنہ کے دیدار اور توجہ سے مشرف ہو کر واصل باللہ ہو گئے۔

جان لیں کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو پکارنا، استمداد کرنا بالکل جائز ہے اس میں کسی بھی طرح کے شرک کا شائبہ نہیں کہ ہر پکارنے والا آپ کو اولیاء اللہ کا سردار سمجھتا ہے ان میں سے کوئی بھی آپ کو خدا نہیں گردانتا۔ سب کا یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء کے تصرفات، کمالات اللہ عز وجل کی عطا سے ہیں اور جائز الفناء ہیں جبکہ حق تعالیٰ کے جملہ کمالات و اوصاف اس کے ذاتی ہیں اس کو کسی نے بھی عطا نہیں کئے نہ ہی کبھی اس سے کوئی صفت ضائع ہوسکتی ہے۔ جاہل سے جاہل مسلمان بھی اس فرق یعنی ذاتی اور عطائی

سے آگاہ ہے لہٰذا کسی بھی طرح سے شرک کا احتمال نہیں۔شرک اس وقت ہوگا جب کوئی اولیاء کی صفات کو ان کی ذاتی اور ہمیشہ ہمیشہ سے بلا کسی کے عطا کئے ثابت کرے اور ایسا کوئی بھی نہیں کرتا۔ ہر شخص، ہر عقیدتمند یہی کہتا ہے کہ سیدنا غوث الاعظم اور دیگر اولیاء اللہ کو یہ کمالات اللہ عزوجل کی بارگاہ سے عطا ہوئے۔ لہٰذا یہ برابری ہوئی نہ شرک ہوا۔مخالفین اپنے جواز میں جو آیات پیش کرتے ہیں وہ تمام کی تمام بتوں اور مشرکوں کے حق میں نازل ہوئیں۔ **من دون اللہ** والی بیشتر آیات بتوں کے حق میں ہیں۔ **اھل اللہ** اور **من دون اللہ** پر مختصر سا تحقیقی بیان اگلے صفحات میں ہے۔ بتوں کے بارے میں نازل آیات انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کرنا ظلم ہے اور ایسے ظالمین کو قرآن سے ہدایت نہیں ملتی بلکہ ان کے خسارے میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے **فیہ شفاءٌ و رحمة للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا۔** قرآن میں مومنوں کے واسطے شفا و رحمت ہے مگر یہ ظالموں کے خسارے میں اضافہ ہی کرتا ہے۔

☆☆☆

{باب نہم}

تعلیماتِ غوثِ پاک

فتوح الغیب شریف کے پہلے مقالے میں سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''مومن کے لیے ہر حال میں تین چیزوں پر کاربند رہنا لازمی ہے۔ ایک یہ کہ اللہ کے تمام احکام کی فرمانبرداری کرے۔ دوسرے اللہ نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان سے پرہیز کرے۔ تیسرے اللہ کی قضا و قدر پر راضی رہے۔ بندہ مومن کا یہ کمترین حال ہے کہ اوامر کی فرمانبرداری، نواہی سے اجتناب اور تقدیر پر رضا مندی، سے تمام احوال میں خالی نہ ہو۔ پس مومن پر لازم ہے کہ ان تینوں کو لازماً اختیار کرے۔ دل میں اِن کا ارادہ کرے۔ اپنے نفس کو یہ تینوں باتیں یاد دلاتا رہے۔ باطن میں ان کے بارے میں سوچے۔ دل میں ان کا تکرار کرے اور ہر حال میں اپنے اعضا و جوارح کو انہیں میں لگائے رکھے''۔ تمام مذہب اسلام اور طریقہ سلوک کا خلاصہ اور نچوڑ یہی ہے کہ ہر حال میں اوامر (احکامِ الٰہیہ) کی پابندی کی جائے۔ نواہی (جن سے اللہ نے روکا) سے اجتناب کیا جائے اور جو اللہ

نے ہمارے واسطے مقدر کیا اس پر ہر حال میں راضی رہا جائے۔

فتوح الغیب شریف کے اٹھتر ویں مقالہ میں سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اہلِ مجاہدہ ومحاسبہ اور اولوالعزم لوگوں کی دس خصلتیں ہیں جن پر انہوں نے مداومت کی اور جب ان خصائل کو خدا کے حکم سے اپنی ذات میں قائم اور مضبوط کرلیا تو بلند مرتبوں پر پہنچ گئے۔

۱۔ پہلی خصلت یہ کہ بندہ سہواً یا قصداً سچی یا جھوٹی کسی بھی بات پر اللہ کی قسم نہ کھائے۔ اس لیے نہیں کہ قسم کھانا حرام اور بُرا فعل ہے بلکہ عظمتِ درگاہِ خداوندی اور عزتِ الٰہی اس کو قسم کے ترک پر مجبور کردے اور وہ اللہ کی قسم کو زبان پر لانے کی تاب و ہمت نہ رکھے اور ایسی عادت بنالے اور ایسے طریقے پر رہے کہ غفلت سے بھی زبان پر قسم نہ آئے۔ جب اس خصلت کو اختیار کرلے گا اور سہواً اور قصداً اللہ کی قسم کھانے سے مکمل اجتناب کرے گا تو اللہ اس پر اپنے انوار کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دے گا، اس کے حال اور مرتبے کو بلند کردے گا۔ وہ اپنے قصد وصبر میں قوت وتوانائی پائے گا اور وہ بھائیوں میں اپنی تعریف اور پڑوسیوں میں بزرگی پائے گا۔ جو اسے پہچانے گا وہ اس کی تقلید کرے گا اور جو دیکھے گا اس سے ڈرے گا۔

۲۔ دوسری خصلت یہ ہے قصداً یا مذاقاً جھوٹ سے بچے۔ جب جھوٹ سے بچے گا تو اللہ اس کے سینے کو کھول دے گا اور اس پر ایسا علم روشن کردے گا کہ گویا وہ جھوٹ کو جانتا ہی نہیں، اگر وہ دوسروں سے جھوٹ سُنے گا تو معیوب سمجھے گا۔ اپنے دل میں اس کی سرزنش کرے گا اور اللہ سے اس کے حق میں اس خصلت کے دُور ہونے کی دُعا کرے گا اور اس وجہ سے اسے ثواب ملے گا۔

۳۔ کسی بھی حال میں وعدہ خلافی نہ کرے یا وعدہ ہی نہ کرے کہ وعدہ خلافی جھوٹ کی قسم میں سے ہے اگر وہ وعدہ خلافی سے بچے گا تو اللہ اس کے لیے سخاوت کا دروازہ اور حیا کا درجہ کھول دے گا اور سچے لوگوں میں اس کی محبت پیدا ہوجائے گی اور وہ اللہ کے حضور میں بلند مراتب ہوگا۔

۴۔ چوتھی خصلت یہ ہے کہ مخلوقات میں سے کسی چیز پر لعنت نہ کرے نہ کسی کو ایذاء پہنچائے۔ یہ خصلت ابرار وصدیقین کے اخلاق میں سے ہے اور اس کو اختیار

کرنے سے خدا کی حفاظت میں درجات کے ساتھ دُنیا میں نیک انجام ہے۔ اللہ ایسے شخص کو ہلاکت سے بچاتا ہے، مخلوق سے سلامت رکھتا ہے، بندوں پر شفیق بناتا ہے اور اپنا قرب عطا کرتا ہے۔

لعنت کا معنیٰ رحمتِ الٰہی سے دُوری ہے اور اس کا اصول ہے کہ جس شے یا شخص پر لعنت کی جائے اور وہ اس کا مستحق نہ ہو تو یہ لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے۔ ہم سب رحمتِ الٰہی کے طلبگار ہیں مگر نادانی میں دوسروں پر لعنت کر کے رحمتِ الٰہی کو اپنے آپ سے دُور کر بیٹھتے ہیں۔ بعض ایسے نادان ہیں کہ انسان تو انسان، حیوانات اور جمادات پر بھی لعنت کرتے رہتے ہیں اور خود ہی اس کا خمیازہ بھگتتے ہیں، تو لعنت کرنا اچھے لوگوں کا کام نہیں۔ کسی نے مہر علی شاہ صاحب سے یزید پر لعنت کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس پر لعنت کرنا، اس کے مظالم کے سبب بالکل جائز ہے مگر اس پر لعنت بھیجنے سے تمہیں کوئی نیکی نہیں ملتی بجائے اس پر لعنت بھیجنے میں وقت ضائع کرنے کے حضور ﷺ اور حضور ﷺ کی آل پر اتنی دیر درود و سلام بھیجا جائے تو اس میں سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔

۵۔ پانچویں خصلت یہ کہ مخلوق پر بددُعا کرنے سے بچے، اگرچہ کسی نے اس پر ظلم ہی کیوں نہ کیا ہو۔ پس اس سے زبان کے ساتھ قطع تعلق نہ کرے اور اس کے حق میں بددُعا نہ کرے۔ اس لیے کہ ایسا کرنے سے صلہ رحمی اور حق مسلمانی کا ترک لازم آتا ہے۔ یہ خصلت اپنے حامل کو درجاتِ عالیہ کی طرف بلند کرتی ہے۔ اس کے سبب بندہ دُنیا اور آخرت میں بڑا مرتبہ پاتا ہے اور مستجاب الدعوات ہوجاتا ہے یعنی جب بندہ ظلم پر صبر کرے اور ظالم کے حق میں بددُعا نہ کرے تو اس کی جزا کے طور پر وہ جو بھی دُعا کرے گا وہ مقبول و مستجاب ہوگی۔ اس خصلت کی بدولت بھلائی و نیکی میں بلند درجہ اور مسلمانوں کے دِلوں میں عزّت و بزرگی پائے گا۔

۶۔ چھٹی خصلت یہ کہ اہلِ قبلہ میں سے کسی مخلوق پر یقین کے ساتھ کفر و شرک و نفاق کی گواہی نہ دے۔ یہ خصلت اللہ کے علم میں دخل دینے سے دُور رکھنے والی ہے اور خدا کے غضب سے بہت زیادہ دُور رکھنے والی ہے اور رحمت و رضامندی حق سے بہت زیادہ قریب ہے۔ پس یہ اللہ کے نزدیک ایک بلند اور بڑا دروازہ ہے جو

بندہ مومن کو سب مخلوق پر مہربانی وشفقت کرنے کا نتیجہ دیتا ہے۔

۷۔ ساتویں یہ کہ گناہوں کی چیزیں دیکھنے اور ان کی طرف میلان کرنے سے اپنے ظاہروباطن میں بچے۔ اپنے اعضاء کو گناہوں سے باز رکھے اور دل کو ان کی طرف میلان سے بچائے۔

۸۔ آٹھویں یہ کہ مخلوق میں کسی چھوٹے یا بڑے پر اپنا بوجھ نہ ڈالے، بلکہ اپنا بوجھ ان پر سے اُٹھائے۔ ایسا کرنے سے اس کے نزدیک حق بات کہنے میں سب مخلوق برابر ہوجائے گی اور یہ دروازہ سب مومنوں کی عزت اور کل متقیوں کی بزرگی کا باعث ہے اور اخلاص سے بہت زیادہ قریب ہے۔

۹۔ جو نعمتیں دیگر مخلوق کے پاس ہیں ان کی دل میں طمع نہ رکھے کہ ایسا کرنے سے ہی پرہیزگاری حاصل ہوتی ہے اور عبادات کامل ہوتی ہیں۔

۱۰۔ دسویں خصلت تواضع کا اختیار کرنا ہے اور تواضع یہ ہے کہ بندہ جس شخص سے بھی ملے، اپنی ذات پر اس کی بڑائی اور فضیلت دیکھے اور کہے کہ شاید یہ شخص اللہ کے نزدیک مجھ سے بہتر اور مرتبہ میں زیادہ بلند ہو۔ اگر چھوٹا ہو تو اپنے آپ سے کہے اس کی عمر کم ہے یقینا اس کے گناہ مجھ سے کم ہوں گے۔ اگر عمر میں بڑا ہو تو کہے یقینا اس کی نیکیاں مجھ سے زیادہ ہوں گی اور اس طرح یہ مجھ سے بہتر ہے۔ اگر عالم سے ملے تو اپنے آپ سے کہے اس کو وہ چیز دی گئی جس تک میں نہیں پہنچا، اس نے وہ چیز پائی جو میں نے نہیں پائی اور اس چیز کو جانا جس کو میں نہیں جانتا اور وہ علم کے ساتھ عمل کرتا ہے تو یقینا مجھ سے بہتر ہے۔ اگر جاہل سے ملے تو کہے کہ اس نے نادانی سے اللہ کی نافرمانی کی اور میں نے جان کر نافرمانی کی اور میں نہیں جانتا کہ میرا اور اس کا خاتمہ کس حالت پر ہوگا۔ اگر وہ کافر ہے تو کہے کہ میں نہیں جانتا شاید یہ مسلمان ہوجائے اور اس کا خاتمہ نیک عمل پر ہو اور میں کافر ہوجاؤں اور میرا خاتمہ بُرے عمل کے ساتھ ہو (معاذ اللہ)

یہ غیر پر مہربانی اور شفقت کرنے اور اپنے نفس پر ڈرنے کا دروازہ ہے۔ تواضع کا حامل شخص زیادہ استحقاق رکھتا ہے کہ اس کی مصاحبت اختیار کی جائے اور اسے اپنایا جائے

اور یہ انتہائی چیز ہے جو بندوں پر باقی رہے گی۔ جب بندہ اس صفت اور خصلت پر رہتا ہے تو اللہ حوادثات، آفاتِ نفسانی اور ان شیطانی وسوسوں سے جو اچانک دل میں داخل ہوتے ہیں، حفاظت و سلامتی میں لے لیتا ہے۔ یہی تواضع رحمت کا دروازہ ہے اس کے اختیار کرنے سے کِبر کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔ خود پسندی کی رسّیاں کٹ جاتی ہیں۔ اس کے ذریعے بندہ دِین و دُنیا میں اپنے نفس سے پایہ کبر کو نکال دیتا ہے۔ یہ عبادت کا مغز ہے، زاہدوں کی انتہائی بزرگی ہے اور عبادت کرنے والوں کی نشانی ہے اور اس سے کوئی شے افضل نہیں اور اس کے ساتھ چاہیے کہ بندہ اپنی زبان کو اہلِ عالم کے ذکر اور بے سود باتوں سے بند کرے۔

نصائح غوث پاک

ا۔ جس نے خدا کے دوست کو دیکھا گویا اس نے خدا کو دیکھ لیا۔

۲۔ ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست، روئے زمین پر حق تعالیٰ کی خوشبو ہے۔ جسے اللہ کے سچے راستباز طالبین سونگھتے ہیں۔ پس یہ خوشبو ان طالبوں کے دلوں تک پہنچ جاتی ہے اور وہ اپنے مرتبوں کے تفاوت کے مطابق اپنے پروردگار کے مشتاق ہوجاتے ہیں۔

۳۔ جو شخص اللہ کے ساتھ مشغول ہوجائے، ہر چیز اس کی طرف جھک جاتی ہے۔

۴۔ اے بیٹے! اپنی تمام طاقت وقوت اپنے پروردگار کی اطاعت و فرمانبرداری میں صرف کر اور اس بارے میں پوری کوشش کر۔

۵۔ شجاعت ایک ساعت کا صبر ہے۔

۶۔ افسوس! تم کیسے اپنے پروردگار کو پہچانے بغیر مر جاتے ہو۔

۷۔ تف ہے تجھ پر اگر تو دو رو، دو زبان اور دو کردار والا ہے۔ (یعنی ہر حال میں ظاہر و باطن میں ایک جیسا رہ)

۸۔ گزشتہ بزرگوں اور صالحین کی پیروی و اقتدا کرنا تم پر لازم ہے۔

۹۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو زمین میں ایک غار کھود لے اور اس میں چھپ جا (یعنی تجھے چاہیئے کہ جس قدر ہو سکے تنہائی و خلوت اختیار کر)

۱۰۔ جو اللہ سے محبت کرتا ہے اس کا سارا دل اللہ کے شوق سے پر ہو جاتا ہے وہ سراپا شوق بن جاتا ہے، ماسوی اللہ سے منہ پھیر لیتا ہے اور مکمل طور پر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے پھر اس کے سب فکر و اندیشے ایک اندیشے (طلب حق) میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

۱۱۔ کوشش کر کہ جو تجھے محروم رکھے، اسے عطا کر۔ جو قطع رحمی کرے اس سے صلہ رحمی کر اور جو تجھ پر ظلم کرے اس سے درگزر کر۔

۱۲۔ کوشش کر کہ تیرا گھر بندوں کے ساتھ ہو اور تیرا دل بندوں کے پروردگار کے ساتھ لگا ہو (یعنی تیرا وجود ظاہری مخلوق میں مشغول ہو تب بھی تیرا باطن اپنے رب کی طرف متوجہ ہو۔)

۱۲۔ اس کے حضور اپنے عقلوں اور علموں سے فارغ ہو کر بیٹھو، اس کا علم حاصل کر لو گے۔

۱۴۔ تجھے خوشخبری ہو، اگر تو اپنے پروردگار کی قضا و تقدیر کے ساتھ موافقت کرتا ہے اور اسے دوست رکھتا ہے۔

۱۵۔ اے بیٹے! اولیاء اللہ کا دامن زھد اور پرہیز گاری کے ہاتھوں سے تھام نہ کہ خواہش اور ہوائے نفس سے۔

۱۶۔ اے بیٹے! نفس اور خواہشات کی پیروی چھوڑ دے اور اس قوم کے قدموں کی خاک ہو جا (جنہوں نے نفس کا اتباع چھوڑ دیا، یعنی اولیاء اللہ)

۱۷۔ اے بیٹے! تجھے خلوت میں ایسی پرہیز گاری کی ضرورت ہے جو تجھے گناہوں سے نکال دے اور ایسے مراقبے کی ضرورت ہے جو تجھے ہر وقت یاد دلائے کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

۱۸۔ کوشش کر کہ تو نہ کوئی لقمہ کھائے، نہ کوئی قدم چلے نہ (ظاہر و باطن میں) کوئی کام کرے مگر ایسی نیک نیت کے ساتھ جس میں اللہ کی رضا مقصود ہو۔

۱۹۔ کوشش کر کہ تو مظلوم اور عاجز بنے نہ کہ سخت اور جابر۔

۲۰۔ شرک ایک ظاہر کا ہوتا ہے ایک باطن کا۔ ظاہر کا شرک بتوں کی پرستش ہے اور باطن کا شرک مخلوق پر بھروسہ کرنا اور ان سے نفع و ضرر کو دیکھنا۔

۲۱۔ اللہ سے محبت کی شرائط میں سے یہ ہے کہ وہ سب سے موافق ہے (یعنی یہ نہ سمجھ کہ

وہ دیگر بندگان خدا کے مقابلے میں تجھ سے زیادہ موافق ہے) اور جو شخص اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے، دوسروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو وزن دیتا ہے، اس کا اللہ کے حضور میں کچھ مرتبہ نہیں۔

۲۲۔جس کے واسطے اللہ بہتری چاہتا ہے اس پر مخلوق کے دروازے بند کر دیتا ہے اور مخلوق کی طرف سے اس پر بخشش وعطا کو موقوف کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس بندے کو اپنی طرف پھیر لے۔

۲۳۔حسد سے پرہیز کر کہ یہ برا ہمنشین ہے۔ اسی حسد نے ابلیس کے گھر کو ویران کیا، اسے ہلاکت میں ڈالا، دوزخی بنایا اور فرشتوں و دیگر مخلوق کے سامنے ملعون بنا دیا۔

۲۴۔ اے بیٹے ! اگر تیرے پاس علم کے ثمرات و برکات ہوتے تو تو بادشاہوں اور امیروں کے دروازوں پر خواہشات نفسانی کے واسطے ہر گز نہ جاتا۔

۲۵۔ اللہ والے ۔غلبہ نیند کے سبب سوتے ہیں، بھوک کے وقت کھاتے ہیں اور ضرورت کے وقت کلام کرتے ہیں، گونگا پن اور خاموشی ان کا طریقہ ہے۔

۲۶۔ اے بیٹے ! تجھے چاہیئے کہ خاموشی تیرا طریقہ ہو، گمنامی تیرا لباس ہو اور لوگوں سے بھاگنا تیرا اصل مقصود ہو۔

۲۷۔اے بیٹے ! اگر تو سینہ کی کشادگی اور دل کی خوشی چاہتا ہے تو لوگ جو کچھ تجھ کو کہیں اس کو نہ سنا کر نہ ان کی گفتگو کی طرف متوجہ ہوا کر۔ کیا تو نہیں جانتا کہ یہ دنیا دار لوگ اپنے خالق سے راضی نہیں پس تجھ سے کیونکر راضی ہوں گے۔

۲۸۔اے بیٹے ! اللہ کی تقدیر وتصرف کے وقت اس کے حضور میں خاموش رہ اور اعتراض نہ کر تا کہ وہ تجھ پر بے حد مہربانیاں اور کرم فرمائے۔

۲۹۔ میں شیوخ کے کلام اور سختی سے نہیں بھاگتا تھا بلکہ اس وقت میں اندھا اور گونگا بن کر ان کی سختی پر صبر کرتا تھا جبکہ تو بزرگوں کی سخت کلامی پر صبر نہیں کرتا اور فلاح کی امید رکھتا ہے۔ ایسا ہر گز نہ ہوگا۔

۳۰۔ میں دیکھتا ہوں کہ تجھ میں علم ظاہری بڑھتا جا رہا ہے اور اندر سے تو جاہل ہوتا جا رہا ہے ۔تو راۃ میں لکھا ہے کہ جس کے پاس علم زیادہ ہو جائے اسے اللہ کا درد اور اللہ کا

خوف زیادہ چاہیئے ۔ کیا تو جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ڈر کیا ہے؟ یہ اللہ کے حضور میں عاجز ہونا اور اس کے بندوں کے ساتھ تواضع سے پیش آنا ہے ۔

۳۱۔ افسوس تو بظاہر عبادت خانہ میں خلوت میں ہے مگر تیرا دل لوگوں کے گھروں میں سیر کر رہا ہے تو ان کے آنے کا منتظر رہتا ہے کہ وہ تیری طرف یہ ہدیے اور تحفے لائیں۔

۳۲۔ محبت دل کی پریشانی کو کہتے ہیں جو محبوب کی محبت سے واقع ہوتی ہے پس جس کسی شخص کے دل پر محبت کا کھٹکا ہے ، دنیا اس پر انگوٹھی کے حلقے کی مانند تنگ ہو جاتی ہے یا اس کا حال ماتم زدہ مجلس کے لوگوں کی طرح ہو جاتا ہے ۔

۳۳۔ مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوق میں ایسی دوری ہے جیسے آسمان وزمین میں ۔ مجھ کو کسی پر قیاس نہ کرو نہ کسی اور کو مجھ پر، میں وراء الورا ہوں۔ میرے کلام کی تصدیق میں نجات ہے اور میری تکذیب زہر قاتل ہے ۔

غلط فہمیوں اور شکوک وشبہات کا ازالہ

کیا سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے شیعوں کو کافر کہا؟

ہمارے اثنا عشری حضرات بعض اُن اولیاء کے تو معتقد ہیں جو حضور غوثِ پاک سے فیض یافتہ ہیں، مگر تمام اولیاء کے سردار سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے متنفر و بیزار ہیں اور اس کا ایک سبب سرکار محبوب سبحانی کی طرف منسوب کتاب غنیۃ الطالبین ہے جس کے ایک باب میں شیعوں کے تیس فرقے بیان کیے گئے ہیں اور انہیں کافر قرار دیا گیا ہے۔ اس بارے میں صفحہ ۱۰۷ پر تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ غنیۃ الطالبین سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے، آپ کی اپنی تحریر نہیں۔ سرکار نے جن دس باتوں کی اپنے مریدین ومعتقدین کو تلقین کی ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی بھی اہلِ قبلہ پر یقین کے ساتھ کفروشرک ونفاق کی گواہی نہ دی جائے۔ نہ ہی ساری زندگی سرکار نے کسی کو کافر قرار دیا۔ اولیاء اللہ تو درسِ محبت و اخوت دیتے ہیں، منافرت اور فساد نہیں پھیلاتے۔ سرکار تو حضور اقدس ﷺ مظہرِ اتم ہیں۔ وہ ذات جو سارے انسانوں سے محبت کرتی تھی اور سب

کے لیے موجبِ رحمت تھی۔ حضور ﷺ کے پاس کافرومشرک آتے، حضور ﷺ انہیں دھتکارتے نہ تھے۔ یہود آپ کی دعوت کرتے، اسے قبول فرماتے۔ نصاریٰ کو اپنی مسجد میں ٹھہراتے اور ان کے کھانے پینے کا خود اہتمام فرماتے اور مسجد نبوی میں انہیں ان کے طریقے سے عبادت کرنے کی اجازت دیتے۔ ارشاد باری ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (تو کیا ہی اللہ کی رحمت ہوئی کہ آپ ان کے واسطے نرم دل ہیں اگر آپ سخت دل اور تندخو ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے بھاگ جاتے) تو حضور ﷺ نے محبت، نرمی، صلہ رحمی، ایثاروقربانی اور عفوودرگزر کے ذریعے دِین پھیلایا، لوگوں کے قلوب کو مسخر کیا۔ حضور ﷺ کے سارے نائبین اولیاء کاملین مخلوق سے محبت وشفقت کا اظہار کرتے رہے۔ ان کے ہاں نفرت نہیں ہوتی، یہ سب کو گلے لگاتے ہیں اور حقیقتاً ان نائبین نے ہی دینِ اسلام پھیلایا، اسے بچایا، اس میں ہر دَور میں نئی رُوح پھونکی۔ اور سردارِ اولیاء محی الدین، دِین کو زندہ فرمانے والے کے لقب سے سرفراز کیے گئے۔ سرکار محبوب سبحانی کی مجلسوں میں نیک و بد آتے، یہودونصاریٰ آتے، شیعہ وسُنّی آتے۔ آپ نے کبھی نہ کسی کو مجلس سے نکلوایا نہ کسی کی دل آزاری کی، بلکہ آپ کی محبت، عنایات اور فیوضات کے سبب ہزارہا گناہگار تائب ہوئے، ہزاروں یہودونصاریٰ مسلمان ہوئے۔ ہر مذہب و ملّت کے افراد کی آپ مدد فرماتے۔ پچھلے صفحات میں ہندوؤں اور سکھوں کی مدد کے واقعات گذرے ہیں۔ تو کیسے آپ اثنا عشری حضرات کے ساتھ تنفر رکھ سکتے تھے؟ ابوغالب جس کے مفلوج و معذور لڑکے کو آپ نے قم باذنی کہہ کر صحت یاب کردیا اس کے بارے میں منقول ہے کہ وہ شیعہ تھا۔ اگر آپ شیعوں کو کافر سمجھتے یا قرار دیتے تو اُس کی دعوت قبول کرتے، اس کے بچّے کو شفا بخشتے؟ آپ کے زمانے میں بعض رافضی آپ کا تمسخر اُڑانے کے لیے آپ کو آزماتے، چنانچہ منقول ہے کہ چند رافضیوں نے ایک ساتھی کو مردہ بنا کر جنازہ میں لٹادیا اور سرکار غوثیت مآب کو اس کا جنازہ پڑھانے کے لیے مدعو کیا۔ اپنے بناوٹی مردہ ساتھی کو کہا کہ جب وہ نماز جنازہ پڑھا چکیں تو تم اُٹھ کر بیٹھ جانا اور ہم لوگ ان کا مذاق اُڑائیں گے۔ سرکار ان کی دعوت پر نمازِ جنازہ پڑھانے آئے اور تین دفعہ ان سے نمازِ جنازہ پڑھانے کی اجازت لی۔ ان کے اجازت دینے پر آپ نے

نماز پڑھا دی۔ اب وہ لوگ منتظر تھے کہ ان کا ساتھی اُٹھ کر بیٹھے گا مگر وہ نہ اُٹھا، دیکھا تو وہ مردہ تھا۔ سرکار نے فرمایا یہ قیامت کو بھی سب سے آخر میں اُٹھے گا۔ اب دیکھیں اگر سرکار ان کو کافر قرار دیتے، کہتے یا سمجھتے تو کیا کافر کی نمازِ جنازہ پڑھانے جاتے؟

اولیاء اللہ اور مِنْ دُوْنِ اللّٰہ:

افسوس اس زمانے میں درسِ قرآن کے نام پر آیاتِ قرآنی کی غلط تشریحات کی جارہی ہیں۔ بتوں کے حق میں نازل آیتیں انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کی جارہی ہیں۔ لوگ خود سے قرآن کا ترجمہ پڑھ کر درس دینے لگ جاتے ہیں اور غلط عقاید کی ترویج کرتے ہیں۔ سیدھے سادھے مسلمان جنہیں نہ آیات کے شانِ نزول کا پتا ہے نہ ہی اس موضوع کی دیگر آیات سے واقف ہیں وہ ان کی باتوں میں آکر ایمان برباد کرلیتے ہیں۔

جان لیں کہ ایک ہیں اولیاء اللہ۔ یہ اللہ کے دوست، اللہ کے مقرب اور محبوب بندے ہیں۔ دوسرے ہیں من دون اللہ جس کے لفظی معنی ہیں غیراللہ یا اللہ کے سوا۔ یہ حقیقتاً بت ہیں۔ من دون اللہ کی بیشتر آیات بتوں کے حق میں نازل ہوئیں۔ کفار اور مشرکین مکہ ان بتوں کو اپنا حاجت روا مانتے، مشکل کشا گردانتے، انہیں اپنا شفیع جانتے، ان کی پوجا کرتے، ان کو پکارتے۔ اللہ نے رد میں فرمایا **مالکم من دونہٖ من ولی ولا نصیر** (اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں) اور فرمایا **مالکم من دونہٖ من ولی ولا شفیع** (اللہ کے سوا نہ کوئی تمہارا ولی ہے اور نہ ہی شفاعت کرنے والا) درسِ قرآن کے نام پر بدعقیدہ بنانے والی تمام مجلسوں میں سارا زور اس طرح کی آیات پر ہوتا ہے اور سیدھے سادھے مسلمان کے ذہنوں میں یہ بات بٹھادی جاتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ولی نہیں، کوئی مددگار نہیں، کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔ آیات قرآنی سے اس طرح کے نتیجے نکالنا خارجیوں کا کام تھا۔ بتوں اور مشرکوں کی آیات کو انبیاء اور اولیاء پر سب سے پہلے خوارج نے چسپاں کیا۔ بظاہر خوارج بڑے نماز روزے کے پابند تھے مگر صرف اپنے آپ کو صحیح مسلمان سمجھتے اور اکابر صحابہ کو کافرو مشرک گردانتے، واجب القتل سمجھتے۔

قرآن کی تفسیر وتشریح کا پہلا اصول یہ ہے کہ اس موضوع پر قرآن کی ساری آیات

کو سامنے رکھا جائے اور ایسا نتیجہ نکالا جائے جس میں کسی دوسری آیت کا انکار نہ ہو۔ اللہ عزّوجل کا قرآن میں ارشاد ہے انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین اٰمنو (بیشک تمہارا دوست اور مددگار اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے) دوسرے مقام پر فرمایا۔عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے پوچھا مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ (اللہ کی طرف میرا کون مددگار ہے) تو حواریوں نے جواب دیا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ (ہم اللہ کے دِین کے لیے آپ کے مددگار ہیں) (صف ۱۴) اگر اللہ کے سوا کوئی مددگار ہوتا ہی نہیں تو حواری عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار کیسے ہوتے؟ اور فرمایا فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ (تحریم ۴:) (پس اللہ حضور کا مددگار ہے اور جبریل اور صالح مومنین بھی حضور کے مددگار ہیں) اور فرمایا یاایھا النبی حسبک اللّٰہ و من اتبعک من المومنین (اے نبی! آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور آپ کی اتباع کرنے والے مومنین)

من دون اللہ سے مراد ہیں بت۔ مشرکین ان بتوں کو معبود مان کر ان کی عبادت کرتے، ان کو اپنا مشکل کشا، حاجت روا سمجھتے، ان کے نام کی نذرونیاز کرتے اور ان بتوں کا نام لے کر جانور ذبح کرتے۔تو اللہ نے ان بتوں کی مذمّت میں آیتیں اُتاریں اور فرمایا کہ من دون اللہ کو مت پکارو یہ تمہیں کوئی نفع ونقصان نہیں دے سکتے۔ یہ تمہیں کیا نفع ونقصان دیں گے یہ تو اپنے اوپر سے مکھی تک نہیں اُڑا سکتے۔ اللہ ان بتوں کے حق میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَمْ لَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا جن لوگوں نے من دون اللہ (بت) کو پوجا وہ اُن ہی کی طرح کے بندے ہیں تو ان کو پکار کر دیکھو اگر تم سچے ہو تو چاہیے کہ وہ تمہیں جواب دیں۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جس سے وہ چل سکیں، کیا ان کے ہاتھ ہیں جس سے وہ پکڑ سکیں، کیا ان کی آنکھیں ہیں جس سے وہ دیکھ سکیں، کیا ان کے کان ہیں جس سے وہ سن سکیں بلاشبہ بتوں کے نہ کان ہیں نہ ہاتھ نہ پاؤں نہ آنکھیں جس سے وہ دیکھ سکیں، چل سکیں، سن سکیں پکڑ سکیں۔ جبکہ اپنے دوستوں، اولیاء اللہ کی شان میں فرماتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دُشمنی رکھے میں اس سے اعلانِ

جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ مسلسل نفل عبادات کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں **فکنت سمِعهُ الذی یسمعُ بِهٖ و بصره الذی یبصرُ بِهٖ و یدُ الّتِی یبطش بها و رِجلَهُ الّتِی یمشی بها** تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں''۔ (بخاری)

حضرت عبادہ بن صامت بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ''میری اُمّت میں ہمیشہ تیس آدمی (ابدال) رہیں گے جن کے صدقے یہ زمین قائم و دائم رہے گی اور جن کے تصدق سے تم پر بارش برسائی جاتی ہے اور جن کے ذریعے تمہاری مدد کی جاتی ہے (طبرانی)

تو بتوں کے حق میں نازل آیات کو انبیاء اور اولیاء پر چسپاں کرنا ظلم ہے، عدل نہیں۔ ظلم کی تعریف یہ ہے کہ شے کو اس کے مقام کے خلاف رکھنا۔ چیز کو اس کے محل اور مقام پر رکھنا عدل ہے۔ جرم کرے کوئی، سزا کسی اور کو دی جائے تو یہ ظلم ہے۔ اللہ پہلے ہی سے ایسے لوگوں سے واقف تھا، اس نے پہلے ہی آیت نازل فرمادی **وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَايَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا** (پ۱۵۔ بنی اسرائیل ۸۲:) قرآن مومنوں کے واسطے شفاء و رحمت ہے اور ظالمین کے خسارے میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ قرآن ظالموں کے واسطے شفاورحمت نہیں۔ یہاں ولایزید الکافرین نہیں فرمایا کیونکہ کافر تو قرآن پڑھتا ہی نہیں۔ نہ ہی اس کا ترجمہ وتفسیر کرتا ہے نہ ہی بتوں والی آیات نبیوں اور ولیوں پر لگاتا ہے۔ اس واسطے ولایزیدالکافرین نہ فرمایا بلکہ فرمایا ولایزیدالظالمین تا کہ معلوم ہوجائے کہ جو قرآن کا غلط مفہوم بیان کرتے ہیں، غلط ترجمہ کرتے ہیں، یہ قرآن ایسے ظالموں کے واسطے شفاورحمت نہیں بلکہ خسارے میں اضافے کا موجب ہے۔ جولوگ یہ کہتے ہیں یارسول اللہ نہ کہو، یا غوث الاعظم مت پکارو، انبیاء و اولیاء کسی کو نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتے وغیرہ، یہ لوگ وہی بتوں والی آیتیں پڑھ کر انبیاء اور اولیاء

پر لگاتے ہیں۔ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مولوی صاحب قرآن پڑھ رہے ہیں۔ جنہیں شانِ نزول کا پتا نہیں وہ گمراہ ہوجاتے ہیں۔ بت کچھ نہیں کرسکتے مگر انبیاء و اولیاء اللہ کی دی ہوئی طاقت و اختیار سے بہت کچھ کرسکتے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا **افتعبدون من دون اللہ مالاینفعکم شیئاً ولا یضرکم اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلاتعقلون** کیاتم ان بتوں کو پوجتے ہو جو تمہیں نہ کسی شے کا نفع دے سکتے ہیں نہ تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں، تُف ہے تم پر اور تمہارے معبودوں پر کیاتم عقل والے ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے من دون اللہ کسے کہا؟ ولیوں کو یا بتوں کو؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **انکم وماتعبدون من دون اللّٰہ حصب جھنم** تم اور جن من دون اللہ (بتوں) کی تم پوجا کرتے ہو وہ تمام جہنم کا ایندھن ہیں۔ ذرا غور کریں اگر من دون اللہ سے مراد اللہ کے سِوا لی جائے اور اس میں تمام انبیاء و اولیاء کو شامل کیا جائے تو کیا انبیاء، اولیاء اور مومنین جہنم کا ایندھن بنیں گے؟ ثابت ہوا من دون اللہ اور ہیں اور اولیاء اللہ، اہل اللہ اور ہیں۔ من دون اللہ کچھ نہیں کرسکتے، اہل اللہ، اللہ کے دیے ہوئے اختیاروقدرت سے بہت کچھ کرسکتے ہیں۔ قرآن مجید میں سورۂ نحل میں سلیمان علیہ السّلام کے ایک درباری، خدا کے ولی آصف بن برخیا کا واقعہ مذکور ہے کہ وہ تختِ بلقیس دو ماہ کی مسافت کے فاصلے سے سلیمان علیہ السلام کے دربار میں پلک جھپکنے کی دیر میں لے آئے۔ من دون اللہ کچھ نہیں کرسکتے مگر عیسیٰ علیہ السلام، اللہ کے بندے، اس کے نبی، رسول اور مرسل فرماتے ہیں **وابریُ الاکمہ والابرص** میں اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور بِلادوا برص والے کو ہاتھ پھیر کر اچھا کرتا ہوں۔ اسی لیے آپ کا نام ہے مسیح یعنی ہاتھ پھیرنے والا **واحی الموۃ باذن اللّٰہ وانبئکم بماتاکلون وماتدخرون** اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے اِذن سے اور تمہیں خبر دیتا ہوں جوتم کھاتے ہو اور گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔ ماننا پڑے گا کہ پیغمبر شفا دے سکتے ہیں، مردہ زندہ کرسکتے ہیں اور انہیں یہ اختیار اور اس بات کی اجازت اللہ نے دی۔ پھر فرمایا **انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فاانفخ فیہ فیکون طیراً** میں بناتا ہوں تمہارے لیے مٹی سے پرندہ، پھر اسے پھونک

مارتا ہوں اور میری پھونک سے اس میں جان پڑ جاتی ہے وہ اُڑنے لگ جاتا ہے۔

اکابر علمائے دیوبند بھی اولیاء اللہ کے اختیارات و تصرفات کے قائل تھے اور وہ بتوں کی آیات اس طرح ولیوں پر چسپاں نہ کرتے تھے، مگر فی زمانہ خارجیت کا دور دورہ ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی ملفوظات میں اپنی پیدائش کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں میری والدہ کے ہاں بچّے نہیں بچتے تھے یا تو مردہ پیدا ہوتے یا پیدائش کے بعد انتقال کرجاتے۔ میرے ماموں میری والدہ کو لے کر اس علاقے کے ایک مجذوب کے پاس گئے اور ساری بات اس کے گوش گزار کی۔ مجذوب نے کہا دو بیٹے ہوں گے، دونوں زندہ رہیں گے شرط یہ ہے کہ ان کا نام علی کے نام پر رکھنا۔ ان میں سے ایک مولوی ہوگا ایک مجذوب۔ ذرا دیکھیں مجذب نے کوئی دُعا نہ کی، سائل کا سوال سُن کر صرف ایک شرط کے ساتھ دو بیٹے (اللہ کی عطا کردہ قوت و اختیار سے) عطا کردیے۔ مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں جیسا اس مجذوب نے فرمایا ویسا ہی ہوا۔ پہلے بڑے بھائی اکبرعلی کی پیدائش ہوئی، پھر میری۔ دونوں کے نام علی کے نام پر رکھے گئے اکبرعلی اور اشرف علی۔ دونوں زندہ رہے، بڑے بھائی پر جذب کا غلبہ ہے اور میں مولوی ہوگیا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انفاس العارفین میں اپنے والد شاہ عبدالرّحیم کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کو درس کی مجلس سے واپس آرہے تھے، گرمی کے سبب گلیاں سنسان تھیں، ذہن میں شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کی رُباعی آ گئی اور آپ مزے سے اسے گنگناتے ہوئے آرہے تھے ؂

جز یادِ دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است　　جز سرِّ عشق ہر چہ بخوانی بطالت است
سعدؔی بشوئے لوحِ دل از نقش غیرِ حق　　.......................

''دوست (اللہ) کی یاد کے سوا جو کچھ بھی زندگی میں کیا حقیقتاً وہ عمر کو ضائع کیا۔ رازِعشق کے سوا جو کچھ پڑھا وہ بچپنا تھا۔ اے سعدی اپنے دل کی لوح سے اللہ کے غیر کا نقش مٹادے''۔ تین مصرعے گنگنانے کے بعد چوتھا مصرعہ بھول گئے، جتنا ذہن پر زور ڈالتے یاد نہ آتا۔ اتنے میں ایک گلی سے ایک خوبصورت نوجوان جس کی زُلفیں دراز تھیں آیا اور اس نے چوتھا مصرعہ پڑھ دیا ''علمے کہ راہِ حق نہ نماید جہالت است'' وہ علم جو حق کی راہ نہ

دِکھائے جہالت ہے۔ شاہ عبدالرّحیم بڑے خوش ہوئے، جیب سے پان کا بٹوا نکالا ایک خود کھایا دوسرا اس نوجوان کو پیش کیا تو اُس نے کہا میں نہیں کھاؤں گا۔ انہوں نے پوچھا کیا شریعت میں پان کھانا منع ہے؟ اس نے کہا منع تو نہیں مگر میں نہ کھاؤں گا۔ پھر وہ نوجوان اجازت لے کر جانے لگا تو اس کا ایک قدم گلی کے دوسرے کونے پر پڑا یعنی ایک قدم میں گلی کے دوسرے کونے پر پہنچ گیا۔ شاہ عبدالرّحیم یہ دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ کوئی مجرد رُوح ہے جو مدد کے لیے آئی، زور سے پکارا بھائی اپنا نام تو بتاتے جاؤ تا کہ فاتحہ میں یاد رکھوں۔ وہ نوجوان رُکا، ان کی طرف مڑا اور کہا سعدی فقیر میں ہی تو ہوں۔ یہ فرما کر شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ غائب ہو گئے۔

تو اکابر علمائے دیوبند اور ان کے اکابرین اولیاء اللہ کے بعد از وصال زندہ ہونے، باخبر ہونے، باتصرف اور بااختیار ہونے کے قائل تھے، جبکہ تمام اولیاء اللہ میں سردارِ اولیاء سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی سب سے منفرد شان وعظمت ہے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو غوث الاعظم کے لقب سے خطاب فرمایا جس کے معنی ہیں سب سے بڑے فریاد رس۔ جس کسی نے بھی آپ کو مشکل میں پکارا اس کی مشکل حل ہوئی۔ جس نے بھی بلاومصیبت میں آنجناب سے استمداد چاہی اس کی مصیبت دُور ہوئی۔ جس نے بھی حق تعالیٰ کو آپ کے نام کا واسطہ دیا اس کی دُعا قبول ہوئی کہ اللہ کو آپ کے نام کی بڑی لاج ہے۔ بہجۃ الاسرار میں آپ کا عالی فرمان مذکور ہے، آپ نے فرمایا ''جو بھی مجھے مصیبت میں پکارے میں اس کی مصیبت دُور کرتا ہوں اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر مجھے پکارے میں اس کی تکلیف رفع کرتا ہوں اور جو شخص کسی حاجت میں اللہ کی طرف میرا توسل کرے اس کی حاجت پوری ہوگی۔''

فی زمانہ وہابیوں کے حاشیہ بردار سب سے زیادہ، آنجناب کو پکارنے سے روکتے ہیں۔ آپ کو پکارنے والوں، گیارہویں شریف کا انعقاد کرنے والوں کو مشرک اور بدعتی گردانتے ہیں اور استدلال میں قرآن کی وہی آیتیں پیش کرتے ہیں جو بتوں کے حق میں نازل ہوئیں۔ جو ایک ولی سے عاد رکھے اللہ اس کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیتا ہے تو جو تمام اولیاء کے سردار سے بغض وعاد رکھے وہ اللہ کا کتنا بڑا دُشمن ہوگا۔ میرے پیارے مسلمان

بھائیو! اِن دُشمنانِ خدا کے درس قرآن اور ان کی صحبتوں سے دُور رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا رنگ غالب آجائے اور ان کے ساتھ محشور کیے جاؤ۔

گیارھویں شریف:

بدعقیدہ اور گمراہ لوگ گیارہویں شریف پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ غیراللہ کے نام کی نیاز ہے، حرام اور شرک ہے۔ اس قسم کی باتوں سے لوگوں کو شکوک وشبہات میں مبتلا کرکے گمراہ کردیتے ہیں، عقیدہ خراب کردیتے ہیں۔

ہم جو عبادات کرتے ہیں اس کی تین قسمیں ہیں۔ عبادتِ بدنی، قولی اور مالی۔ جن عبادات کا تعلق بدن سے ہے وہ بدنی عبادات ہیں۔ جس کا تعلق قول سے ہے جیسے ذکرواذکار، تسبیحات وتلاوتِ قرآن وغیرہ، یہ قولی عبادت ہے اور جس کا تعلق مال سے ہے جیسے صدقہ وخیرات کرنا، کھانا کھلانا، غریبوں کی مالی امداد کرنا وغیرہ، یہ تمام مالی عبادات ہیں۔ اہلسنّت کا اجماع ہے کہ ان تینوں عبادتوں میں سے جو بھی اللہ کے لیے کی جائے اس کا ثواب اگر کسی کو ایصال کیا جائے تو اسے اس کا ثواب ملتا ہے اور ایصال کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے۔ اگر قرآن ختم کیا گیا یا نیاز تقسیم کی یا لوگوں کو کھانا کھلایا تو اس کا ثواب ملے گا۔ ہم کہتے ہیں یا اللہ اس کا ثواب فلاں فلاں کی بارگاہ میں پیش فرما اور بالخصوص فلاں کی رُوح کو پہنچا۔ تو اللہ جتنا ثواب ان کو دے گا اتنا ہی ہمیں ملے گا اور اس میں ہمارا کوئی نقصان نہیں۔

حدیث میں آتا ہے اگر گناہگار کے لیے ایصال کیا جائے، اس کی طرف صدقہ و خیرات یا استغفار کی جائے تو گناہگار کی بخشش ہوجاتی ہے۔ اگر کسی بخشے ہوئے کو ثواب پہنچایا جائے تو اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ تو ایصالِ ثواب سے اولیاء اللہ کے درجات اور بلند ہوں گے جس سے انہیں خوشی ہوگی۔ ہم نے آج سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا، لیکن اگر ہم اپنے کسی کام سے انہیں خوش کریں تو خدا کی قسم اللہ بھی اس سے خوش ہوتا ہے۔ اگر ہم باقاعدہ یہ کرتے رہیں تو وہ احسان فراموش نہیں، وہ قیامت میں ہمارا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے اے مرید! تُو ہمیں دُنیا میں خوش کرتا تھا **هل جزاء الاحسان الا الاحسان** آج ہم تجھے خوش کریں گے اور وہ اگر اللہ کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرما کر

مغفرت و بخشش کروادیں تو ان کے کرم سے کیا بعید۔

امام ابوحازم، حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ''میری اُمّت کے ستّر ہزار یا سات لاکھ افراد جنت میں بلاحساب و کتاب داخل ہوں گے (ابوحازم کو یاد نہیں رہا کہ ان میں سے کون سی تعداد مروی ہے) وہ ایک دوسرے کو (گروہ در گروہ) مضبوطی سے تھامے ہوئے ہوں گے ان میں سے پہلا شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک (اس گروہ کا) آخری فرد بھی داخل نہ ہوجائے اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے''۔ (بخاری)

سبحان اللہ، اولیاء کے گروہ جنت میں جائیں گے۔ ہر گروہ کا ایک میرلشکر ہوگا جو اس کا اوّل ہوگا۔ قادری لشکر کے سالار سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ چشتیوں کے میرلشکر خواجہ غریب نواز ہوں گے وغیرہ۔ اور ذرا حدیث کے الفاظ پر غور کریں۔ حضور ﷺ فرمارہے ہیں لَا یَدْخُلُ اَوَّلُهُمْ حَتّٰی یَدْخُلَ آخِرُهُمْ ان کا اوّل یعنی ان کا میرِلشکر اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک ان کے گروہ کا آخری شخص جنت میں نہ چلا جائے۔ سب کو بھیج کر میرِ میراں پلٹ کر دیکھیں گے کہ کوئی رہ تو نہیں گیا پھر جنت میں داخل ہوں گے۔

آنجناب فرماتے ہیں میرا دستِ حمایت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسا آسمان زمین کے اُوپر۔ اگر میرا مرید اچھّا نہیں تو میں تو اچھّا ہوں۔ جلالِ پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہیں چلے جائیں گے میں جنت میں نہیں جاؤں گا۔

شرک و بدعت:

اس دور میں بعض لوگ اپنی ناسمجھی کی بناء پر ایسی چیزوں کو شرک و بدعت کہنے لگ گئے ہیں جو حقیقت میں نہ شرک ہیں نہ بدعت۔ شرک ایک ایسا گناہ ہے جو ناقابلِ معافی اور ناقابلِ بخشش ہے۔ اسی طرح بدعت کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا ''ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے'' اس لیے جاننا بڑا ضروری ہے کہ شرک و بدعت کیا ہے تا کہ اس سے بچا جاسکے۔

شرک یہ ہے کہ کسی کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے برابر اور ہمسر سمجھا جائے۔ مثلاً اللہ کی

ذات، اس کی صفات، اس کے اسماء اور اس کے افعال میں کسی کو شریک کرے یا اللہ کے سوا کسی کو معبود سمجھے تو یہ شرک ہے اور ایسا کرنے والا مشرک ہے۔

جہاں تک اللہ عزّوجل کی ذات کا تعلق ہے، اس کی ذات کی معرفت کماحقہٗ آج تک کسی کو معلوم نہ ہوسکی اور نہ ہی آج تک کسی نے ایسا شرک کیا کہ کسی کو اللہ کی ذات میں شریک ٹھہرایا۔ پھر اللہ کی صفات ہیں۔ اللہ اپنی صفات، اسماء اور افعال میں لاشریک ہے۔ وہی معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کسی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ جیسے اللہ میں یہ صفت ہے اسی طرح کسی اور میں ان صفات کا اثبات کرنا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔ اس طرح اللہ کے افعال میں کسی کو شریک کرنا کہ کوئی اللہ کی طرح اس جیسے افعال کرسکتا ہے، شرک فی الافعال ہے۔ اسی طرح کسی اور کے ناموں کو اللہ کے اسماء کی تاثیر کے ساتھ ماننا شرک فی الاسماء کہلاتا ہے اور اللہ کے سوا کسی اور کو عبادت کے لائق ماننا بھی شرک ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اللہ کی تمام صفات اس کی ذاتی، ازلی، ابدی اور قدیم ہیں۔ اللہ کو اس کی صفات کسی اور نے عطا نہیں کیں، بلکہ اس کی ذاتی ہیں، ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی، قدیم ہیں حادث نہیں۔ جبکہ مخلوقات میں چاہے کوئی بھی ہو خواہ نبی یا ولی اس کو جو بھی قدرت، اختیار اور صفات حاصل ہیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ اُن کے پاس یہ صفات ازلی نہیں، کیونکہ جب اللہ نے انہیں پیدا فرمایا اس کے بعد انہیں ان صفات سے متصف فرمایا تو اللہ کے علاوہ مخلوقات میں سے جس کسی کے پاس جو بھی صفت، کمال یا خوبی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے ہے اور حادث ہے۔ اللہ کی صفتیں ذاتی ہیں جبکہ بندے کی عطائی ہیں۔ اللہ کی صفتیں ازلی، ابدی اور قدیم ہیں۔ اللہ کی صفتیں غیر مخلوق ہیں جبکہ بندہ خود بھی اللہ کا پیدا کردہ ہے، اس کی مخلوق ہے اور اس کی صفات بھی عطا کردہ اور مخلوق ہیں۔ اللہ کی صفتیں فنا نہیں ہوسکتیں، ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی، بندے کی صفتیں جائز الفنا ہیں، وہ فنا ہوسکتی ہیں۔ شرک اس وقت ہوگا جب کوئی کسی کے لیے ویسی ہی صفت مانے جیسے اللہ کے لیے مانتا ہے مثلاً یہ کہے کہ حضرت محمد ﷺ صفتیں یا اولیاء کے اوصاف ذاتی، ازلی، ابدی، حقیقی اور قدیم ہیں، تو یہ شرک ہے اگر اس کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفتیں، اولیاء اللہ کی

صفتیں اللہ کی عطا کردہ ہیں، حادث ہیں تو یہ شرک یا برابری نہیں۔

اسی طرح اللہ کے جو افعال ہیں ان کے بارے میں ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ جو کام کرتا ہے اس کام کی صلاحیت، قدرت، اللہ میں ذاتی اور حقیقی طور پر ہے اور مخلوقات میں کام کرنے کی صلاحیت طاقت وقدرت اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ اللہ ہر بات پر قادر ہے جبکہ بندہ کو اللہ نے جتنی قدرت دی ہے وہ اللہ کی دی ہوئی قدرت و طاقت کے مطابق کام کرسکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں کرسکتا۔

اسی طرح کسی بھی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ جیسے اللہ کے نام ہیں، بغیر کسی فرق کے دوسروں کے بھی نام ہیں اور اللہ کے ناموں میں جو تاثیریں و برکتیں ہیں وہی تاثیر و برکت کسی اور کے نام میں ہے۔ اس طرح کسی بھی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق ہے۔

اللہ تعالیٰ حیؔ ہے۔ حی کے معنی ہیں زندہ۔ اللہ زندہ ہے اور بندہ بھی زندہ ہے۔ اس وقت موجود لوگ زندہ ہیں یا مردہ؟ ارشادِ باری ہے **یخرج الحیَ من المیت و مخرج المیت من الحی** (وہ نکالتا ہے مردوں سے زندے اور زندوں سے مردے) تو اللہ نے حی کا لفظ یہاں اپنے علاوہ دوسروں کے لیے استعمال کیا۔ شہداء کے بارے میں اس کا ارشاد ہے **بل احیاء ھم** (بلکہ وہ زندہ ہیں) **احیاء ھم** جمع ہے حیؔ کی۔ تو اللہ نے شہداء کو حی فرمایا۔ اللہ بھی حی ہے بندہ بھی حی۔ اللہ بھی زندہ ہے بندہ بھی زندہ ہے۔ لفظ حی دونوں کے لیے آیا مگر دونوں جگہ حقیقت ایک نہیں۔ اللہ ذاتی طور پر حی ہے، اس کو کسی نے زندگی نہیں بخشی۔ بندوں اور دیگر مخلوقات کو اللہ نے زندگی بخشی ہے۔ اللہ کی حیات حقیقی ہے۔ بندہ کی حیات اللہ کی بخشش سے ہے، عطا سے ہے۔ اللہ ہمیشہ سے زندہ ہے، ہمیشہ زندہ رہے گا، لیکن بندہ پہلے نہیں تھا، اللہ نے اس کو حیات بخشی تو وہ زندہ ہوا، اس کا فنا ہونا جائز ہے جبکہ اللہ کا فنا ہونا ناممکن اور محال ہے پھر اللہ اپنی شان کے مطابق حی ہے اور بندہ اپنی حیثیت کے مطابق حی ہے۔

اسی طرح اللہ عزّوجل سمیع و بصیر ہے۔ ارشاد ہوا **انّ اللّٰہ کان سمیعاً بصیراً** (بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے) بندے کو بھی اللہ نے یہ صفتیں عطا فرمائی ہیں۔ ارشاد

باری ہے **فجعلنہ سمیعاً بصیراً** (ہم نے انسان کو سمیع اور بصیر بنایا) سننے والا اور دیکھنے والا بنایا۔ دونوں جگہ سمیع و بصیر کے الفاظ استعمال ہوئے۔ اللہ سمیع و بصیر ہے ذاتی اور حقیقی اعتبار سے بندہ سمیع و بصیر ہے اللہ کی عطا سے اگر اللہ بندے کو یہ صفات عطا نہ فرماتا تو بندہ سمیع و بصیر نہ ہوتا۔ اللہ کا سمیع و بصیر ہونا ازلی، ابدی اور قدیم ہے غیر مخلوق ہے، جبکہ بندہ کا سمیع و بصیر ہونا حادث ہے، مخلوق ہے اللہ کی عطا سے ہے۔ اللہ کا سمیع و بصیر ہونا اللہ کی شان کے مطابق ہے، لامحدود ہے۔ بندے کا سمیع و بصیر ہونا اُس کی حیثیت کے مطابق ہے، محدود ہے۔ الفاظ ایک ہیں، مگر حقیقت ایک نہیں۔ معلوم ہوا صرف الفاظ کے اطلاق سے، صرف الفاظ کے بولنے سے برابری نہیں آتی جب تک کہ حقیقی مساوات اور برابری مراد نہ ہو۔ یہ بنیادی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ رؤف و رحیم ہے۔ فرمایا **انّ اللّٰہ بالناس لرؤف الرّحیم** بیشک اللہ انسانوں پر رؤف و رحیم ہے۔ رؤف کے معنی ہے شفقت کرنے والا، رحیم کے معنی ہیں رحم کرنے والا۔ یہی الفاظ اللہ عزّوجل نے اپنے حبیب کے لیے استعمال فرمائے۔ فرمایا **بالمومنین رؤف الرّحیم** میرا رسول مومنوں پر بڑی شفقت کرنے والا اور مہربان ہے۔ رؤف اور رحیم کے الفاظ دونوں جگہ ایک ہیں، مگر حقیقت میں بڑا فرق ہے۔ اللہ کا رؤف و رحیم ہونا ذاتی ہے۔ حضور ﷺ کا رؤف و رحیم ہونا اللہ کی عطا سے ہے۔ اللہ کا رؤف و رحیم ہونا ازلی اور قدیم ہے۔ حضور ﷺ کا رؤف و رحیم ہونا حادث ہے۔ اللہ ہمیشہ سے رؤف و رحیم ہے، جبکہ حضور ﷺ اس وقت سے رؤف و رحیم ہیں جب اللہ کی طرف سے یہ صفات عطا فرمائی گئیں۔ اللہ کی صفتیں کسی کے قبضہ و کنٹرول میں نہیں جبکہ حضور ﷺ اور دیگر تمام مخلوقات کی صفتیں اللہ کے قبضہ اور کنٹرول میں ہیں۔ شرک اس وقت ہوتا ہے۔ جب حقیقی مساوات اور حقیقی برابری کی جائے، یعنی کسی کو ذات و صفات میں بالکل اللہ جیسا سمجھا جائے۔ کسی بھی جاہل سے جاہل مسلمان سے پوچھیں کہ حضور اقدس ﷺ کو صفات و کمالات کس نے عطا کیے؟ تو وہ کہے گا اللہ نے۔ غوث الاعظم کو یہ شان، قدرت و طاقت اور کمال و بزرگی کس نے عطا کیں؟ تو وہ کہے گا ''اللہ نے''۔ جب یہ مان لیا کہ اللہ نے عطا فرمائیں تو اب شرک ہو ہی نہیں سکتا اور اگر محض لفظوں کو سُن کر شرک کرنا ہے تو پھر لفظ سُنتے جائیے۔ اللہ تعالیٰ

کا ارشاد ہے اللہٰ ولی الذین آمنوا (اللہ ولی ہے ایمان والوں کا) ولی کے معنی ہیں دوست، مددگار، مقرب، پیارا۔ تو اللہ ایمان والوں کا ولی ہے۔ ولی ہونا اللہ کی صفت ہے اور اللہ نے اپنے ولیوں کو، دوستوں کو بھی ولی فرمایا الا ان اولیاء اللہٰ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون خبردار میرے ولیوں کو کوئی خوف وغم نہیں۔ اللہ ایمان والوں کا ولی اور اولیاء اللہ، اللہ کے ولی۔ وہ اِن کا ولی، یہ اس کے ولی۔ اور ہم آپس میں بھی ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ ارشادِ باری ہے والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ اور حضور بھی ولی ہیں۔ فرمایا انما ولیکم اللہٰ ورسولہ والذین آمنوا تمہارا ولی، اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں۔ تو لفظ ولی ایک ہے مگر اس کا اطلاق اللہ پر بھی ہو رہا ہے، اس کے رسول پر بھی ہو رہا ہے، اولیاء اور ایمان والوں پر بھی ہو رہا ہے تو کیا یہ شرک ہو گیا؟ اگر کوئی سُن کر کہے ولی تو اللہ ہے اور تم رسول کو، ولیوں کو اور ایمان والوں کو بھی ولی کہہ رہے ہو؟ تو ہم کہیں گے کہ ہم نہیں کہہ رہے یہ اللہ کہہ رہا ہے۔ اگر لفظوں کا اطلاق شرک ہے تو پھر یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ اپنے کلامِ مقدّس میں شرک کی تعلیم دے رہا ہے (نعوذ باللہ) اللہ کبھی بھی شرک کی تعلیم نہیں دیتا وہ تو ایمان کی تعلیم دیتا ہے۔ بولو اب اللہ کو بھی ولی ماننا ہے، رسول کو بھی ولی ماننا ہے اور ایمان والوں کو بھی ولی ماننا ہے۔ انما ولیکم اللہٰ ورسولہ والذین آمنوا (بیشک اللہ تمہارا ولی ہے اور اس کا رسول بھی تمہارا ولی ہے اور ایمان والے بھی تمہارے ولی ہیں) تو اب یہ کیسے ہوگا؟ اس طرح یعنی اللہ ذاتی اور حقیقی طور پر ولی ہے اسے کسی نے ولی نہیں بنایا، جبکہ حضور کو اللہ نے ولی بنایا اگر اللہ آپ کو ولی نہ بناتا تو آپ ولی نہ ہوتے۔ اللہ کی صفت ذاتی اور غیر مخلوق ہے، جبکہ حضور ﷺ اور ایمان والوں کی یہ صفت حادث ہے۔ اللہ کی صفت کسی کے قبضہ وکنٹرول میں نہیں جبکہ حضور علیہ السلام اور دیگر ایمان والوں کی یہ صفت اللہ کے قبضۂ کنٹرول میں ہے۔ جب اتنے فرق ہو گئے تو برابری نہ ہوئی اور جب برابری نہ ہوئی تو شرک بھی نہ ہوا۔

موجودہ دور میں ایسے لوگ ہیں جو لٹھ لیے پھرتے ہیں، اُن کے پاس نہ علم ہے نہ عقل، بس لفظ سُنا نہیں کہ شرک کا فتویٰ لگا دیا۔ اب افعال کو دیکھیں۔

ارشاد باری ہے **فعالُ لما یرید** (اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے) **یفعل اللّٰہ مایشاءُ** (اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے)۔ اللہ کا ایک فعل دیکھیں، فرمایا **اللّٰہ ولی الذین آمنو ایخر جھم من الظلمٰتِ الی النور** (اللہ ایمان والوں کا دوست ہے، انہیں ظلمات (اندھیروں) سے نور (روشنی) کی طرف نکالتا ہے)۔ یخرجُ فعل ہے اس کا فاعل اللہ ہے۔ ظلمتوں سے نور کی طرف نکالنا اللہ کا کام ہے۔ دوسری جگہ حضور ﷺ کی شان میں فرمایا **لتخرج الناس من الظلمٰتِ الی النور** (اے حبیب ہم نے آپ کو اس واسطے بھیجا ہے تا کہ آپ لوگوں کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لائیں)۔ اللہ بھی ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور حضورِ اقدس ﷺ بھی لوگوں کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لاتے ہیں۔ جو کام اللہ کرتا ہے وہی کام حضور ﷺ کرتے ہیں، کیا یہ شرک ہوگیا؟ اگر یہ شرک ہے تو کہنا پڑے گا کہ اللہ خود قرآن میں شرک بیان کرتا ہے۔ یہاں بھی وہی فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ظلمتوں سے نور کی طرف نکالنے کی جو قدرت و طاقت ہے وہ ذاتی طور پر ہے، ازلی، ابدی اور قدیم ہے اور نبی کریم ﷺ کو ظلمتوں سے نور کی طرف نکالنے کی قدرت و طاقت اللہ کی عطا سے ہے اور حادث ہے یعنی جب اللہ نے عطا فرمائی اس وقت سے ہے۔ ظلمتوں سے نور کی طرف نکالنے کی یہ قدرت و طاقت حق تعالیٰ میں لامحدود اور لامتناہی ہے جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام میں موجود یہ وصف اللہ کے مقابلے میں محدود اور متناہی ہے۔ جب ہم اتنے فرق مانتے ہیں تو برابری نہ ہوئی اور جب برابری نہ ہوئی تو شرک بھی نہ ہوا۔

اللہ کا ایک کام یہ ہے کہ وہ جانیں نکالتا ہے۔ **اللّٰہ یتو فی الانفس حین مو تھا** (اللہ موت کے وقت تمہاری جانیں نکالتا ہے)۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا **قل یتو فکم ملک الموت الذی یتو کل** (آپ فرمادیں کہ تمہاری جانیں موت کے وقت ملک الموت یعنی عزرائیل علیہ السلام نکالتے ہیں جو تم پر مقرر ہیں) ان دونوں آیتوں میں یتوفی ایک فعل ہے مگر ایک جگہ فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور دوسری جگہ عزرائیل ہیں۔ اللہ بھی جان نکالتا ہے، عزرائیل بھی جان نکالتا ہے۔ جو کام اللہ کا ہے وہی کام عزرائیل کر رہے ہیں تو کیا یہ شرک فی الافعال ہوگیا؟ نہیں شرک نہیں ہوا کیونکہ لفظ ،فعل یتوفی ایک ہے مگر حقیقت ایک نہیں۔ اللہ کو جان نکالنے کی قدرت ذاتی اور حقیقی طور پر حاصل ہے جبکہ عزرائیل کو یہ

قدرت اللہ کے عطا کرنے سے حاصل ہے اس کے علاوہ دوسرے، ازلی، ابدی، قدیم اور حادث کے فرق بھی ملحوظ رکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ صرف لفظوں کے بولنے سے شرک لازم نہیں آتا۔

اور سنیں، اللہ حفیظ وعلیم ہے، حفاظت کرنا اور علم والا ہونا اللہ کے افعال ہیں۔ سورۂ یوسف میں یہ دونوں افعال حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے استعمال کیے گئے فرمایا :**انی حفیظ علیم** (میں حفیظ وعلیم ہوں) اللہ بھی حفیظ وعلیم ہے، یوسف علیہ السلام بھی حفیظ وعلیم ہیں حضور علیہ السلام کے لیے بھی حق تعالیٰ نے یہی الفاظ استعمال کیے فرمایا **فمن تولی فما ارسلنک علیھم حفیظا** (اے میرے حبیب! جو تجھ سے منہ موڑتے ہیں ہم نے اُن پر تجھے حفیظ نہیں بنایا) مطلب یہ ہوا کہ جو حضور سے وابستہ ہیں جو حضور ﷺ کے غلام ہیں حضور ﷺ ان کی حفاظت فرماتے ہیں۔ تو حضور حفیظ بھی ہیں اور علیم بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا **وفوق کل ذی علم علیم** (ہر علم والے کے اوپر ایک علیم ہے) تو اللہ کے افعال مخلوقات کے لیے قرآن سے ثابت ہیں مگر جب ہم نے مذکورہ فرق کو مدنظر رکھا تو نہ برابری لازم آئی نہ شرک ٹھہرا۔

اور دیکھیں! اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ ہے، ہمارا مددگار ہے۔ سورۂ بقر میں ہے **انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکٰفرین** تو اللہ ہمارا مولانا یعنی مددگار ہے۔ جبکہ یہ لوگ ہر داڑھی والے کو مولانا کہتے ہیں۔ تو یہ شرک ہوا۔ انہوں نے مولانا بنائے ہوئے ہیں انہیں چاہیے کہ اب یہ کسی کو مولانا نہ کہیں کیونکہ مولانا تو اللہ ہے اور انہوں نے لاکھوں بنائے ہوئے ہیں! جو اسم اللہ کے لیے آیا یہ اپنے مولویوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ تو شرک فی الاسماء ہے۔ اگر ایسے شرک ہونے لگے تو دُنیا کا کوئی بھی آدمی شرک سے نہ بچے۔ ہر فرقہ کا آدمی مولوی کو مولانا کہتا ہے تو بتائیں شرک سے کون سا فرقہ بچا؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ محض لفظوں کے اطلاق سے شرک لازم نہیں آتا جب تک کہ حقیقی برابری اور مساوات مراد نہ لی جائے۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، وہ غیب جاننے والا ہے۔ اللہ کی عطا سے انبیاء اور اولیاء بھی علمِ غیب سے آگاہ ہیں۔ غیب جاننے والے ہیں۔ ہم لوگ عالم الغیب کا اطلاق اللہ ہی

پر کرتے ہیں۔ اور انبیاء و اولیاء بعطائے الٰہی غیب جانتے ہیں۔ اگرچہ عالم الغیب کے معنی غیب جاننے والے کے ہیں جیسا کہ رسول کے معنی قاصد کے ہیں مگر ہم ہر قاصد کو رسول نہیں کہتے کہ یہ لفظ خاص اُن لوگوں کے لیے ہے جو اللہ کا پیغام لے کر آئے۔ اسی طرح لفظ نبی ہے جس کا معنی ہے خبر دینے والا۔ مگر ہر خبر دینے والے کو نبی نہیں کہتے۔ یعنی بعض الفاظ بعض کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں ان کا اطلاق دوسروں پر نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح عالم الغیب کا لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ جبکہ دیگر انبیاء و اولیاء کو جتنا علم غیب اس نے چاہا بتایا، عطا فرمایا، مطلع فرمایا۔ جو یہ کہتا ہے کہ علم غیب صرف اللہ کا خاصہ ہے اس کا اطلاق کسی اور پر کرنا شرک ہے۔ یہ فتویٰ غلط ہے۔ اللہ کا علم غیب، اس کا ذاتی ہے، حقیقی ہے ازلی ابدی اور قدیم ہے اس کو یہ علم کسی نے عطا نہیں کیا، اس سے یہ علم زائل نہیں ہوسکتا۔ انبیاء اور اولیاء کے پاس جو علم غیب ہے وہ اللہ کی عطا سے ہے، حادث ہے اور اُن سے اس علم کا زائل ہونا ممکن ہے۔ نیز اللہ کے مقابلے میں انبیاء و اولیاء کا علمِ غیب متناہی اور محدود ہے۔ لفظ ''علمِ غیب'' ایک ہے مگر حقیقت میں برابری و مساوات مراد نہیں۔ جب ہم نے یہ مان لیا کہ نبی کریم ﷺ کو علمِ غیب بہ عطائے الٰہی حاصل ہے تو یہ ہرگز ہرگز شرک یا برابری نہیں۔ یہ لوگ جب بھی ہم سے سنتے ہیں کہ حضور ﷺ کو علم غیب حاصل تھا تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ شرک ہوگیا، علمِ غیب تو اللہ کا خاصہ ہے اس کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ حالانکہ ان کو یہ کہنا چاہیے کہ ذاتی طور پر جاننا اللہ کا خاصہ ہے اور عطائی طور پر جاننا نبیوں ولیوں کا خاصہ ہے۔ صرف غیب پر ہی اعتراض کیوں؟ ذرا آیت تو پوری پڑھو **عالم الغیب والشهادة** (اللہ جاننے والا ہے غیب کا اور شہادت کا) یعنی عالم ظاہر کا بھی جاننے والا ہے۔ صرف غیب کا علم اس کی ذاتی صفت نہیں بلکہ ظاہر کا اور شہادت کا علم بھی اس کی ذاتی صفت ہے۔ ظاہر کا علم بھی اللہ کا خاصہ ہے۔ باطن کا علم بھی اللہ کا خاصہ ہے۔ تو پھر ظاہر کا علم بھی کسی کے واسطے نہ مانا جائے، کہ یہ اللہ کا خاصہ ہے۔ کسی کے حق میں ایسا ماننا ان لوگوں کے مطابق شرک ہوجائے گا۔ کیونکہ اللہ کی صفت یہ ہے کہ جیسا وہ غیب کا علم جانتا ہے ویسا ہی ظاہر کا علم بھی جانتا ہے۔ تو بھائی غیب کے علم پر کیوں بحث کرتے ہو یہ کہو کہ جو ظاہر کا علم بھی کسی کے لیے ثابت کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ اب بتاؤ کہ کون شرک سے

بچ سکتا ہے؟ یہ صرف غیب کی صفت پر شرک کا فتویٰ دیتے ہیں اللہ کی دوسری صفات بھی ہیں اور کسی بھی صفت میں شریک کیا جائے تو شرک واقع ہوتا ہے۔غیب کے اطلاق پر شرک اور ظاہر کے اطلاق پر شرک نہیں ؟ اللہ غیب اور شہادت کا جاننے والا ہے۔ اس کا یہ علم ذاتی اور حقیقی ہے جبکہ ہمارے پاس اس علم میں سے کچھ، اللہ کی عطا سے ہے اللہ اگر ہمیں آنکھ ناک کان عطا نہ فرماتا تو ہم نہ کچھ دیکھ سکتے نہ سن سکتے ہمیں ظاہر کا جو بھی علم ہے اللہ کی عطا سے ہے۔

سیدھے سادھے لوگوں کو چکر میں ڈالنے کے لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ یہ کہتے ہو کہ حضور ﷺ کو اللہ نے علم غیب عطا کیا۔ اگر اللہ نے انہیں غیب پر مطلع کر دیا تو ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہی۔ جب حضور ﷺ کو پتا تھا تو پھر علم غیب کا کیا معنیٰ؟ کیونکہ علم غیب کے معنی ہیں پوشیدہ اور مخفی چیز کا علم اور جب کوئی چیز پوشیدہ ہی نہیں تو علم غیب کیسا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ کیا اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ ہے؟ فرمانِ باری ہے **لایخفٰی علیہ شیء فی الارض ولا فی السّماء** (زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ ومخفی نہیں) جب اس کے واسطے کوئی چیز غیب ہی نہیں تو اللہ کو ''عالم الغیب'' کیوں کہتے ہو؟

آیت میں ''عالم الغیب و الشھادۃ'' سے مراد غیب بہ نسبت مخلوق ہے یعنی وہ چیزیں جو دیگر مخلوقات سے، عام لوگوں سے مخفی ہیں، اللہ اُن کا جاننے والا ہے۔ اسی طرح عام مخلوقات سے جو امور اور چیزیں مخفی ہیں، ان کا علم اللہ نے حضور کو عطا فرمایا تو حضور کا عالم الغیب ہونا مخلوق کے اعتبار سے ہے کہ عام لوگ جس سے ناواقف و لاعلم ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بعطائے الٰہی اُن سے واقف و آگاہ ہیں۔ ایک عالم دنیا ہے ایک عالم برزخ ہے اور ایک عالم آخرت ہے۔ ابھی ہم عالم دنیا میں ہیں، مرنے کے بعد عالم برزخ میں منتقل ہوجائیں گے۔ برزخ کے معنی ہیں پردہ۔ عالمِ برزخ عام لوگوں سے پوشیدہ ہے، پردے میں ہے، غیب میں ہے۔ مگر ہمارے پیارے نبی عالم برزخ اور اس میں پیش آنے والے واقعات سے آگاہ ہیں۔ ایک مرتبہ حضور صحابہ کے ہمراہ تشریف لے جارہے تھے، راہ میں دو قبریں نظر آئیں۔ حضور نے صحابہ سے فرمایا دو تر شاخیں لاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے اُن شاخوں کو قبروں پر رکھ دیا۔ صحابہ کے استفسار پر فرمایا ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہورہا

ہے۔ ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے قطروں سے نہیں بچتا تھا۔ دیکھیں وہ عالم جو عام لوگوں سے مخفی ہے، حضور سے غیب میں نہیں۔ حضور نہ صرف عالم برزخ میں اُن پر ہونے والے عذاب سے آگاہ تھے بلکہ اس کا سبب بھی جانتے تھے۔ اُن لوگوں کی گزری ہوئی حیات آپ پر منکشف تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہودیوں پر اُن کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے اور میں ان کے چیخنے چلّانے کی آوازیں یہاں بیٹھا سنتا ہوں۔ جو باتیں عام بندوں سے پوشیدہ ہیں حضور اللہ کی عطا سے انہیں جانتے ہیں۔ یہ لوگ صرف وہ آیتیں پڑھتے ہیں جن میں علمِ غیب کا دوسروں کے حق میں انکار ہے۔ مثلاً اللہ نے فرمایا **لا یعلم من فی السمٰوٰت و من فی الارض الغیب الا اللّٰہ** یعنی ''زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ غیب ہے اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔ بار بار یہی آیت پڑھیں گے۔ سننے والے کا بار بار سن کر یہی عقیدہ ہوجاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی علم غیب نہیں جانتا۔ اگر یہی بات ہے تو صرف غیب کی ہی کیوں بات کرتے ہو، اللہ فرماتا ہے **انما العلم عند اللّٰہ** یہاں غیب کا لفظ نہیں صرف علم کی بات ہے کہ ''بیشک علم اللہ کے پاس ہے''۔ جب علم اللہ ہی کے پاس ہے تو پھر اپنے مولویوں کو عالم کیوں کہتے ہو؟ علامہ کیوں کہتے ہو؟

آیت کا صرف ایک رُخ پیش کرنا، لوگوں کو چکر دینا ہے جیسا کہ ایک اور آیت میں ہے **ان العزۃ للّٰہ جمیعا** (بیشک عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لیے ہے) اب اگر صرف یہی ایک آیت پیش کر کے کہا جائے کہ عزّت صرف اللہ کے لیے ہے، صرف اللہ کا خاصہ ہے، اگر کسی اور کی عزّت کی تو شرک ہوجائے گا۔ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ تصویر کا ایک رُخ پیش نہ کرو، ڈنڈی نہ مارو دوسری آیت بھی پڑھو **وللّٰہ العزّۃ ولرسولہ وللمؤمنین** عزت تو اللہ کے لیے ہے اور اس کے رسول کے لیے اور مومنوں کے لیے ہے۔ ماننا دونوں آیتوں کو ہے تو اب کیسے مانیں؟ ایک جگہ فرمایا صرف اللہ کے لیے عزت ہے اور دوسری جگہ اس میں اپنے رسول اور سارے مومنوں کو شامل کرلیا! تیسری آیت میں فرمایا **وتعز من تشاء و تذل من تشاء** (اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلّت دیتا ہے) تو جس کو وہ عزّت عطا کرے اس کو مانو گے یا نہیں؟ اور یہ عطائے الٰہی ماننے والوں کو مشرک کہو گے تو یہ عین جہالت ہے اور کچھ نہیں۔ یہ تو ان لوگوں کا بس نہیں

چلتا ورنہ یہ قرآن میں سے ایسی آیتیں نکال دیں جیسا کہ یہ کتابوں میں سے ایسی حدیثیں اور اقوال نکال دیتے ہیں جو اہلسنّت کے عقائد پر برہان ہیں۔

ارشاد باری ہے **تبارک الذی بیدہ الملک** (برکت والی ہے وہ ذات جس کے قبضہ وقدرت میں سارے ملک ہیں) جبکہ دنیا میں تو سارے ملک غیروں کے ہاتھ میں ہیں۔ امریکہ، امریکہ والوں کے پاس ہے۔ روس، روس والوں کے پاس ہے وغیرہ۔ سارے ملک تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں تو غیروں کے واسطے کیسے اثبات کرو گے؟ آؤ ہم بتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام ملکوں کا اور ساری کائنات کا ذاتی اور حقیقی مالک ہے مگر وہ جسے چاہے ملک عطا فرماتا ہے۔ فرمایا **تعطی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء** (وہ جسے چاہتا ہے ملک عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے) اس طرح تمام تر عزتوں کا ذاتی اور حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے مگر وہ جسے چاہے عزت عطا فرماتا ہے۔ اور جسے وہ عزّت یا ملک عطا فرمائے اس کے واسطے بعطائے الٰہی عزّت اور ملک ماننا کسی طرح سے بھی شرک یا برابری نہیں۔ بالکل اسی طرح اس آیت میں فرمایا **لا یعلم من فی السمٰوٰت و الارض الغیب الا اللہ** (زمینوں اور آسمانوں کے غیوب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا) ہمارے نبی نے کہیں سے تعلیم و تربیت حاصل نہیں کی کسی کی شاگردی اختیار نہیں کی۔ دنیا میں تشریف لائے تو والد کا سایہ سر سے پہلے ہی اُٹھ گیا تھا۔ چند سال کے ہوئے تو والدہ کا وصال ہو گیا ۸ سال کے تھے کہ دادا فوت ہو گئے چچا نے بکریاں چرانے پر لگا دیا۔ ذرا بڑے ہوئے تو کاروبار شروع کر دیا الغرض کسی سے کوئی تعلیم و تربیت حاصل نہیں کی مگر جوں ہی اعلانِ نبوت فرمایا، گزرے ہوئے اور قیامت تک آنے والے واقعات کی خبریں دینا شروع کر دیں اس بات سے تو اس آیت کی تکذیب ہوتی ہے کہ اللہ تو یہ کہتا ہے میرے علاوہ کوئی غیب جانتا ہی نہیں اور حضور ﷺ غیب کی خبریں دے رہے ہیں اور اس پر قرآن بھی شاہد ہے۔ فرمایا **و ماھو علی الغیب بضنین** (اور وہ (نبی) غیب کی خبریں دینے میں بخل نہیں کرتا) کسی کے پاس کوئی چیز ہو اور وہ اُسے کسی اور کو نہ دے، اسے بخل کہتے ہیں۔ اگر کوئی چیز ہی نہ ہو، مال ہی نہ ہو تو اسے قلاش یا فقیر کہیں گے نہ کہ بخیل! اس آیت کی تفسیر میں دیوبند کے ایک بڑے عالم مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''پیغمبر ہر

قسم کے غیب، خواہ ان کا تعلق ماضی سے ہو یا مستقبل سے، مطلع ہیں اور اس کی خبر دینے میں بخل سے کام نہیں لیتے''۔ اب اس آیت سے پہلی آیت کے اس مفہوم کی تکذیب ہوتی ہے جو بعض جاہل علماء مراد لیتے ہیں۔ یہاں وہیں بات ہے کہ آسمانوں اور زمین کے تمام غیوب اور ہر طرح کے علوم سے اللہ عزّوجل ذاتی طور پر اور حقیقی طور پر آگاہ ہیں اور نبی کریم ﷺ عطائے الٰہی جاننے والے ہیں اور دوسروں کو مطلع بھی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول** (اللہ غیب کا جاننے والا ہے اور اس کا ذاتی غیب کسی پر ظاہر نہیں سوائے اس رسول کے جسے اس نے پسند کرلیا) ان لوگوں کو یہ آیت نظر نہیں آتی، اس آیت کو دیکھ کر یہ آنکھیں بند کرلیتے ہیں **افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض** بعض آیتوں پر یہ ایمان لاتے ہیں اور بعض سے انکار کرتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے **ما کان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللّٰہ یجتبی من رسول من یشاء** (اللہ کا یہ کام نہیں کہ (اے عام لوگو!) تمہیں اپنے غیب پر مطلع کرے سوائے اُن رسولوں کے جنہیں اس نے چن لیا) جن آیتوں میں علم غیب کی نفی ہے وہ بھی حق ہیں کہ ان میں نفی ہے ذاتی طور پر جاننے کی۔ اور جن آیتوں میں علم غیب کا اثبات ہے وہ بھی حق ہیں کہ اللہ کی عطا سے اس کے نبی اس کے ولی جانتے ہیں۔ لفظ نبی کا معنی ہی ''غیب کی خبریں دینے والا'' ہے۔ نبی ہوتا ہی وہ ہے جو غیب کی خبر دے۔ ''**النبی یخبر علی الغیب**''۔ اور خبر وہی دے سکتا ہے جو خبر رکھتا ہو جس کو خود ہی خبر نہیں وہ دوسروں کو کیا خبر دے گا۔ قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں جس میں یہ کہا گیا ہو کہ اللہ نے اپنے رسول کو علمِ غیب عطا نہیں کیا بلکہ وہ فرماتا ہے **عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول**۔

ایک مولوی صاحب، حضور ﷺ کے علمِ غیب کے بڑے خلاف تھے۔ درس قرآن دے رہے تھے کہ آیت آئی **ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین** یعنی ''حضور اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں''۔ اس آیت کی شرح میں مولوی صاحب نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے بعد تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے اور نبوت کا دعویٰ کریں گے آگاہ رہنا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ایک شاگرد نے سن کر کہا اس حدیث سے تو ثابت ہوتا ہے کہ حضور کو علمِ

غیب تھا کہ آپ نے یہ بھی بتا دیا کہ جھوٹے مدعیان نبوت ہوں گے اور ان کی تعداد بھی بتادی۔ مولوی صاحب نے سنتے ہی کہا خبردار اُستاد کے سامنے بولتا ہے! بس جو میں کہتا ہوں وہی صحیح ہے۔

ہمارے نبی ﷺ نے تو قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب بتا دیا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت میں جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک ساری خبریں ہمارے سامنے بیان فرمادیں پس جس نے یاد رکھنا تھا ، یاد رکھا اور جس نے بھولنا تھا بھول گیا (بخاری و مسلم) اگر حضور ﷺ جانتے ہی نہ تھے تو بیان کیسے کر دیں؟

غیب کی خبریں دینے والے ہمارے پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب عورتیں زیادہ ہوں گی ایک آدمی پچاس پچاس عورتوں کا کفیل ہوگا۔ عورتیں ایسے بال رکھیں گی جیسے اونٹوں کے کوہان ہوتے ہیں۔ بدکاری اور بے حیائی بے حد ہوگی۔ لوگ کتوں کی طرح سب کے سامنے بدکاریاں کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک فوج کعبہ کو ڈھانے کے لیے آئے گی اور اس قدر کثیر تعداد میں ہوگی کہ اس کا پہلا آدمی کعبہ کے پاس ہوگا اور آخری آدمی جدہ کے سمندر کے پاس ہوگا۔ وہ جو ہتھیار لے کر کعبہ کو ڈھانے آئیں گے ، میں وہ ہتھیار دیکھ رہا ہوں۔

اور ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا لوگ میری شفاعت سے جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے۔ اور جو آخری آدمی جہنم سے نکالا جائے گا میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ اللہ اس سے فرمائے گا جا جنت میں چلا جا۔ وہ آہستہ آہستہ جنت میں داخل ہوگا پھر لوٹ آئے گا اور عرض کرے گا یا اللہ جنت میں تو کوئی جگہ باقی نہ رہی وہ تو بھری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے پوری دنیا کے برابر جگہ اگر میں تجھے جنت میں دے دوں تو تُو راضی ہے؟ وہ سن کر کہے گا یا اللہ مجھ سے مذاق نہ کر میں پہلے ہی بڑی سزا بھگت کر آیا ہوں ، جنت میں ذراسی بھی جگہ نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جا میں نے تجھے جنت میں روئے زمین کے برابر جگہ دی۔

یہ بات قیامت میں ہونی ہے ، اس شخص نے سب سے آخر میں جہنم سے نکلنا ہے

اور اللہ اور اس بندے کے درمیان جو گفتگو ہوتی ہے، حضور ﷺ اس دُنیا میں اس کی خبر دے رہے ہیں۔ کوئی چیز، کوئی شے کوئی بات ایسی نہیں جس کی حضور ﷺ کو خبر نہ ہو۔ اللہ نے کل شہ کا علم حضور ﷺ کو عطا فرما دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''فتجلی لی کل شیءو عرفت'' مجھ پر ہر شہ روشن ہوگئی اور میں نے انہیں پہچان لیا۔ تو اللہ کا علم ذاتی اور حقیقی ہے اور حضور ﷺ کا علم عطائی ہے اور جو عطائی علم کا اعتراف کرنے والوں کو مشرک کہے وہ جاہل ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا ''مجھے اپنی امت سے شرک کا خطرہ نہیں بلکہ اس بات کا خطرہ ہے کہ میری اُمت اللہ کی یاد سے غافل ہوتی جائے گی اور دُنیا کی طرف مائل ہوتی جائے گی''۔ اور یہی ہورہا ہے جس کو دیکھو دنیا اور مال کی طرف بھاگ رہا ہے، دولت کو ہی سب کچھ سمجھ لیا گیا ہے۔ خواہشاتِ نفسانی کی پیروی ہورہی ہے۔ اور یہی حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت سے شرک کا خطرہ نہیں۔ اور ان لوگوں نے دہائی مچائی ہوئی ہے کہ شرک بڑا اچھیل گیا ہے، شرک بڑا اچھیل گیا ہے۔ اگر ان کی دُہائی کو سچا سمجھا جائے تو حضور کا فرمان غلط ہوجاتا ہے جبکہ حضور ﷺ کا فرمان غلط ہو ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا یا درکھیں یہ امت شرک نہیں کرے گی کیونکہ جاہل سے جاہل بھی نبی اور ولی کے کمال کو اللہ کی عطا سے جانتا ہے۔ ذاتی نہیں جانتا اور جو اس کو بھی شرک کہے وہ شرک کی تعریف سے واقف نہیں۔

ہمارے سردار سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اللہ کی عطا کردہ قدرت و طاقت سے متصرف ہیں، فریادوں کو سنتے ہیں، مدد کو آتے ہیں، دستگیری فرماتے ہیں اور ایسا اس لیے ہے کہ اللہ نے آپ کو غوث الاعظم (سب سے بڑا فریادرس) بنایا۔

بدعت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد و شر الامور محدثاتھا و کل بدعۃ ضلالۃ** (مسلم۔ مشکوٰۃ) ''یقینا بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور بدترین چیز دین کی بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے''۔ محدث کے معنی ہے جدید اور نو پیدا چیز، یہاں وہ عقائد اور برے اعمال مراد ہیں جو حضور ﷺ کے بعد دین میں پیدا کیے جائیں۔ بدعت

کے لغوی معنی ہیں نئی چیز پیدا کرنا۔ ارشاد باری ہے **اللّٰہ بدیع السمٰوٰت و الارض** یعنی اللہ زمین اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اصطلاح میں بدعت کے تین معنی ہیں:

۱۔ نئے عقیدے، اسے بدعتِ اعتقادی کہتے ہیں۔

۲۔ وہ نئے اعمال جو قرآن و حدیث کے خلاف ہوں اور حضور کے بعد ایجاد ہوئے ہوں۔

۳۔ ہر نیا عمل جو حضور کے بعد ایجاد ہوا۔

پہلے دو معنی سے ہر ہر بدعت بُری ہے کوئی اچھی نہیں۔ تیسرے معنی کے لحاظ سے بعض بدعتیں اچھی ہیں، بعض بری۔ اوپر درج حدیث میں بدعت کے پہلے معنی مراد ہیں۔ یعنی برے عقیدے کیونکہ حضور نے اسے ضلالت یعنی گمراہی فرمایا۔ گمراہی عقیدے سے ہوتی ہے عمل سے نہیں۔ بے نمازی گناہگار ہے گمراہ نہیں اور رب کو جھوٹا اور حضور کو اپنے مثل بشر سمجھنا بدعقیدگی اور گمراہی ہے اور اگر دوسرے معنی مراد ہوں تب بھی یہ حدیث اپنے اطلاق پر ہے کسی قید لگانے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر تیسرے معنی مراد ہوں یعنی ہر نیا کام تو پھر بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ بدعت حسنہ اور بدعتِ سیئہ اور اوپر درج حدیث میں بدعت سیئہ کی ممانعت کی جارہی بدعتِ حسنہ کی وضاحت میں مشکوٰۃ شریف باب کتاب العلم میں حدیث موجود ہے۔ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا **من سنّ فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شیء، و من سنّ فی الاسلام سنة سيئة کان علیه وزرها و وزر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اوزارهم شیء** (مسلم۔ مشکوٰۃ) جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے اپنے عمل اور ان کے عملوں کا ثواب ہے جو اس پر کاربند ہوں، ان کا ثواب کم ہوئے بغیر۔ اور جو اسلام میں بُرا طریقہ ایجاد کرے۔ اس پر اپنی بدعملی کا گناہ ہے اور ان کی بدعملیوں کا بھی جو ان پر کاربند ہوں اس کے بغیر کہ ان کا گناہ کچھ کم ہو۔ یعنی موجد خیر تمام عمل کرنے والوں کے برابر اجر پائے گا لہٰذا جن لوگوں نے علم فقہ، فن حدیث، میلاد شریف، عرس بزرگان، خیر کی مجلس، اسلامی مدرسے، طریقت کے سلسلے ایجاد کیے انہیں قیامت تک ثواب ملتا رہے گا۔ یہاں اسلام میں اچھی بدعتیں ایجاد کرنے کا ذکر ہے نہ کہ چھوڑی ہوئی سنتیں زندہ کرنے کا جیسا کہ اگلے مقابلے (بدعت سیئہ) سے معلوم ہورہا ہے۔ اس حدیث سے بدعت حسنہ کے خیر ہونے کا

اعلیٰ ثبوت ہوا۔ یہ حدیث اُن تمام احادیث کی شرح ہے جن میں بدعت کی برائیاں آئیں۔ صاف معلوم ہوا کہ بدعت سیئہ بری چیز ہے اور ان احادیث میں یہی مراد ہے۔ یہ حدیث بدعت کی دوقسمیں بیان فرما رہی ہے، اس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہوسکتی۔ اُن لوگوں پر افسوس ہے جو اس حدیث سے آنکھیں بند کرکے ہر بدعت کو برا کہتے ہیں حالانکہ خود ہزاروں بدعتیں کرتے ہیں۔ چھ کلمے، قرآن شریف کے تیس پارے، علم حدیث، حدیث کی اقسام و کتب، شریعت و طریقت کے چار سلسلے حنفی، شافعی قادری، چشتی وغیرہ زبان سے نماز کی نیت، ہوائی جہاز کے ذریعے حج کا سفر، جدید سائنسی ہتھیاروں سے جہاد وغیرہ اور دنیا کی بیشتر چیزیں پلاؤ، زردے، بریانی، ڈاک خانہ، کمپیوٹر ریلوے وغیرہ سب بدعتیں ہیں جو حضور کے بعد ایجاد ہوئیں، حرام ہونی چاہئیں حالانکہ انہیں کوئی حرام نہیں کہتا۔

گیارہویں شریف کا انعقاد نہ فرض ہے نہ سنت، یہ مباح اور بدعت حسنہ ہے۔ اس میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کی احادیث میں صراحتاً ممانعت کی گئی ہو۔ گیارہویں شریف میں حمد، نعت و منقبت پڑھی جاتی ہے۔ ختم غوثیہ ہوتا ہے (جس میں آیات قرآنی، وظائف اور درود شریف کا ورد ہوتا ہے) اولیاء اللہ کی سیرت و کردار اور تعلیمات پر گفتگو کی جاتی ہے۔ قرآن و حدیث اور اقوال بزرگان دین کی روشنی میں لوگوں کی اصلاح پر مبنی بیان وتقریر ہوتی ہے۔ اجتماعی ذکر، مراقبہ، فاتحہ اور دعا کی جاتی ہے پھر اس کے بعد حسبِ استطاعت لنگر کھلایا جاتا ہے۔ ایک بات بھی ایسی نہیں جس کے لیے احادیث میں یا قرآن میں ممانعت ہو۔ اور جس چیز کے لیے منع نہ کیا جائے وہ مباح ہے۔ عمل کرے تو بہتر نہ کرے تو کوئی بات نہیں۔ جہاں اہل اللہ کا، سردارِ اولیاء کا ذکر ہو، وہاں حدیث کی روشنی میں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے **عند الذکر الصالحین تنزل الرحمة** جہاں بھی صالحین کا ذکر ہو، وہاں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ ذکر کی مجلس کی فضیلت پر متعدد احادیث موجود ہیں۔ اپنی کم علمی کے سبب خیر سے بھری گیارہویں کی مجلس کو بدعت اور گمراہی قرار دینا افسوسناک ہے، مبنی بر جہالت ہے۔

رہبانیت:

صوفیاء پر ہر زمانے میں کم علم علماء رہبانیت کا الزام لگاتے رہے اور حضور کی حدیث

''اسلام میں رہبانیت نہیں ہے'' کی روشنی میں صوفیاء اور اولیاء پر اعتراضات کرتے رہے۔ آئیے پہلے یہ دیکھیں کہ رہبانیت ہے کیا؟ اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ نصاریٰ کی رہبانیت اور صوفیاء کے تجرد اور گوشہ تنہائی اختیار کرنے میں کیا فرق ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا (پ ۲۷۔ حدید ۲۷) اور رہبانیت (جنگلوں اور پہاڑوں میں تنہائی کی زندگی گزارنا) یہ بات دین میں انہوں (نصاریٰ) نے اپنی طرف سے نکالی، ہم نے اُن پر مقرر نہیں فرمائی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے خود نکالی تھی پھر جیسا کہ اس کو نباہنے کا حق تھا نہ نباہ سکے۔ نصاریٰ میں سے کچھ لوگوں نے اللہ کی رضا مندی کے لیے جنگلوں اور پہاڑوں میں تنہائی کی زندگی گزارنا اپنے اوپر مقرر کرلیا تھا۔ پھر حق تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ جیسے اس کو نباہنے کا حق تھا انہوں نے نہ نباہا بلکہ تین خداؤں کی پوجا کرنے لگے۔ پتہ چلا کہ اللہ کی رضا مندی کے لیے اگر دِین میں کوئی نئی چیز شروع کی جائے جو کتاب اللہ میں فرض نہ کی گئی ہو تو ایسی بدعت حسنہ جائز ہے بشرطیکہ اس میں گمراہی اور خلافِ شرع کوئی بات شروع نہ کی جائے جیسا کہ نصاریٰ نے کیا۔ اللہ نے کہیں یہ نہ کہا کہ انہوں نے رہبانیت اختیار کرکے غلطی کی بلکہ فرمایا جیسے اس کو نباہنا چاہیے تھا نہ نباہا۔ نصاریٰ میں جو رہبانیت ہے اس میں ساری زندگی شادی نہ کرنا اور اپنے آپ کو چرچ کے لیے وقف کردینا ہے۔ اس سے بعد میں بڑی قباحتیں پیدا ہوئیں اور رہبانیت کا اصل مقصد فوت ہوگیا۔ ایسی رہبانیت کی اسلا م میں ممانعت ہے۔ اولیائے کاملین اور صوفیائے عظام نفس پر قابو پانے کے لیے اور اللہ تک پہنچنے کے لیے وقتی طور پر تجرد اختیار کرتے رہے ہیں۔ چلہ کشی کے لیے انہوں گوشہ تنہائی میں بیٹھنا پڑتا ہے۔ بعض پر عشقِ الٰہی کا ایسا غلبہ ہوتا ہے، جذب کی ایسی کیفیات ہوتی ہیں جو انہیں جنگلوں میں کھینچ لے جاتی ہیں۔ تکمیل کے بعد پھر انہیں واپس لوگوں میں آنے کا حکم ہوتا ہے تا کہ ان کے ذریعے دوسرے ناقصین کی تکمیل ہو۔ حضور ﷺ کے عہد مبارک میں اسلام کے پہلے صوفیاء، اصحاب صفہ، حضور ﷺ کے حجرہ اقدس کے سامنے چبوترہ پر تشریف فرمارہتے تھے نہ انہوں نے گھر بار بنائے، نہ رزقِ حلال کے لیے کوشاں

ہوئے۔ سردی گرمی برسات ہر موسم میں وہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں وہاں موجود رہتے حضور ﷺ کے پاس جو مال غنیمت آتا، نذرانے اور ہدایہ آتے، انہیں تقسیم فرما دیتے اور اسی پر ان کا گزارہ تھا ایسے اصحاب کی تعداد ستر سے زائد تھی اور یہ بعض اوقات سو تک تجاوز کر جاتی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ ان کے خلاف آیت نازل فرماتا کہ یہ کیا طریقہ ہے اسلام میں اس کی گنجائش نہیں یا حضور انہیں منع فرماتے کہ میرے دین میں رہبانیت نہیں ہے اور میرا طریقہ نکاح کا ہے جس نے میرے طریقے سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔ نہ اللہ نے ان کے خلاف کوئی آیت اتاری نہ حضور نے انہیں منع کیا بلکہ حق تعالیٰ نے ان کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی **وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ** (پ۱۰۔ الکھف ۲۸) اے نبی ﷺ اپنے آپ کو ان لوگوں سے مانوس رکھیں جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور رب کا چہرہ دیکھنے کے ارادت مند ہیں اور اے نبی آپ اپنی نظر رحمت ان لوگوں پر سے نہ ہٹنے دیں۔ اللہ نے اپنے حبیب کو ان صوفیاء، اصحاب صفہ کے پاس بیٹھنے کا حکم دیا جو صبح و شام یاد الٰہی میں مگن ہیں گھر بار چھوڑ کر حضور کی محبت میں سختیاں اور صعوبتیں جھیل رہے ہیں اور ان کا مقصود اللہ تک پہنچنا، اللہ کو دیکھنا ہے۔ پھر حضور کو اپنی نظر رحمت اُن لوگوں پر جمائے رکھنے کا حکم دیا۔ پتہ چلا کہ محض اللہ اور اس کے رسول کی طلب میں گھر بار چھوڑ کر تجرد اختیار کرنا اللہ کو پسندیدہ ہے اور اتنا پسند ہے کہ نہ صرف اس وقت کے بلکہ قیامت تک ایسے آنے والے لوگ حضور کی نگاہ رحمت میں آجاتے ہیں حضور کی نگاہ ان پر سے ہٹتی نہیں ہے اور جو ایسے لوگوں کی صحبتوں میں بیٹھیں، ان کی ارادت کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیں وہ بھی حضور کی نگاہِ رحمت سے اوجھل نہیں ہوتے انہیں بھی حضور کی عنایات و نوازشات سے حصہ ملتا رہتا ہے۔

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے پچیس برس عراق کے جنگلوں میں مجاہدہ اور ریاضت فرمائی پھر آپ حکم الٰہی سے واپس خلق کی طرف لوٹے۔ شادیاں کیں۔ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور مسلسل چالیس برس تک درس و تدریس وعظ و نصیحت اور روحانی فیوض و برکات اور تصرفات کے ذریعے دین اسلام کے مردہ تن میں نئی روح پھونک دی اور آنجناب محی الدین کے لقب سے سرفراز کیے گئے۔

مزارات پر حاضری وسجدہ تعظیمی:

بزرگوں کے مزارات پر سب سے زیادہ اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ ''اللہ یہود پر لعنت کرے جنہوں نے انبیاء کی قبور کو مساجد بنالیا، حدیث کا اصل مقصد قبور کو سجدہ کرنے سے روکنا تھا نہ کہ قبور کے پاس مساجد بنانے کا انکار۔ جبکہ قرآن سے ثابت ہے کہ اولیاء کے قیام کی جگہ کے پاس مسجد بنانے کی ممانعت نہیں۔ اصحاب کہف کے تذکرہ میں آیا :**قال الذین غلبوا علی امرھم لنتخذن علیھم مسجدا** (الکھف ۔۲۱) جولوگ اصحاب کہف کے معاملے میں غالب آئے انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے اوپر ایک مسجد بنائیں گے (تا کہ لوگ ان کی برکت حاصل کرسکیں)

ارشاد باری ہے **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ** بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ صفا اور مروہ دو چھوٹی پہاڑیاں ہیں جن پر خدا کی ولیہ حضرت ہاجرہ کے قدم لگے جب وہ پانی کی تلاش میں تھیں۔ ایک ولیہ کے قدم اگر پہاڑی پر پڑ جائیں تو وہ شعائر اللہ، اللہ کی نشانی بن جاتی ہیں۔ تو جس مقام پر اولیاء اللہ آرام فرما ہیں وہ مقام یعنی مزارات بھی اللہ کے شعائر (نشانیوں) میں سے ہیں۔ پھر قرآن میں ارشادِ باری ہے **من یعظم من شعائر اللہ فھو من تقوی القلوب** جس کسی نے اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کی تو یہ بات قلوب کے تقوے میں سے ہے۔ قلب کا تقویٰ تمام اعضاء و جوارح کے تقوے سے افضل ہے اور یہ اہل اللہ کی تعظیم سے نصیب ہوتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: **من زار قبری وجبت له شفاعتی** جس نے بھی میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ یقینا حضور کے نائبین اولیاء کاملین کی قبور کی زیارت، زائرین کے لیے نفع مند ہوتی ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ جب بھی امام شافع کسی مسئلے میں الجھ جاتے تو اس کے حل کے لیے امامِ اعظم امام ابوحنیفہ کے مزار پر آتے، معتکف ہوتے اور امام اعظم ان کی مشکل حل فرماتے۔ حضورِ اقدس ﷺ کا فرمان ہے۔ **اذا تحیر کم فی شئی فاستعینوا باھل القبور** جب تم کسی معاملے میں حیران ہو تو اہل قبور سے استعانت طلب کرو۔

اولیاء کاملین حیات معنوی کے ساتھ زندہ اور متصرف ہوتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ انفاس

العارفین میں اپنے والد شاہ عبدالرحیم کا واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ والد صاحب حضرت خواجہ بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے اور ادباً مزار شریف سے کافی دور کھڑے ہوگئے اور ذلّتے عاجزی سے سوچنے لگے کہ میرے جیسے گناہگار کو اسقدر عظیم بزرگ کے قریب نہ جانا چاہیے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک مزار شریف کے اوپر ظاہر ہوئی اور آپ نے فرمایا میرے قریب آؤ۔ شاہ عبدالرحیم کچھ قریب ہوگئے۔ انہوں نے فرمایا اور قریب آؤ، یہ اور قریب ہوئے پھر حضرت بختیار کا کی کی نگاہ آسمان کی طرف گئی شاہ عبدالرحیم نے بھی اس طرف دیکھا، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تخت پر ایک بزرگ سوار ہیں اور چار فرشتے اس تخت کو اٹھائے لارہے ہیں۔ اُن بزرگوار نے حضرت بختیار کا کی سے معانقہ و مصافحہ کیا کچھ دیر گفتگو کی پھر واپس تشریف لے گئے۔ جب وہ چلے گئے تو شاہ عبدالرحیم نے ان کے بارے میں استفسار کیا۔ حضرت بختیار کا کی نے فرمایا یہ بہاء الدین نقشبندی تھے اور مجھ سے ایک مسئلہ میں گفتگو کرنے آئے تھے۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک بار لاہور میں داتا صاحب کے مزار پر حاضری دی تو دیکھا کہ ہزارہا فرشتے وہاں موجود ہیں۔ کہنے لگے کہ لگتا ہے یہ بہت بڑے ولی اللہ کا مزار ہے۔ تو اکابرین دیوبند مزارات پر حاضری دیتے، ارواحِ اولیاء سے استمداد کرتے اور حاضری کو موجب خیر و برکت جانتے تھے۔

بعض لوگ مزارات پر عقیدت سے بوسہ زن ہوتے ہیں۔ اب بوسہ دینے میں بظاہر ہیئت سجدہ کی بن جاتی ہے جس پر معترضین سجدہ کی تہمت لگادیتے ہیں۔ جان لیں کہ جو بھی کلمہ گو ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ کبھی کسی کو سجدہ نہ کرتا ہے نہ کرے گا۔ بالفرض محال اگر کوئی سجدہ کرتا بھی ہے تو یہ اس کا ذاتی فعل ہے اور حرام ہے۔ متصوفین اس بات کی تعلیم نہیں دیتے۔ بوسہ اور سجدہ میں فرق کرنے والی چیز نیت ہے۔ صرف ہیئت بن جانے سے سجدہ کا الزام نہیں لگایا جاسکتا اور اگر ہیئت سے سجدہ لازم آتا ہے تو بیوی سے صحبت کے وقت سجدہ ہی کی ہیئت ہوتی ہے۔ ایسے تمام لوگ (الزام لگانے والے) اس وقت میں بیوی کو سجدہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

حضور کی شریعتِ مطہرہ سے پہلے سجدہ تعظیمی کی اجازت تھی۔ فرشتوں نے آدم علیہ

السلام کو سجدہ تعظیمی کیا۔ یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا۔ سجدہ عبودیت یعنی معبود سمجھ کر سجدہ کرنا کبھی بھی جائز نہ تھا۔ حضور نے سجدہ تعظیمی سے منع فرمادیا۔ اب اس امت میں سجدہ تعظیمی حرام ہے، شرک یا کفر نہیں۔ سجدہ تعظیمی اور سجدہ عبودیت میں فرق کرنے والی چیز بھی نیت ہے۔ ہم لوگ اولیاء اللہ کو اللہ کا دوست مقرب اور محبوب گمان کرتے ہیں اللہ نہیں سمجھتے۔ اور مزارات پر بوسہ دے کر اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ یہ خدا نہیں بلکہ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں کہ خدا کو بوسہ دینا ممکن نہیں۔

مقامِ ولایت پر جا کر اولاد کے لیے دعا کرنا سنتِ انبیاء ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ کی ولیہ حضرت مریم کے پاس جا کر، اللہ سے اولاد کے لیے دعا کی اور اللہ نے ان کی دعا اپنی ولیہ کے صدقے قبول فرمائی اور یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دی۔

فی زمانہ اولیاء اللہ کو تلاش کرنا، ان تک پہنچنا ان کو سمجھنا ایک مشکل امر ہے۔ حق تعالیٰ کی خصوصی عنایات کے بغیر صحیح آدمی کا ملنا مشکل ہے۔ تو ضروری ہے کہ وہ اولیائے کاملین جو گزر گئے ان کے مزارت پر جایا جائے ان سے روحانی مناسبت پیدا کی جائے۔ میرا ایک دوست محمد حسین تھا، پاکولا کمپنی میں کام کرتا تھا تو لوگوں نے اس کا نام ماموں پاکولا رکھ دیا۔ سیدھا سادا بے وقوف سا آدمی۔ مگر اس کی نظر کھلی ہوئی تھی بزرگانِ دین کی ارواح سے ملاقات کرلیتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تمہیں یہ چیز کہاں سے مل گئی کہنے لگا ہم پہلے جامع کلاتھ پر رہتے تھے تو میں روزانہ سید عالم شاہ بخاری کے مزار پر حاضری دیتا تھا۔ احمد بھائی ایک دن سید عالم شاہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حضورِ اقدس ﷺ کی مجلس میں پہنچا دیا۔ میں حضور ﷺ کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ کچھ عرصے یہ سلسلہ چلتا رہا پھر نہ جانے مجھ سے کیا غلطی ہوئی حضوری کا دروازہ میرے لیے بند ہو گیا اب میں کسی ایسے بزرگ کی تلاش میں ہوں جو میرا راستہ کھول دے۔

روایت ہے کہ ایک تاجر بغداد سے دور کسی شہر میں رہتا تھا۔ آنجناب غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کا شہرہ سنتے سنتے دل سے آپ پر شیدا ہو گیا تھا اس نے دل میں عزم کر رکھا تھا کہ جوں ہی امورِ دنیا سے فارغ ہوا، آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر

بیعت ہوگا اور راہِ سلوک طے کرے گا۔ فارغ ہوتے ہوتے چالیس سال گزر گئے۔ فراغت پا کر حسبِ ارادہ آنجناب رضی اللہ عنہ سے بیعت ہونے اور زیارت کی غرض سے طویل سفر طے کر کے بغداد پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہوگیا ہے اس خبر سے شدید صدمہ لاحق ہوا۔ اس نے طے کر لیا کہ اب زندہ رہنا فضول ہے چنانچہ وہ دریائے دجلہ پر گیا تا کہ اپنے آپ کو دریا میں گرا کر غرق کر دے۔ ادھر حضور غوث الثقلین اپنے عاشق صادق کو ملاحظہ فرمارہے تھے۔ ان کا عاشق کیسے ضائع ہوسکتا تھا۔ آپ کی توجہ وتصرف کے سبب تاجر کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مرنے سے پہلے سیدنا غوث الاعظم کے روضہ انور پر حاضری تو دے لوں، آپ کے روضہ کی زیارت تو کرلوں۔ چنانچہ وہ آپ کی قبر انور پر آیا اور سلام کرکے زار وقطار رونے لگ گیا۔ سید الاولیاء سرکار محبوبِ سبحانی اپنی قبر مبارک سے باہر تشریف لے آئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سلسلے میں داخل فرمایا اور اپنی ایک نگاہِ کیمیا سے اس طالبِ صادق کو واصل باللہ فرمادیا۔ اس وقت تین سو افراد دربار شریف پر حاضر تھے۔ وہ بھی آنجناب کے دیدار اور توجہ سے مشرف ہوکر واصل باللہ ہوگئے۔

تصوف اور اس سے مقصود:

تصوف صفا سے ہے صوفی وہ ہے جس کا باطن تمام آلائشوں کدورتوں سے صاف ہے۔ تصوف تزکیہ نفس پر زور دیتا ہے۔ جو شرع کے عین مطابق ہے۔ اللہ کا فرمان ہے **قد افلح من تزکّٰی و ذکر اسم ربہ فصلّٰی** تحقیق بامراد ہوگیا وہ شخص، فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اپنا تزکیہ کرلیا اور پھر اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز پڑھی۔

تصوف سے سب سے اعلیٰ مقصود قرب حق کا حصول ہے۔ جیسا کہ آیت **یریدون وجه** کی تفصیل میں گزر چکا ہے کہ یہ صوفیاء اللہ کا چہرہ دیکھنے کے ارادتمند ہوتے ہیں۔ یہاں سے ہی لفظ ''مرید'' نکلا۔ مرید کا مادہ یرید ہے۔ حقیقی مرید وہ ہے جو اللہ کو دیکھنے اس تک پہنچنے کا ارادہ کرے۔ اب اس کے لیے ضروری ہے کہ ایسا شخص تلاش کیا جائے جو اللہ تک پہنچا ہوا ہو اور دوسروں کو لے جاسکے۔ اب اگر کوئی شخص جس کی بادشاہ تک رسائی ہو، اس سے کوئی اس کا جاننے والا جو غلاظت و گندگی میں لتھڑا ہو، یہ کہے کہ مجھے بھی بادشاہ سے ملا دو، ملاقات کرادو۔ تو بادشاہ تک پہلے سے پہنچا شخص کیا کرے گا۔ اسے غلاظتوں سے پاک وصاف کروائے گا۔

بادشاہ کے آداب سکھائے گا جب وہ اس قابل ہوجائے گا تو اسے بادشاہ تک لے جائے گا۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے کہ وہ پہلے طالبانِ حق کی تربیت کرتے ہیں، ان کا تزکیہ فرماتے ہیں حسد غرور تکبر غصہ کینہ لالچ، ریاکاری جیسی غلاظتوں سے اسے نکالتے ہیں پھر بارگاہِ حق کے آداب سکھاتے ہیں جب وہ اس قابل ہوجاتا ہے تو انہیں اللہ تک پہنچادیتے ہیں۔

ایسے تمام اولیاء میں سرکار محبوب سبحانی کی سب سے منفرد شان ہے کہ رسالہ غوث الاعظم میں ہے حق تعالیٰ نے آنجناب سے فرمایا ''اے غوث الاعظم میں نے آپ کو ایسا بنایا ہے کہ آپ میرے طالب کو پلک جھپکنے میں مجھ تک پہنچا سکتے ہیں۔ پس جب آپ کے پاس میرے طالب آئیں تو انہیں مجھ تک پہنچانا آپ پر لازم ہے۔''

تصوف سے دوسرا مقصود برے اخلاق سے نجات اور اخلاق حسنہ کا حصول ہے اور اس کی اتنی اہمیت ہے کہ بعض بزرگوں نے فرمایا **التصوف کله الاخلاق فمن زاده الاخلاق فقد زاده التصوف** تصوف سارے کا سارا اخلاق ہے پس جس کے پاس جتنا زیادہ اخلاق ہے اسکے پاس اتنا زیادہ تصوف ہے۔ ارشاد باری ہے **یوم لا ینفع مال و لا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم** قیامت کے دن نہ تمہارا مال تمہیں نفع دے گا نہ تمہارے بیٹے مگر وہ جو اپنے قلب کو سلامتی کے ساتھ لے آیا۔ قلب کی سلامتی اخلاق حسنہ کے حصول میں ہے اور ہلاکت، اوصاف ضمیمہ سے نجات نہ پانے میں ہے۔ اور تصوف، صوفیاء کی صحبت وتلقین طالبین کو برے اخلاق سے نجات دلاتی ہیں اور اوصاف حسنہ سے مزیّن کر دیتی ہیں۔

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے مسلسل درس وتدریس اور وعظ ونصیحت اور روحانی توجہات کے ذریعے گمراہوں، بدکرداروں کی اصلاح فرمائی اور ساتھ ہی ساتھ ہزار ہا متوسلین کو مقرب حق بنادیا اور آنجناب کا یہ فیضان آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا ؎

افلت شموس الاولین و شمسنا

ابداً علی افق العلٰی لا تغرب

تصوف سے مقصود مرتبہ احسان کا حصول ہے اور اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہوسکا تو نتیجتاً

ایک تہائی دین سے محرومی ہے۔ حدیثِ جبریل میں ہے۔ حضورِ اقدس ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام شکل انسانی میں آئے اور تین سوال کئے کہ ایمان کیا ہے، اسلام کیا ہے اور احسان کیا ہے؟ حضور ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا تو انہوں نے ہر جواب پر فرمایا ''صدقت'' کہ آپ نے سچ فرمایا۔ ان میں سے تیسرا سوال یہ تھا کہ مجھے خبر دیں کہ احسان کیا ہے؟۔ حضور ﷺ نے فرمایا :**اعبدوا ربک کانک تراہ وان لم تکن تراہ فانہ یراک**۔ اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو اگر اسے نہ دیکھ سکو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یعنی مرتبۂ احسان کا کم ازکم پہلو یہ ہے کہ مسلمان اس دھیان میں رہے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور اعلیٰ ترین پہلو یہ ہے کہ وہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے مشاہدۂ حق میں محو و مستغرق ہے۔ جبریل کے جانے کے بعد حضور نے فرمایا یہ جبریل تھے اور تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ یہاں حضور نے اسلام، ایمان اور احسان کو دین سے تعبیر فرمایا تو جس کے پاس احسان نہیں وہ ایک تہائی دین سے محروم ہے۔ مرتبہ احسان کیسے حاصل ہو، اس کی تعلیم صوفیاء عظام تلقین فرماتے ہیں۔ صوفیاء مریدین کو سب سے پہلے سبق یہی دیتے ہیں کہ خلوت ہو یا جلوت، اس بات کو ہمیشہ نگاہ میں رکھیں کہ اللہ کی معیت میں ہو، اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور اس احساس کے تحت ہر برائی سے اجتناب کرو اور ہر نیکی کو اختیار کرو۔ ارشاد باری ہے **وھو معکم اینما کنتم** جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ اس امر کی اس قدر تلقین کی جاتی ہے کہ مرید ہمیشہ مراقبہ معیت میں رہتا ہے اور مرتبہ احسان کا کم ازکم درجہ پا جاتا ہے۔

پیرو مرشد کی ضرورت اور اس کا جواز:

ہدایت کے لیے ولی و مرشد کا ہونا بڑا ضروری ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے ہمیں ولی و مرشد کی کوئی حاجت نہیں ہمارے لیے قرآن و حدیث کافی ہے، وہ لوگ اس آیت پر غور کریں **ومن یضلل فلن تجد لہ ولی مرشدا** اور جسے اللہ گمراہ کردے وہ نہیں پاتا اپنے واسطے کوئی ولی و مرشد۔ اور جسے ولی و مرشد مل جائے تو وہ سمجھ لے کہ اللہ نے اس کی ہدایت کا ارادہ کرلیا۔

یہ حقیقت ہے کہ ہر زمانے میں اور اس دور میں بھی صرف وہی لوگ ہدایت پر ہیں

جوکسی نہ کسی طرح سے اولیاء اللہ سے وابستہ اور منسلک ہیں اولیاء سے بغض و عاد رکھنے والے بھلے کتنے نمازی، پرہیزگار، چلے کرنے والے کیوں نہ ہوں، ان کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا اور ہو بھی بھلا کیسے کہ جب اللہ نے ان کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا ہو۔ **من عادلی ولیا فقداٰذنته بالحرب** جس نے بھی میرے ولی سے عاد رکھا میں اسے جنگ کی دعوت دیتا ہوں (حدیثِ قدسی)۔ مولانا روم نے ایسے ہی نہیں فرما دیا، کچھ دیکھ کر فرمایا ہے

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء ‏ ‏ ‏ ‏ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

او کہ خواہد ہم نشینی با خدا ‏ ‏ ‏ ‏ او نشیند در حضورِ اولیاء

اکابر علماء تحصیلِ علم کے بعد تربیت، تزکیہ اور قرب باری کے حصول کے لیے اولیاء کے حضور حاضر ہوتے تھے اور یہ سنتِ انبیاء بھی ہے۔ دیکھیں موسیٰ علیہ السلام نبی، رسول اور مرسل ہونے کے باوجود علم لدنی سیکھنے کے لیے حضرت خضر علیہ السلام کے پاس گئے۔

ہمارے امامِ اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہ جن سے بڑا کوئی عالم نہیں کئی صحابہ اور متعدد تابعین سے احادیث حاصل کر کے بالآخر سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور دوسال ان کی خدمت میں رہے وہاں قرب حق، لقائے باری اور علوم لدنیہ کا ایسا فیضان ملا کہ بے اختیار کہہ اُٹھے **لو لا سنتان لهلک النعمان** نعمان کی زندگی میں اگر یہ دوسال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو گیا ہوتا۔ کیا امام اعظم کے پاس قرآن و حدیث کا علم نہ تھا یا پرہیزگاری و تقویٰ میں کوئی کمی تھی؟ پھر کیا بات تھی جو آپ نے ایسا فرمایا؟

امام غزالی، ایسے عالم کہ اس وقت علمِ ظاہر میں روئے زمین پر اُن جیسا کوئی عالم نہ تھا۔ باطنی علم سیکھنے، حق کی تلاش میں حضرت یوسف نساج رحمۃ اللہ کے پاس جا کر بیعت ہوئے۔ انہوں نے امام غزالی کو مجاہدہ پر لگا دیا۔ امام غزالی فرماتے ہیں میرے قلب کی صفائی شروع ہوگئی۔ پھر مجھ پر انوار و تجلّیات کا نزول شروع ہو گیا ایک شب خواب میں مجھے حق تعالیٰ جل شانہ کا دیدار نصیب ہوا۔ اللہ عزّوجل نے مجھ سے فرمایا اے غزالی اپنے سب مشاغل چھوڑ اور میرے ان دوستوں کی ہم نشینی اور پیروی اختیار کر جن کے قلوب میرے عشق میں کشتہ ہو گئے ہیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا اللہ مجھے اپنے ان دوستوں سے حُسن ظن کی چاشنی نصیب فرما۔ اللہ عزّوجل نے فرمایا یہ میں نے تجھے دیا اور

اپنے جوار کے انوار تجھ پر پلٹائے۔ پھر ان کی آنکھ کھل گئی۔خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے کہ اتنی جلد اللہ کا دیدار نصیب ہوگیا۔ فرماتے ہیں میں صبح اپنے شیخ یوسف نساج رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور رات کا خواب سنایا۔سن کر وہ مسکرائے اور کہنے لگے اے غزالی یہ تو ہماری ابتدائی تختیاں ہیں۔ اگر تو میرے پاس رہا اور میرے کہنے پر عمل کیا تو میں تیری آنکھیں ایسے سرمہ سے سرگیں کردوں گا کہ تجھ پر ازل سے ابد تک سب کچھ منکشف ہوجائے گا۔ ذرا غور کریں امام غزالی ان دنوں دنیا میں مشغول نہ تھے بلکہ بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے مدرس اعلیٰ تھے۔ سارے عالم میں ان کے علوم وفنون کی دھوم تھی ہزارہا شاگرد تھے۔ اکابر علماء ان کے سامنے زانوئے تلمیذ طے کرتے اور ادھر حق تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ سب مشاغل چھوڑ اور میرے دوستوں کی صحبت اختیار کر۔عموماً علماء اپنے علم کے سبب صوفیاء سے سوءِ ظنی کا شکار رہتے ہیں اور اس بنا پر مستفیض نہیں ہو پاتے۔ اسی لیے امام غزالی نے حق تعالیٰ سے اولیاء سے حسن ظن رکھنے کی چاشنی طلب کی۔

مولانا روم، ان کے دور میں روئے زمین پر ان جیسا عالم نہ تھا مگر جب حضرت شمس تبریزی کی صحبت وخدمت اختیار کی تو بے اختیار پکار اٹھے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

امام فخر الدین رازی، صاحب تفسیر کبیر شیخ نجم الدین کبریٰ سے منسلک ہوئے۔ وقت آخر شیطان نے امام فخر الدین رازی کو گھیر لیا۔ آخری سانس، ایمان خطرے میں، اس وقت شیخ نجم الدین کبریٰ نے مداخلت کی اور مرید کو شیطان کے نرغے سے بچایا۔ وہ ایمان کے ساتھ کلمہ پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔ ادھر ان کے شیخ نے اپنے مصاحبین سے فرمایا الحمدللہ مسلمانوں کا ایک بڑا عالم ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا۔

یہ اکابر علماء جن کا ذکر ہوا، دین کا زیادہ علم اورفہم رکھتے تھے یا آج کے اولیاء اللہ پر معترض جاہل علماء؟ ایسے علماء سو ہر زمانے میں صوفیاء کے دشمن رہے، ان کی مخالفت کرتے رہے اور ان کا سبب انکار یہی تھا **بل کذبوا بمالم یحیطوا علمہ** جو بات ان کے احاطہ علم سے باہر تھی اس کا انکار کیا۔ اس کو جھٹلایا۔ بجائے اس کے کہ اہل باطن کی صحبتوں میں جا کر

علم باطن سیکھتے ، اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ،صوفیاء کی باتوں کی تاویل کرتے ، ان کے انکار میں جلدی نہ کرتے اور ان سے حُسن ظن رکھتے اور اس بات پر اللہ سے مدد وتوفیق مانگتے مگر علماءِ سُو نے صوفیاء کا انکار کیا ، ان کے خلاف گئے ان کے دشمن رہے اور خاسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہو گئے۔

ہمارے سردار سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی علمائے ظاہر آپ سے بدگمان رہے چنانچہ سو عالم آپ کو آزمانے کے لیے مشکل ترین سوال لے کر آنجناب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آئے۔ سرکار نے ان کا سارا علم ظاہر سلب کرلیا پھر ان کے رجوع کرنے پر معاف کردیا ان کا علم انہیں لوٹا دیا اور ان کے سوالوں اور ان کے جوابات سے انہیں آگاہ فرمادیا۔

علامہ ابن جوزی بھی سرکار کا معترف نہ تھا۔ سرکار کے ایک مرید کے اصرار پر وہ ایک بار سرکار کی مجلس میں آیا سرکار کی روحانی توجہ سے اس پر حالت طاری ہوگئی اس نے اپنے کپڑے پھاڑ لیے اور بے ہوش ہوگیا۔ اس واقعہ کے بعد علامہ ابن جوزی سرکار کا معترف ہوگیا۔

امام الوہابیہ ابن تیمیہ اولیاء کا سخت گستاخ تھا ، اکابر اولیاء پر کفر و شرک کے فتوے لگاتا مگر جب سرکار کی بات آتی تو ڈر جاتا اور ادب سے کہتا کہ حضرت شیخ نے جو فرمایا سچ فرمایا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان سے عادر کھنے والا مارا جاتا ہے۔

ہمارے زمانے میں کیماڑی (کراچی کی بندرگاہ) میں حزب اللہ کا امیر ڈاکٹر عثمانی اولیاء کا منکر اور سخت گستاخ و بے ادب تھا۔ ایک دن کہنے لگا کل میں غوثوں کا جلوس نکالوں گا۔ اس کی نیت سرکار غوثیت مآب کی شان اقدس میں گستاخی کی تھی۔ اگلے دن لوگوں نے دیکھا کہ خود ڈاکٹر عثمانی کا جلوس نکل گیا اور اولیاء کا دشمن واصل بہ جہنم ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ سب مسلمانوں کو اپنے دوستوں سے حُسن ظن رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے اور منکرین غوثِ پاک کے شر و فساد سے اہل عالم کو محفوظ فرمائے۔

الحمد للہ یہ کتاب مرشدِ پاک حضور قبلہ صوفی غلام محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی عنایات اور سیدنا غوث الاعظم کی خصوصی توجہ سے ، باوجود دفتری و گھریلو مصروفیات اور

ناسازی صحت، ایک ماہ سے بھی کم عرصے میں مکمل ہوئی۔ اے ہمارے پیارے رب! اپنے محبوبِ سبحانی کے صدقہ وطفیل اس کاوش کو قبول فرما، اسے سیدنا غوث الاعظم کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ بنا اور اس کتاب کے پڑھنے والوں کے دلوں میں آنجناب غوثِ پاک کی شان وعظمت اور ان کی محبت کو فزوں تر فرما اور تاابد ہم تمام محبانِ غوثِ پاک کو سیدنا غوث الاعظم کے سایہ میں رہنے کی توفیق نصیب فرما۔ آمین۔ **بجاہ نبی الکریم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه و افضل الانبیاء و المرسلین سیدنا محمد و علی آله و اصحابه و اولیائه اجمعین۔ برحمتک یاارحم الراحمین۔**

ماخذ

جن مستند کتابوں کی مدد سے یہ کتاب تیار کی گئی ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

☆ بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار — امام نورالدین، ابوالحسن علی بن یوسف شطنونی رحمۃ اللہ علیہ
☆ حیات المعظم فی مناقب سیّدنا غوث الاعظم — صوفی غلام محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
☆ قلائد الجواہر — علامہ شیخ محمد بن یحییٰ حلبی رحمۃ اللہ علیہ
☆ تفریح الخاطر — شیخ عبدالقادر القادری ابن محی الدین اربلی رحمۃ اللہ علیہ
☆ نزہۃ الخاطر الفاطر — علامہ نورالدین علی المعروف مّلاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ
☆ مناقب غوثیہ — علامہ شیخ محمد صادق شہابی رحمۃ اللہ علیہ
☆ زبدۃ الآثار — شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
☆ مقدمہ زبدۃ الآثار — مولانا فیض احمد فیض
☆ اخبار الاخیار — //
☆ مفتاح الفتوح — //
☆ رسالہ غوث الاعظم — سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
☆ قصیدہ غوثیہ — //
☆ مکتوبات امام ربّانی — مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
☆ محک الفقراء کلاں — سلطان باہو قادری رحمۃ اللہ علیہ
☆ نور الہدیٰ — //
☆ عین الفقر — //
☆ مظہر جمالِ مصطفائی — صوفی سیّد نصیر الدین ہاشمی قادری رحمۃ اللہ علیہ
☆ تفہیمات — شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
☆ طبقات الکبریٰ — شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
☆ نفحات الانس — مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ
☆ تحفہ قادریہ — شاہ ابوالمعالی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
☆ نور ربانی فی مدح المحبوب سبحانی — مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ
☆ لطائفِ لطیفہ — شیخ عبداللطیف بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
☆ تقاریر — مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

/.../.../

منقبت در مدح غوث الصمدانی شہنازِ لامکانی

میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

کیوں نہ ہو رشکِ سکندر ہر گدائے غوثِ پاک
ہر گدا کے ساتھ ہے بیشک خدائے غوثِ پاک

ہر جن و انس و ملک پر ہے حکومت آپ کی
فرش سے تا عرش ہے سب کچھ ولائے غوثِ پاک

کس قدر عالی ہے رفعت ، یہ نہیں ممکن بیاں
خود خدائے پاک کرتا ہے ثنائے غوثِ پاک

اس سے ظاہر ہے جناب غوث کی شانِ علی
اولیاء و اصفیاء ہیں زیرِ پائے غوثِ پاک

گر ولایت کا یہی ہے ، دوستوں سمجھو ذرا
اپنی گردن کو جھکا دو زیرِ پائے غوثِ پاک

روشن ہوجائے گا تجھ پہ سب ازل سے تا ابد
ذرہ بھر آنکھوں میں ہو جو خاکِ پائے غوثِ پاک

غوث الاعظم کی رضا میں ہے رضائے مصطفی
اور رضائے مرشدی میں ہے رضائے غوثِ پاک